شمارہ
اپریل/مئی
2017

ست رنگ میگزین

خصوصی انٹرویو

طیبہ عنصر

سلسلے وار ناول

بند قبا کھلنے لگی جاناں

عشق سنگ مرمر سا

تیرے بن جی نہ سکے

یہ داستان عشق ہے

Downloaded from https://paksociety.com

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

ادار یہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و براکاتہ......

قارئین !الحمداللہ، ست رنگ کے اپریل کے شمارے کے ساتھ حاضر ہیں......

ماہ شعبان کے بابرکت مہینے کا آغاز ہو چکا ہے، ماہ شعبان وہ مہینہ ہے جسے آپ ﷺ نے اپنا مہینہ قرار دیا ہے اور اس ماہ کی حرمت و تعظیم کو اپنی حرمت و تعظیم قرار دیا۔آپ ﷺ اس مہینہ میں سب سے زیادہ روزے رکھتے تاکہ ماہ صیام کے لئے خود کو تیار کیا جا سکے، بلاشبہ ماہ شعبان مغفرت کا مہینہ بھی ہے چنانچہ اللہ پاک ہمیں اس مہینے کی برکتیں اور عظمتیں سمیٹنے اور زیادہ سے زیادہ مغفرت مانگنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)......

اب بات کرتے ہیں میگزین کی تو جناب نوید سحر تو کی امید لئے "ست رنگ" اپریل کا شمارہ آپ سب کی خدمت میں حاضر ہے جس میں شامل ست رنگی سلسلے آپ کی بھرپور توجہ سمیٹنے کے منتظر ہیں......ساتھ ہی ہم میگزین کے گذشتہ شمارے کی پسندیدگی پر آپ سب کے بہت مشکور ہیں اللہ پاک کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے، کہ "ست رنگ" نے بہت کم عرصہ میں لوگوں کے دلوں میں اپنا نمایاں مقام بنالیا ہے اس کے لئے ہم ان تمام دوستوں کے بھی بہت شکرگزار ہیں جو ہماری اس ادنی سی کاوش میں ہمارا بھرپور ساتھ دے رہے ہیں، اور قدم بہ قدم آپ سب کی مشاورت ہمیں اپنے کام میں بہتری لانے میں بہت معاون ثابت ہو رہی ہے ہم آئندہ بھی آپ سب کی طرف سے مثبت اصلاح اور تنقید کے منتظر رہیں گے۔اس دعا کے ساتھ اگلے شمارے تک اجازت چاہوں گی کہ اللہ پاک اس بابرکت مہینے کے فیض ہم سب کی مشکلات، پریشانیاں، مسائل، بیماریاں اور سختیاں دور فرمائے۔(آمین)

آخر میں مولانا روم کی زبان میں بس اتنا کہوں گی......

حاصل عمرم، سہ سخن، بیش نیست

خام بدم، پختہ شدم، سوختم

(میری عمر کا حاصل ان تین باتوں سے زائد کچھ نہیں......خام تھا، پختہ ہوا اور جل گیا)

خوش رہیے اور دوسروں میں خوشیاں بانٹتے رہیے۔

جزاک اللہ خیر......

دعا گو: علینہ ملک

Downloaded from https://paksociety.com

حمد

اللہ.....اللہ.....اللہ ھو لا الا الہ ھو

تجھ سے ہے میری بس اک ہی دعا
معاف کر دے تو میری ہر اک خطا
نام ہے غفور تیرا

اللہ.....اللہ.....اللہ ھو

جب بھی پڑی ہے مشکل کوئی
جاگ اٹھی ہے میری قسمت سوئی
مولا ہے بڑا رحمٰن میرا

اللہ.....اللہ.....اللہ ھو

میں ہوں بے کس و مجبور بڑا
سنوار دے میری قسمت اک اشارہ تیرا
مالک ہے بڑا مہربان میرا

اللہ.....اللہ.....اللہ ھو

تو غفور بھی ہے تو شکور بھی ہے
تو جبار بھی ہے تو قہار بھی ہے
تو ہی رحیم بھی تو رحمٰن بھی ہے
کر دے کرم بس میرے مولا
بڑا ہی مہربان ہے مولا تو

اللہ.....اللہ اللہ ھو.....لا الا الہ ھو

شاعرہ: ساریہ چوہدری گجرات

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

☆سورہ فاتحہ کی فضیلت☆

تحریر:ثمرین یعقوب

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ "ایک دن (جب کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے) یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے (اوپر کی طرف دروازہ کھلنے کی سی آواز سنی چنانچہ انہوں نے اپنا سر اوپر اٹھایا اور کہا کہ یہ آسمان کا دروازہ کھولا گیا ہے آج سے پہلے یہ کبھی نہیں کھولا گیا تھا اور اس سے ایک فرشتہ اترا ہے، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا یہ فرشتہ جو زمین پر اترا ہے آج سے پہلے کبھی نہیں اترا، پس اس فرشتے نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام عرض کیا اور کہا آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو دو نوروں کی بشارت ہو جو آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو عطا کیے گئے، آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم سے پہلے یہ کسی نبی کو نہیں دیئے گئے) ایک (سورہ فاتحہ اور) دوسرا (سورہ بقرہ کی آخری آیات) "مسلم شریف۔ انکی احادیث میں بہت فضیلت بیان کی گئی۔ حضرت عمر کا ارشاد ہے کہ میرا نہیں خیال کوئی بھی ذوشعور انسان رات کو سورفاتحہ اور سورہ بقرہ کی آخری آیات کی تلاوت کیے بغیر نہیں سوئے گا.....اللہ تعالٰی نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے اپنے رسولوں پر کتابیں نازل کیں، اللہ تعالٰی کی آخری کتاب قرآن مجید ہے جو اللہ تعالٰی نے ساری کائنات کے رہبر محبوب رب، تمام نبیوں کے سردار شافع روز محشر، ساقی کوثر، خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا، قرآن اپنے الفاظ اور معانی دونوں پہلوؤں سے اللہ تعالٰی کا کلام ہے، قرآن پاک ایک ایسی کتاب ہے جو پوری دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے۔ اس کی ہر سورہ اور ہر آیت، ہر لفظ، ہر حرف پر معنی اور بابرکت ہے۔ اس حدیث مبارکہ میں سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کو دو نور سے تعبیر کیا گیا اور ان کو نور کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ سورہ اور آیتیں قیامت کے روز روشنی کی شکل میں ہوں گی جو اپنے پڑھنے والوں کے آگے چلیں گی۔

حدیث میں یہ فرمایا گیا ہے کہ اگر ان آیتوں کو جو کوئی اخلاص کے ساتھ پڑھے گا تو اللہ تعالٰی اسے وہ ہدایت وسعادت عطا فرمائے گا جن پر یہ آیات مشتمل ہیں۔ سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی آخری آیتوں میں دو قسم کے

Downloaded from https://paksociety.com

کلمات ہیں ایک قسم تو وہ ہے جو دعاء پر مشتمل ہیں اور دوسری قسم وہ ہے جو فقط حمد وثناء پر مشتمل ہیں ،لہذا جب وہ آیت یا آیت کا ٹکڑا پڑھا جائے گا جو دعاء ہے جیسا کہ سورہ فاتحہ کے آخری آدھے حصے میں اور سورہ بقرہ کی آخری آیت میں ہے تو وہ قبول ہو جاتی ہے اور بندے کا سوال پورا کر دیا جاتا ہے اور پڑھنے والے کو وہ چیز ضرور عطا کی جائے گی جس کا اس میں ذکر ہے۔اسی طرح جب وہ آیت یا آیت کا ٹکڑا پڑھا جائے گا جو حمد وثناء پر مشتمل ہے تو اس کو وہی ثواب دیا جائے گا جیسا کہ سورہ فاتحہ کی شروع کی آیات میں ہے یا اللہ اس کے اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں پر ایمان وتصدیق ہے جو کہ سورہ بقرہ کی آخری دو آیتوں میں سے پہلی آیت میں ہے تو اس کی قبولیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس حمد وثناء اور اس ایمان وتصدیق کا اجر وثواب عطا فرماتا ہے۔سورہ فاتحہ میں سات آیتیں ہیں ،ساڑھے تین آیتیں اللہ تعالیٰ کے لئے اور ساڑھے تین آیتیں بندے کے لئے ،سورہ فاتحہ کی دعا سب سے زیادہ نفع بخش اور عمدہ قرار پائی ہے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ بندے کو اس سیدھے راستے کی طرف ہدایت دے دے اور اس کو اپنی بندگی پر اور گناہوں کے چھوڑنے پر مدد کر دے تو دنیا وآخرت میں اس کو کوئی برائی چھو نہیں سکتی۔

سورہ بقرہ کی آخری دو آیتوں کی فضیلت کے متعلق بے شمار احادیث ہیں۔ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے ایک تحریر لکھی تھی جس کی دو آیتوں سے سورہ بقرہ کو ختم کیا ہے، یہ دو آیتیں جس گھر میں بھی تین روز تک پڑھی جائیں گی شیطان اس گھر کے پاس بھی نہیں پھٹک سکتا۔(بحوالہ ترمذہ ونسائی)

اس سورہ کو "سورہ الشفا" بھی کہا جاتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ سورہ مختلف بیماریوں کیلئے وجہ شفا ثابت ہوئی ہے ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ایک مرتبہ کسی شخص کو سانپ نے کاٹ لیا۔حضرت ابوسعید خدری نے سورہ فاتحہ پڑھ کر اس شخص پر دم کیا تو وہ ٹھیک ہو گیا۔تفسیر بیضاوی میں ایک حدیث نقل کی میں

ایک حدیث نقل کی گئی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ سورہ فاتحہ تمام جسمانی بیماریوں کیلئے شفاء ہے۔اس سورہ کا ایک نام "کافیہ" بھی ہے۔یہ سورہ ایک مومن کیلئے ہر اعتبار سے کافی ہے۔یہ سورہ دوسروں کی محتاجی سے روکتی ہے۔

ایک بار آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر سورہ فاتحہ کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیں اور بقیہ تمام قرآن فاتحہ کے علاوہ ترازو کے دوسرے پلڑے میں رکھ دیں تو سورہ فاتحہ کا وزن سات قرآنوں کے برابر ہوگا۔

(تفسیر بیضاوی، تفسیر عزیزی) اس سورہ کا ایک نام " کنز" بھی ہے۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ سورہ عرش الٰہی کے خصوصی خزانوں میں سے عطاء کی گئی ہے۔

Downloaded from https://paksociety.com

☆واقعہ معراج اور سائنس☆

تحریر:علینہ ملک

سورہ بنی اسرائیل کی پہلی آیت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے.....

"پاک ہے ذات اس (خدا) کی جس نے سیر کرائی اپنے بندے (محمد رسول ﷺ) کو رات کے ایک حصے میں مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک.....جس کا ماحول (اردگرد) ہم نے مبارک بنایا تا کہ اس (بندے) کو نشانیاں دکھائیں،یقیناً وہ (اللہ) بہت سننے والا ہے"

واقعہ معراج اعلان نبوت کے دسویں سال اور ہجرت مدینہ سے ایک سال پہلے مکہ میں ظہور پذیر ہوا، جو کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی نشانیوں میں سے ایک ہے جو چشم زدن میں رونما ہوا لیکن حقیقت میں اس میں کتنا وقت لگا یہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتا ہے.....نبوت کے دسویں سال ایک رات آپ کوہ صفا و مروہ کے درمیانی وادی میں جو مکہ سے ملحق ہے آرام پذیر تھے کہ یکا یک جبرائیل امین نے آ کر آپ کو بیدار کیا،ان کے ہمراہ ایک مائل سفید راہوار ہے،جس پر آپ کو سوار ہونے کی ہدایت کی جس کا نام "براق" ہے اور اس میں وہ تمام صفات موجود ہیں جو اڑن کھٹولوں اور آسمانی رتھوں کو حاصل ہیں اور جس پر سوار ہو کر نبی پاک ﷺ نے رات کے ایک حصے میں خانہ کعبہ سے مسجد اقصیٰ اور مسجد اقصیٰ سے ساتوں آسمانوں کے ملکوت اور عجائبات کی سیر اور بہشت اور دوزخ کے نظارے کرتے ہوئے عرش معلیٰ پر تشریف لے گئے اور جب واپس آئے تو دروازے کی زنجیر ہل رہی تھی اور بستر جس پر آپ آرام فرما تھے ویسا ہی گرم تھا اور پانی بھی چل رہا تھا اسی وجہ سے بعض لوگ آپ کی جسمانی معراج کے قائل نہیں ان کا کہنا ہے کہ آپ نے یہ سب خواب میں دیکھا.....مگر حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ نے مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ اور وہاں سے آسمانوں میں سدرۃ المنتہیٰ اور عرش معلیٰ کی جو سیر کی وہ معراج بدن سے تھی نہ کہ بے بدن روح سے تھی اور بیداری میں تھی نہ کہ خواب میں.....اگر اس واقعہ کو سائنس کی روح سے سمجھا جائے تو آپ کے اس سفر کی حقیقت بہت حد تک سمجھ آ جاتی ہے.....آئن آسٹائن کے مطابق مادی اشیاء کے سفر کرنے کی آخری حد روشنی کی رفتار ہے جو 186000 میل فی سیکنڈ ہے.....دوسری رفتار قرآن حکیم نے امر کی بتا ہی ہے جو پلک

Downloaded from https://paksociety.com

جھپکنے میں پوری کائنات سے گزر جاتی ہے.....

"اور ہمارا حکم ایسا ہے جیسے ایک پلک جھپک جانا" (سورہ قمر:50) جبرائیل علی سلام نے آپ ﷺ کو براق پر سوار کیا، براق برق سے نکلا ہے جس کے معنی بجلی ہیں اور جس کی رفتار 186000 میل فی سیکنڈ ہے، اگر کوئی آدمی وقت کے گھوڑے پر سوار ہو جائے تو وقت اس کے لئے تھم جاتا ہے یعنی اگر آپ 186000 میل فی سیکنڈ کی رفتار سے چلیں تو وقت رک جاتا ہے کیوں کہ وقت کی رفتار بھی یہی ہے.....جس رفتار سے وقت چل رہا ہے وہ آدمی بھی اسی رفتار سے چل رہا ہے تو وہ آدمی خود کو چلتا ہوا محسوس کرے گا لیکن کائنات اس کے لئے تھم جاتی ہے .....جب اس نے وقت اور فاصلے کو اپنے قابو میں کر لیا تو اس کے لئے چاہے سینکڑوں برس اسی حالت میں گزر جائیں لیکن وقت رکا رہے گا اور جوں ہی وقت کے گھوڑے سے اترے گا وقت کی گھڑی پھر سے ٹک ٹک کرنا شروع کر دے گی.....چاہے وہ آدمی پوری کائنات کی سیر کر کے آ جائے.....بجلی کا ایک بلب ایک لاکھ 86 ہزار میل کے فاصلے پر رکھ دیں، سوئچ آن کرتے ہی ایک سیکنڈ میں وہ بلب جل اٹھے گا، یہ برقی رو کی تیز رفتاری ہے اور پھر ہوا کی تیز رفتاری بھی اس کی ایک مثال ہو سکتی ہے.....اب معراج شریف میں چاہے ہزار برس صرف ہو گئے ہوں یا ایک لاکھ برس وقت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا.....یہ مالک جل شانہ کی قدرتیں لا انتہا ہیں وہ ہر بات پر قادر ہے کہ رات کو جب تک چاہے روکے رکھے اگر وہ روکے تو کوئی اس کی ذات پاک کے سوا نہیں کہ دن کو نکال سکے.....قرآن پاک میں فرمایا؛

"آپ کہیے کہ بھلا یہ تو بتاؤ کہ اللہ اگر قیامت تک تم پر رات کو مسلط کر دے تو اس کے سوا کون روشنی لا سکتا ہے"

غرض واقعہ معراج جس کا ذکر سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 1 اور سورہ نجم کی آیت 1 سے 18 تک میں ہے کی صداقت کی روشنی میں ثابت کیا جا سکتا ہے اور یہ بات عیاں ہے کہ انسان زمان و مکان کی قیود سے آزاد ہو کر لامکاں کی وسعتوں تک پہنچ سکتا ہے.....

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

دامن مصطفٰے

حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم

تحریر: کہکشاں صابر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان رحم والا ہے

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو!
تم بھی اس (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر درود و سلام بھیجو۔ (سورۃ الاحزاب 56)

نور مجسم حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ والہ وسلم ، دو جہانوں کے لیے رحمت ،اس پاک صفات والی ذات کی
کیا تعریف لکھوں۔ دل و دماغ میں لفظوں، تعریفوں کی بھرمار ہیں پر آنکھیں آنسو لوٹا رہی
ہے لب پہ پیارے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا پیارا درود پاک جو جاری ہے
آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عالم گیر ہے
آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم شفقت انسانیت ہے
آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم شان بے مثال ہے
آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم دردمندوں کے مددگار ہے
آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بے سہاروں کے سہارا ہے
آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی ہے جو قیامت کے دن امت محمدیہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شفاعت
کروائیں گے، ضامن بنے گے، اپنی چادر میں چھپائے گے
حشر میں ڈھونڈا ہی کریں ان کا قیامت کا سپاہی

Downloaded from https://paksociety.com

پر وہ کس کو ملے جو تیرے دامن میں چھپا ہو

آپ صلی علیہ والہ وسلم قیامت کے روز حوض کوثر سے اپنے پیاروں کے پیاسے لبوں کو اس ٹھنڈے میٹھے پانی سے سیراب کریں گے جس کا اک گھونٹ قیامت کی گرمی (وہ گرمی جو سورج کے سوا نیزے سے نکلنے والی شعاعوں سے انسان کے تن من کو جھلسا رہی ہوگی) اس سے راحت وسکون اور فرحت بخشیں گی

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم کیسے ان خوش قسمتوں میں اپنا نام لکھوائیں، جن کو پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم حوض کوثر سے پانی پلائیں گے اور ان کے ضامن بنیں گے؟؟؟

حدیث ۱:

ترجمہ: رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا!

قیامت کے دن لوگوں میں سے میرے قریب وہ ہوگا جس نے دنیا میں مجھ پر درود پاک زیادہ پڑھا ہوگا

درود پاک: صلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد والہ وسلم

☆☆☆☆

حدیث ۲:

ترجمہ: قیامت کے دن ہر مقام اور ہر جگہ میں، میرے زیادہ نزدیک تم میں سے وہ ہوگا جس نے دنیا میں مجھ پر درود پاک زیادہ پڑھا ہوگا

درود پاک: صلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد والہ وسلم

☆☆☆☆

حدیث ۳:

ترجمہ: رسول اکرم شفیع اعظم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا!

جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھا۔ اللہ تعالی اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھتا ہے

درود پاک: صلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد والہ وسلم

Downloaded from https://paksociety.com

☆☆☆☆

حدیث ۴:

فرمایا رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا اللہ تعالی اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کے دس گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور اس کے دس درجے بلند کر دیئے جاتے ہیں

درود پاک: صلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد والہ وسلم

☆☆☆☆

حدیث ۵:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں !

میں نے نماز پڑھی, حالانکہ رسول اکرم حضرت محمد صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ تشریف فرما تھے..... جب میں نماز پڑھ کر بیٹھا اور اللہ تعالی کی حمد و ثناء کی پھر میں نے نبی اکرم شفیع معظم حضرت محمد صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم پر درود پاک پڑھ کر دعا کی تو حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے فرمایا, تو مانگ تجھے عطا کیا جائے گا, تو مانگ تجھے عطا کیا جائے گا

درود پاک: صلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد والہ وسلم

(جاری ہے)

Downloaded from https://paksociety.com

☆اللہ بہترین سماعت کا مالک☆

فزا ملک (لاہور)

کیسے سمجھیں میرے روگ
اندھے، گونگے بہرے لوگ
ان کے آگے سب بیکار ہیں
آہیں، نوحے، ماتم، سوگ!!!

ہم میں سے اکثر لوگ اپنے الفاظ کا اور اپنے جذبات کا اظہار ایسی جگہ کر دیتے ہیں جہاں ہمیں رتی برابر بھی یقین نہیں ہوتا کہ ہمیں سنا اور سمجھا بھی جا رہا ہے یا نہیں؟ اپنی خوشی اپنی غمی میں دوسروں کو شریک کرنے سے پہلے یہ ضرور سوچنا چاہئے کہ کیا کسی کو اس سے سروکار بھی ہے یا نہیں؟ آجکل ہر کوئی اپنی زندگی میں اتنا مصروف ہو گیا ہے کہ کسی انسان کے پاس بھی اتنا وقت نہیں کہ وہ کسی دوسرے کے مسائل سنے۔ کوئی نہیں دیکھتا کہ کوئی زندگی کے کن نشیب و فراز سے گزر رہا ہے کسی کے پاس کسی کو دینے کے لئے دو لفظ تسلی کے بھی نہیں ہوتے لیکن کوئی ہے جو پرواہ کرتا ہے ، جسے ہماری فکر رہتی ہے، جسے ہماری ہر بات سے سروکار بھی ہے، وہ جو ہماری شہہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے ، وہ جو ہمارے جذبات کو ہم سے بہتر سمجھتا ہے وہ جو ہر شے سے باخبر ہے، وہ جو ہر شے پر قدرت رکھتا ہے وہ جو تمام جہانوں کا مالک ہے وہ مختار ہے، وہ ہی تو ہے جو بہترین سماعت رکھنے والا ہے، وہ جو سب کچھ جانتے ہوئے بھی ہماری التجائیں، ہماری حاجتیں ہماری زبانی سنتا ہے، ہمیں روکتا نہیں نا ہی ہم سے بیزار ہوتا ہے۔ اس کا سننا ایسا سننا ہے کہ وہ کچھ کہتا بھی نہیں بظاہر تسلی بھی نہیں دیتا لیکن جو اطمینان اور سکون دل کو حاصل ہو جاتا ہے اس کا کوئی نعم البدل نہیں .....

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

افسانہ☆جس پہ بیتے وہی جانے☆

تحریر:طوبیٰ عجائب

مٹ جائے گی مخلوق تو انصاف کرو گے

مصنف ہو تو پھر حشر اٹھا کیوں نہیں دیتے

بادلوں کی گرج چمک عروج پر تھی کائنات کی ہر چیز پر لرزاطاری تھا وحشت کے سائے چار سو منڈلا رہے تھے مارے خوف کے مکین اپنے گھروں میں مقید ہو کر رہ گئے تھے مگر وہ لڑکی تن تنہا اپنے بے حس و بے جاں وجود گھسیٹتے نپے تلے قدم اٹھاتی چل رہی تھی.....

بجل کی کڑک اور آندھیوں کی رفتار اپنے زوروں پر تھی ہوا کے دوش سے زرد پتے اس کے ساکن وجود پر سے اڑتے جاتے تھے کسی شخص میں اتنا حوصلہ نہ تھا کہ وہ اس جان خیز موسم میں اپنی جان داؤ پر لگاتے ہوئے باہر کا رخ کرے مگر وہ لڑکی ایسا لگ رہا تھا کہ اسے اپنی جان کسی قیمت پیاری نہیں ہے..... جب قیامت سر پر ٹوٹی ہو آپ کا قیمتی اثاثہ طوفان کی بے رحم موجوں میں بہہ جائے آندھیاں آپ کی گھر گھرستی آپ کی جنت کو اجاڑ جائیں تو پھر موت کس قدر عزیز تر ہو جاتی ہے یہ صرف وہی جانتی تھی،

کچی جھونپڑیوں سے گزرتے ہوئے وہ ایک ویران کھنڈر جیسی جگہ پر پہنچ چکی تھی نہیں وہ کھنڈر نہیں وہی تو ہمارا اصل گھر ہے جہاں ہمیں تا ابد، ہمیشہ کے لیے کوچ کرنا تھا ہاں وہیں،.....وہ قبرستان کے وسط میں اپنے باپ کے گھر قدم رکھ چکی تھی جو اس کی دنیا ویران کیے یہاں آ بسے تھے وہ قبر پر گر سی گئی، مٹی پر ہاتھ پیر تے ہوئے وہ تڑپ اٹھی۔ جیسے مچھلی شکاری کے جال میں آ کر تڑپتی ہے ویسے ہی وہ قبر پر مارے درد کے پھڑ پھڑانے لگی۔قسمت کی ستم ظریفی پر وہ ماتم کناں تھی..... ماضی ایک بار پھر اس کے عین سامنے کھڑا ہو گیا تھا۔

بابا۔۔بابا۔۔عشنا دوڑتی ہوئی آئی اور حسین صاحب کی بانہوں میں بانہیں ڈالتے ہوئے بولی۔

کہوں بابا کی جان آج کوئی زیادہ ہی اپنے باپ پر نچھاور نہیں ہو رہا۔انھوں نے مسکراتے ہوئے پوچھا

میں تو اپنی جان اپنے بابا پر نچھاور کر دوں یہ تھوڑا سا پیار کس زمرے میں آتا ہے؟

Downloaded from https://paksociety.com

اچھا بس۔۔بس یہ بتاؤ کام کیا ہے۔۔۔مسکا بعد میں حسین صاحب نے لاڈ سے ہلکی سی چپت اس کے سر پر رسید کی۔

واہ بابا ہو تو ایسے بیٹی کے بتانے سے پہلے ہی ساری بات جان لیں.....

وہ آپ کو تو معلوم ہے ناں بابا میری دوست سارہ کی شادی ہے تو شاپنگ کے لیے۔۔۔۔دائیں ہاتھ کی انگلی منہ میں ڈالتے وہ الجھائے ہوئے لہجے میں بولی۔

ہاہاہا مکھن باز۔۔۔اک زوردار قہقہہ حسین صاحب کے حلق سے برآمد ہوا۔بابا۔۔۔۔وہ شرمندہ ہوئی

حسین صاحب نے اس کے سر پر بوسہ سبط کیا،کوئی بات نہیں باپ بیٹی میں ایسا تو ہوتا ہی رہتا ہے۔۔اک بار پھر قہقہہ.....چلو شاباش جلدی آ جاؤ۔۔۔۔۔جب تک میں گاڑی نکالتا ہوں۔۔وہ ٹیبل پر سے چابی اٹھاتے ہوئے بولے اور باہر کی جانب بڑھ گئے تقریباً اک آدھ گھنٹے میں وہ دونوں مال پہنچ چکے تھے۔ہر شخص اپنی خریداری میں محو تھا بوڑھوں۔بچوں اور عورتوں کا اک جم غفیر وہاں موجود تھا ایسا لگ رہا تھا کہ پورا پاکستان وہاں آ پہنچا ہے۔

عشنا نے جلدی سے اپنی شاپنگ مکمل کی اور گاڑی میں آ بیٹھی.....اووو۔۔۔۔

کیا ہوا؟حسین صاحب نے تجسس سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

وہ میرا ایک شاپنگ بیگ وہیں رہ گیا ہے،وہ لاک کی طرف بڑھی۔

نہیں تم رکو میں لے آتا ہوں،انھوں نے عشنا کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اسے روکا اور خود لاک کھول کر مال کی جانب بڑھ گئے۔

اس کا دل چاہا کے بابا کو روک لے،انھیں جانے نہ دے مگر حلق سے اک آواز تک نہ نکلی۔وہ خود سے دور جاتے ہوئے انھیں دیکھتی رہی،جوں جوں وہ قدم آگے بڑھاتے اس کے دل کی دھڑکن تیز تر ہوتی چلی جاتی۔

جیسے ہی حسین صاحب نے مال کے اندر قدم رکھا اک زوردار دھماکے کی آواز گونجی اور سب راکھ ہو گیا روشنیوں سے دمکتی سات منزلہ عمارت اب خاک کا ڈھیر بن چکی تھی چیخوں پکار بلند ہونے لگی.....لوگ اپنے پیاروں کو بچانے کے لیے دوڑے وہ بھی چیختے ہوئے دیوانہ وار مال کی جانب بھاگی اس نفسانفسی کے عالم میں اس کا دوپٹہ کئی گاڑی میں رہ گیا تھا بھاگتے ہوئے اس کا پاؤں کانچ کے ٹکڑے پر پڑا اور وہ زمین پر گر پڑی۔مگر اسے اس زخم

Downloaded from https://paksociety.com

کی پرواہ نہ تھی وہ فوراً اٹھی۔ کیونکہ جو گھاؤ اسے لگا تھا اس کا مداوہ یہ زخم نہیں کر سکتا تھا وہ چلاتی ہوئی آگے بڑھنے لگی لہو زمین پر ہولی کھیلنے لگا تھا جس جگہ وہ قدم رکھتی سرخ رنگ کے نشان زمین پر سبط ہو جاتے.....

بابا۔۔۔بب۔۔بابا چیختی چلاتی آنسوؤں کا سیلاب لیے جیسے ہی وہ مال کے پاس پہنچی۔ کچھ گارڈز نے اسے اندر جانے سے روک دیا وہ میں.....مم میرے بابا؟؟؟اس نے روتے ہوئے دائیں ہاتھ سے اندر کی جانب اشارہ کیا۔ مجھے جانے دو نہیں میڈم آپ نہیں جا سکتی۔۔سمجھنے کی کوشش کرے اندر خطرہ ہے

نن نہیں مجھے کوئی خطرہ نہیں۔ مجھے جانے دو۔میرے بابا اندر ہے مجھے بچانا ہے انھیں۔ مجھے جانے دو رکیئے میڈم کسی نے اس کو پیچھے دھکیلا ہاتھ لگنے کی دیر تھی وہ اپنا بے حس وجود لیے زمین پر ڈھے گئی بابا مجھے جانے دو.....پپ پلیز اس کی آواز آہستہ آہستہ مدھم ہونے لگی۔آنسو رخساروں پر جذب ہونے لگے تھے۔

حسین صاحب کی ڈیڈ باڈی کیسے آئی ؟ کب آئی۔؟ کس نے لائی مسلسل تین دن تک بے ہوش رہے کہ باوجود اسے کچھ خبر نہ تھی۔

وہ چیخی چلائی۔انصاف کے لیے ایڑھی چوٹی کا زور لگایا مگر انصاف اس جہاں میں کسے ملتا ہے۔

لاکھوں لوگ اپنے لخت جگر،ماں باپ،بہنوں،بھائیوں سے محروم ہو چکے تھے مگر کب احساس تھا کسے جس پر بیتے بس وہی جانے حکمرانوں نے دو لاکھ دے کر لوگوں کے منہ بند کروا دیئے تھے بھلا یہ دو لاکھ بھی کسی انسان کا نعم و بدل ہو سکتے ہیں اس لڑکی کی دنیا واپس لا سکتے ہیں۔اسے اپنے باپ کی آغوش مہیا کر سکتے ہیں۔وہ آہ وفغاں کرتی رہی مگر کسی کے کانوں میں جوں تک نہ رینگی زبانی کلامی دعوے بھی بہت ہوئے لیکن ہاتھ کچھ نہ آیا بجلی کی کڑک سے وہ حال میں پلٹ آئی تھی آنسو مٹی کو بھی تر کر چکے تھے وہ اب تنہا ہو چکی تھی۔حسین صاحب ہی اس کی کل کائنات تھے جو اسے چھوڑ کر یہاں آ بسے تھے اب وہ دن رات ان کی قبر پر بیٹھی رہتی تھی آندھی ہو یا طوفان،بہار ہو یا خزاں،دھوپ ہو یا چھاؤں اسے کوئی چیز متاثر نہیں کرتی تھی متواتر رونے سے اب آنسو خشک ہو چکے تھے اپنا ساکن وجود لیے وہ قبر کے کنارے بیٹھی رہتی اور یک ٹک اسے ہی تکتی رہتی اس کی رنگین دنیا خزاں کی پرچھایوں میں گھل ہو چکی تھی.....بس اب اسے موت کا انتظار تھا نہ جانے کب وہ بھی اس نازک جان لڑکی کو گھل کر دے گی.....

Downloaded from https://paksociety.com

دل کرتا ہے
چھوٹی ہو جاؤں
بابا کو پاس لے آؤں
دل کرتا ہے
بولوں تو آواز سنوں
روؤں تو ڈانٹ سنوں
دل کرتا ہے
کوئی کہانی سنوں
دل کرتا ہے
وہ ہاتھ ملے، وہ تکیہ ہو
جس پر سر رکھوں اور سو جاؤں

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

افسانہ ☆لفظوں کا دکھ☆

تحریر: ساریہ چودہدری

دکھاں مینوں مار مکایا اے
سکھاں دا اے کال نی مائیں
جندڑی مینتھوں بھدی ناہیں
اک واری فیر پال نی مائیں

"ادب کی دنیا کا اک اور ابھرتا ہوا ستارہ بہت ذہین بہت قابل بہت ٹیلنٹڈ نہ صرف اک اچھا شاعر بلکہ اک بہت زبردست لکھاری بھی ....انکی شاعری کی کتاب "تیرے بنا اداس ہے زندگی" کو بے پناہ شہرت مل چکی ہے.........."اووو؛ میرے خدایا اسنے دروازے کو مضبوطی سے تھام کے خود کو گرنے سے بچایا تھا.........."جی ہاں میں بات کرر ہاہوں "حسن شہریار" کی جنکی تحریروں نے نوجوان نسل کو جھنجھوڑ ڈالا ہے اور ہماری نوجوان نسل کو نئی امنگ نئی سوچ دی ہے انکی سب تحریریں لاجواب ہیں مگر انکا پولیس ڈپارٹمنٹ کے لئے لکھا گیا "اے عرض وطن "ناول بے حد مقبول ہوا ہے"

وہ جیسے جیسے پڑھ رہی تھی دل پھٹتا جارہا تھا روح فنا ہوتی جارہی تھی ۔جس پر ٹیلی فلم بن چکی ہے اور اسے بے حد سراہا جارہا ہے حکومت نے اس نوجوان نسل کے نمائندے کو اسکی شاندار کارکردگی پر بیسٹ رائٹر آف دا ائیر کے ایوارڈ سے نوازا ہے.........جب تک ایسے قلم کار موجود ہیں ہمیں کوئی بھی طاقت منتشر نہیں کر سکتی کیونکہ ہمارے لکھاری اک مضبوط زنجیر کی طرح ہمیں جوڑے ہوئے ہیں اور یہی لکھاری ہمارے اندر نئی امید جستجو اور جذبہ پیدا کرنے کا زریعہ ہیں ہماری دعا ہے اللہ حسن شہریار کے علم میں اضافہ کرے اور زور قلم کرے اور زیادہ (آمین).............."اخبار اسکے ہاتھ سے گر چکا تھا اور وہ

Downloaded from https://paksociety.com

گھٹنوں کے بل نیچے بیٹھتی چلی گئی تھی.....دل میں درد تھا مگر آنسو تو جیسے خشک ہو چکے تھے.....

☆☆☆

ایمان.....!!!ہاں جی؟؟؟ ماہم کی پکار پہ اسنے پلٹ کے دیکھا تھا۔

یہ رجسٹری آئی ہے تمھارے نام.....دیکھ لو.....ماہم لفافہ اسے تھما کے کچن میں چلی گئی تھی اسنے سارے پیپر اٹھا کے اک طرف کو رکھے تھے اور بے صبری سے لفافہ کھولا تھا۔

شاعری کی کتاب؟ وہ حیران ہوئی تھی مگر نظر جیسے ہی ٹائیٹل پہ گئی تھی وہ ساکت رہ گئی تھی "تیرے بنا اداس ہے زندگی" حسن شہریار.....لرزتے ہاتھوں سے کتاب کھولی تھی۔

چلو اقرار کرتے ہیں

ہم تجھی سے پیار کرتے ہیں

دور تک کرتی ہیں تعاقب نظریں تیرا

ہم شام بڑی دیر تلک تیرا انتظار کرتے ہیں

جیسے جیسے صفحے الٹتی جا رہی تھی دل کی دنیا لٹتی جا رہی تھی.....آخری صفحہ آ گیا تھا ساتھ ہی ایک چیک پن اپ تھا نیچے بہت بہت شکریہ میم لکھا تھا.....اسنے بے دردی سے چیک اتارا تھا اور کتاب سائیڈ پر پھینک دی تھی۔

تھرٹی تھاؤزنڈ.....اسنے چیک نظروں کے سامنے کیا تھا.....اور آنکھوں میں آئے سبھی آنسو دامن کے بجائے دل پہ گرا دیئے تھے.....پیپر قلم سنبھالتی کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی

☆☆☆

اسنے سارے پیپر اکٹھے کیئے تھے انہیں ربن سے باندھا تھا اور اماں کو بتاتی نکل آئی تھی آدھے گھنٹے کے دھکے کھانے کے بعد وہ اک ڈائجسٹ کے آفس کے باہر کھڑی تھی دل میں دعا اور امید لیئے وہ اندر چلی

Downloaded from https://paksociety.com

گئی تھی۔

اسلام علیکم !!!جی وعلیکم اسلام.....سامنے بیٹھی لڑکی نے نظر اٹھا کے دیکھا تھا اور پھر مصروف ہوگئی تھی.....وہ کشمکش میں پڑ گئی اب کیا کہے بالآخر اسنے پوچھ ہی لیا تھا

جی فرمایئے؟

یہ تحریر لائی تھی میں پلیز پڑھ کے دیکھیں مجھے امید ہے آپکو پسند آئے گی.....ایمان امید بھرے لہجے میں بولی تھی۔

سوری اس وقت تو نہیں پڑھ سکتی دے جائیں پڑھ کے آپکو اطلاع دے دیں گے

جی ٹھیک مگر میں اس سے پہلے بھی دو تین افسانے اور ناول دے کے گئی تھی انکا کیا بنا؟ ایمان نے پھر سوال کیا تھا۔

وہ لڑکی سوچ میں ڈوبی شاید اسے پہچاننے کی کوشش کر رہی تھی۔

ایم سوری میں پہچانی نہیں آپکا نام؟.....

میں ایمان طارق آپکی ریگولر قاری ہوں تبصرہ نگار ہوں اور آپ ابھی بھی تعارف مانگ رہی ہیں اسے حقیقتاً دکھ ہوا تھا.....

اوور ئیلی سوری میں واقع نہیں پہچانی اور میم آپکے سب افسانے ناول نا قابل اشاعت ہیں اک ہے وہ لگا دیں گے ہم.....وہ لڑکی معذرتی لہجے میں بولی تھی

سب کے سب نا قابل اشاعت؟ دکھ سے ایمان سے بولا ہی نہیں جا رہا تھا۔

جی.....مختصر جواب آیا تھا

پھر آپ یہ بھی ابھی دیکھ دیں تا کہ مجھے پھر زحمت نہ ہو.....ایمان نے طنز سے کہا تھا لڑکی جو کہ شاید ڈائجسٹ کی مدیرہ تھی خاموشی سے ناول دیکھنے لگی تھی اتنی ریس کے گھوڑے کی رفتار نہ ہوگی جس رفتار سے

Downloaded from https://paksociety.com

اسنے ناول پڑھا تھا.....

سوری یہ تو بہت لمبا ہے اور ہمارے پاس آل ریڈی بہت رش ہے اور اتنا لمبا ناول لگا کے رسک نہیں لے سکتے.....آخر ہمیں اپنی ساکھ بھی تو بحال رکھنی ہے نا.....اسکی بات پہ ایمان کا خون کھول اٹھا تھا ہمم ٹھیک.....شکریہ.....اسنے ساری تحریریں اٹھائیں تھیں اور آفس سے نکل آئی تھی آفس سے نکلتے ہی کب کے رکے آنسو بھی بہنے لگے تھے زاروقطار روتی وہ گھر پہنچی تھی مگر کسی کو بنا کچھ بتائے وہ اپنے کمرے میں بند ہوگئی تھی ماہم نے بہت منتیں کی منایا مگر وہ باہر نہیں آئی تھی اسکا دکھ بھی چھوٹا نہ تھا جسنے اتنی محبت محنت سے لفظوں کو پرویا ہو کرداروں کو سجایا سنوارا ہو اور کوئی اتنی بے دردی سے کہہ دے اس قابل ہی نہیں کہ لگ سکے تو پھر وہ دکھ لفظوں کا دکھ لفظ پھرونے والا ہی جانتا ہے وہ بھی اکیلی اندر بیٹھی لفظوں کے دکھ میں مر رہی تھی

☆☆☆

صبح وہ بالکل فریش باہر آئی تھی اماں سے ماہم سے نارمل انداز میں باتیں کی ناشتہ کیا، کام کیئے تھے مگر اس وقت ماہم اور اماں دونوں ساکت رہ گئیں جب اسنے تمام کاغذ صحن کے بیچوں بیچ رکھ کے آگ لگا دی تھی اور اس سے زیادہ حیرانگی تب ہوئی جب وہ گلی سے ردی والے کو پکڑ لائی تھی اور تمام رسالے اسکے سامنے ڈھیر کر دیئے تھے کہاں وہ ہر رسالہ سنبھال کے پلاسٹک شیٹ چڑھا کے رکھنے والی کسی کو ہاتھ نہ لگانے دیتی تھی اور کہاں ردی والا.....

باجی ویسے تو سب دوکان والے دس روپے فی رسالہ لیتے ہیں مگر اتنے رسالے وہ بھی نئے نکور میں پندرہ لگا سکتا ہوں زیادہ نہیں.....وہ حساب کرتا بولا

چل ٹھیک ہے ٹھیک ہے کر حساب اور لے جا.....ایمان بے زاری سے بولی تھی.

2002 سے 2017 تک کے ہر ادارے کے رسالے تھے اسکے پاس ناول تھے اور یوں لگتا تھا آج

Downloaded from https://paksociety.com

خریدے ہوں۔

جی با جی یہ ہو گئے ایک ہزار تیس رسالے اور پندرہ روپے فی کے حساب سے ساڑھے پندرہ ہزار بنے.....

ہمم ٹھیک منظور ہے.....اسنے او کے کیا تھا اور رقم لے کے رسالے اسکے حوالے کر دیئے تھے،وہ اٹھا اٹھا کے رسالے تھیلے میں رکھ رہا تھا اور ایمان کو لگ رہا تھا اسکا دل اور روح بھی ساتھ ہی نکل چکے ہیں.....کچھ دیر بعد اسنے وہ تمام کہانیاں جو مکمل تھیں الگ رکھیں تھیں گنتی شروع کی تھیں پنتالیس کے قریب تھیں اسنے اک بڑے شاپنگ بیگ میں ڈالی اور گھر سے نکل گئی تھی.....

☆☆☆

کافی دن گزر گئے تھے ایمان نے لکھنا چھوڑ دیا تھا اسنے رسالے منگوانے چھوڑ دیئے تھے شاعری تو وہ کب کی چھوڑ بیٹھی تھی اب لکھنا اور رسالے پڑھنا بھی چھوڑ دیا تھا مگر برا ہوا جو اسنے ٹی وی پہ خبر دیکھ لی حسن شہریار کو انٹرویو دیتے ٹیلی فلم کے شوکی تقریب میں اس سے سوال کئے جا رہے تھے اور وہ گردن اکڑائے جواب دے رہا تھا مگر ایمان تو سانس لینا بھول گئی تھی پھر اسنے پاس پڑا اخبار دیکھ لیا تھا اخبار اسکے ہاتھ سے چھوٹ کے گر چکا تھا اور وہ دکھ سے پتھر بن گئی تھی پہلے شاعری اب کہانیاں.....وہ کمرے میں بند ہو گئی تھی ماہم دروازہ پیٹتی رہ گئی تھی مگر اسنے نہیں کھولا تھا.....کمرے میں بند ہو گئی تھی ماہم دروازہ پیٹتی رہ گئی تھی مگر اسنے نہیں کھولا تھا.....

☆☆☆

سر اک بات پوچھوں؟ مدیرہ نے ادارے کے سربراہ سے سوال کیا تھا

ہاں جی پوچھو.....عباسی صاحب جو ادارے کے بانی تھے بولے تھے

سر لفظ بیچنا آسان ہوتا ہے کیا؟ مدیرہ کے سوال پہ انہوں نے چونک کر دیکھا تھا مدیرہ کو.....

کیوں کیا ہوا؟ تم کیوں پوچھ رہی ہو؟

Downloaded from https://paksociety.com

سر آپ بتائیں نا.....وہ بضد ہوئی

نہیں الفاظ قلم کار کے لیئے ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے والدین کے لیئے اولاد جیسے اولاد کو بندہ کسی اور کے حوالے نہیں کر سکتا یونہی الفاظ بیچنا بھی اتنا ہی دردناک ہے.....وہ بہت نرمی سے بولے تھے

سر ہم سے اک بہت بڑی غلطی ہو چکی ہے.....مدیرہ رونے لگی تھی

کیا ہوا ہے بولو تو.....عباسی صاحب فکرمند ہوئے تھے

سر ایمان طارق کو تو جانتے ہیں نا ہمارے ہی نہیں ہر ادارے کی ریگولر قاری اور تبصرہ نگار تھی جواب نہیں لکھتی؟

ہاں ہاں جانتا ہوں مجھے اکثر ای میل آتی ہے اسکی رات کو بھی آئی تھی ابھی وہ سامنے رکھے لیپ ٹاپ سے ای میل دیکھنے لگے تھے۔

سر یہ جو حسن شہریار کے چرچے ہیں شاعری کے اور تحریروں کے، اور ٹیلی فلم بھی بن چکی ہے .....مدیرہ کچھ دیر چپ ہوئی تھی

ہاں بہت لاجواب لکھتا ہے وہ زبردست لکھاری ہے

نہیں سر سراسر جھوٹ ہے وہ سارے الفاظ ایمان طارق کے ہیں.....مدیرہ چیخی تھی

سر میں نے سارے الفاظ پہچان لیئے ہیں، میں نے سب پڑھے ہیں خود ایمان لے کے آتی تھی

کیا؟؟؟ وہ بھی اپنی جگہ بت بن گئے تھے بہت برا کیا تم لوگوں نے بہت برا.....اتنے عرصے میں اسکی ایک تحریر پہ تو غور کر لیتے اک بار دیکھ لیتے.....وہ دکھ سے بولے تھے

سر اتنا رش تھا پہلے ہی تو.....مگر اب مجھے غلطی کا احساس ہو رہا ہے مدیرہ شرمندگی سے بولی تھی

یہ غلطی نہیں زیادتی تھی گناہ کیا آپ نے بہت بڑی زیادتی اور اب احساس ندامت کا بھی فائدہ نہیں.....لفظ تو بک گئے.....

Downloaded from https://paksociety.com

ہاں البتہ معافی مانگ کے دیکھ لو.....نمبر ہے اسکا؟؟؟انہوں نے کچھ سوچ کے پوچھا تھا

مدیرہ اثبات میں سر ہلایا تھا

یہ لو نمبر ڈائل کرو.....انہوں نے پی ٹی سی ایل مدیرہ کی طرف کھسکایا تھا مدیرہ نمبر ملا کے فون عباسی صاحب کو تھما دیا تھا

بیل جا رہی تھی پانچ چھ بیل کے بعد فون اٹھا لیا گیا تھا

اسلام علیکم.....!!!!!وعلیکم اسلام جی کون؟؟؟؟

چیخ و پکار کی وجہ سے ٹھیک طرح سے سمجھ نہیں آ رہی

جی ایمان سے بات ہو سکتی ہے؟؟؟ یہ اسی کا گھر ہے؟ عباسی صاحب نے کنفرم کرنا چاہا تھا

جی یہی گھر تھا اسکا مگر وہ اب اس دنیا میں نہیں رہی.....دوسری جانب سے جواب آیا تھا

کیا؟ کیا ہوا اسے؟ عباسی صاحب کی آواز لڑکھڑائی تھی

نجانے کون سا دکھ کھا گیا ہے اسے کیا غم تھا جو حرام موت کو سینے سے لگا لیا.....ہائے میری معصوم بچی.....فون عباسی صاحب کے ہاتھ سے گر چکا تھا مدیرہ بھی سن چکی تھی اور احساس جرم سے آنسو تواتر سے بہنے لگے تھے عباسی صاحب کے سامنے اسکی رات کو میل کی گئی نظم تھی

نہ چھین مجھ سے قلم میرا

یہی لفظ تو ہیں اثاثہ میرا

دنیا میں ہیں اور بھی بہت سے دکھ

مجھے کھا گیا ہے میرے لفظوں کا دکھ

کسی کو مار ڈالا محبت نے

تو کسی کو رلا گیا اولاد کا دکھ

Downloaded from https://paksociety.com

مگر میری غریبی تو دیکھ

مجھے اجاڑ گیا ہے لفظوں کا دکھ

آنسو موتی بن کے قطار در قطار عباسی صاحب کی داڑھی میں جذب ہونے لگے تھے اور سر دکھ سے ہلتا زبان سے لفظ جاری تھے.....نا قابل تلافی نقصان.....

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

☆ یہ داستانِ عشق ہے ☆

تیسری اور آخری قسط

مکمل ناول۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

خلاصہ:

سلطنتِ نِظامیہ اور سلطنتِ لِدانیہ کی دُشمنی برسوں سے ہے اور اس بار اُن کے جان نشینوں میں محبت کے جذبات ایک دوسرے کے لئے بھڑک رہے ہیں۔ کیا وہ ایک دُوسرے کو پالیں گے۔ دوسری طرف شہزادی مُورت کو ان کا خالہ زاد بھی پسند کرتا ہے، مُورت کو جب سے ولید کے دوست شاہ زر نے دیکھا تو اس کی بھی مُورت کے لئے نیت خراب ہوگئی۔ اب دیکھتے ہیں کس کی محبت میں ہے دَم اور کس کی محبت میں آتا ہے زوال۔ شہزادی مُورت کو کون بنا تا ہے اپنی شہزادی زِندگی بھر کے لئے۔۔ پڑھیے اس داستان آخری حصہ اور اندازہ لگاتے جائیے۔

☆......☆......☆

15 اکتوبر 1790 سہ شنبہ

درباری: بادشاہ سلامت آداب سلطنتِ نظامیہ کے شہنشاہ تشریف لائے ہیں کیا محل میں منادی کرادی جائے

آصف جاہ: ہرگز نہیں ہماری سلطنت میں صرف ہم شہنشاہ ہیں، دوبارہ ان کو میرے سامنے شہنشاہ کہہ کر نہ پُکارا جائے، وہ اِس بار ہم سے ایک شہنشاہ کے طور پر نہیں، ایک سوالی بن کر آئے ہیں۔ اور سوالی کبھی شہنشاہ نہیں ہوتا۔

درباری: بادشاہ سلامت آپ کی شان بلند ہو، وہ کیسے سوالی بن کر آرہے ہیں کیا ہے جو اُن کی سلطنت میں نہیں، اور خود ہی بہ نفسِ نفیس تشریف لا رہے ہیں۔

آصف جاہ: دیکھ لیجیے گا وہ کیا مانگنے آئے ہیں آپ بلقیس کو کہیے کہ دربار میں تشریف لائیں اور دو ملازمین کو بھیج دِیا جائے اُن کے استقبال کے لئے، اِتنا حق تو بنتا ہے ناں اُن کا۔ آخر

Downloaded from https://paksociety.com

مہمان ہیں ہمارے۔

جہاں عالم: کیا ہم کو بُلانے کے لئے آپ دونوں کو مقرر کر دیا گیا' کیا آپ کے سُلطان نے آپ کو آداب نہیں سِکھائے کہ کسی سلطنت کا شہنشاہ آتا ہے تو اُس کا کیسے استقبال کرتے ہیں

درباری: ہم بادشاہ سلامت کے حکم پر ہی یہاں موجود ہیں۔ اور انہی کے حکم پر تشریف لائے ہیں۔ آپ اندر تشریف لے آیئے۔

جہاں عالم: آداب بجالاتے ہیں جو ہمیں کرنا نہیں کرنا چاہیے۔ آپ کے ہاں مہمان کی ایسے ہی استقبال کیا جاتا ہے ہمیں لگا آپ کو ہمارے آنے کی خبر ہی نہیں ہوگی۔

آصف جاہ: وہ تو ہم بھی جانتے ہیں کہ سندیسہ موصول ہو چکا ہے ہم کو۔۔۔ ویسے دُشمنی کو دوستی میں بدلنے کی اچھی راہ اپنائی ہے۔ کی آپ نے..... کیا کمال ہے کہ ہمارے ہی والد کا خونِ ناحق کرنے والے آج ہمارے سامنے ہماری ہی شہزادی کا رِشتہ طلب کرنے کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ معذرت کی کوئی بات ہی نہیں۔

جہاں عالم: ہم اپنے بیٹے کے کہنے پر یہاں تشریف لائے ہیں اور ہمیں تو انہوں نے یہی بتایا تھا کہ آپ کی بیٹی ان کے عشق میں ڈوبی ہوئی ہیں۔ اور آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی بیٹی کا رِشتہ طلب کریں اور جہاں تک معذرت کی بات ہے وہ تو آپ کو کرنی چاہیے میرے والد نے تو جوابی حملہ کیا تھا بس اور کیا دُشمن سے مقابلہ کرنا ناجائز ہے اور آپ کے والد نے ہمارے والد کو تہِ تیغ کیا اور نِڈھال کر چھوڑا' ان کے لہو کی بوند جب جب ذمیں پر گری' ہمارا جی کٹتا چلا گیا' وہ جاں فرسوں لمحات بھی ہم بھول سکتے ہیں۔ ہمارے لختِ جگر ہمارے لئے جاں سے بھی بڑھ کر ہیں اور ان کے لئے ہم چاند کا ٹکڑا ہی چاہتے تھے مگر ہمارے بیٹے نے آپ کی شہزادی کا انتخاب کیا۔

آصف جاہ: شہزادہ شہروز بھی ہماری بیٹی کے طلب گار ہیں ہم ان سے اپنی شہزادی کا عقد چاہتے ہیں۔ کیوں کہ ہمارے بعد وہ ہماری سلطنت کے نگہبان ہو سکتے ہیں' ہم نے کسی انجان کو اپنی

Downloaded from https://paksociety.com

شہزادی سونپنے کا سوچا بھی نہیں۔

جہاں عالم: اب تو آپ کو سوچنا ہی ہوگا سُلطانِ لزانیہ۔ ہم کو رختِ سفر بھی باندھنا ہے، بتایئے شگون کی رسم کب کی جائے۔

آصف جاہ: آپ ہی آپ جناب نے ساری منصوبہ بندی کر لی جس طرح آج سے اُنیس سال پہلے کی تھی۔ جناب آپ کو یہ خیال کیوں کر آیا کہ ہم آپ کو اپنی بیٹی سونپ دیں گے۔

جہاں عالم: تو پھر ہم انکار سمجھیں یا اپنی بے عزتی سمجھیں کہ آپ نے بُلا کر انکار کیا۔

آصف جاہ: عزت تو ہماری بھی بہت تھی اور ہے۔ جو آپ کا شہزادہ روند نے چلا تھا اپنی بیٹی نہ ہونے کا دوسروں سے اچھا بدلہ لیا ہے آپ نے ہماری بیٹی ہمارے جگر کا ٹکڑا ہے، اور جگر کا ٹکڑا جان سے پیارے لوگوں میں ہی اچھا لگتا ہے۔ ہم آپ سے رِشتہ داری کریں آپ کے آگے جھکیں یہ تو کسی طور ممکن نہیں۔

رِشکِ بلقیس: ہم دو ہفتوں میں مُورت کا عقدِ شہزادہ شہروز سے کر رہے ہیں۔ آپ اپنے بیٹے کو واضح کر دیجئے کہ اب مُورت سے نہ ملے ورنہ جنگ کا خطرہ بڑھ بھی سکتا ہے۔

آصف جاہ: اور اب آپ کا شہزادہ ہماری شہزادی سے کبھی نہیں ملے گا امن اسی میں ہے، اور نہ ہی ملنے کی کوشش کرے۔

جہاں عالم: تو اس کا مطلب ہوا ہم جا سکتے ہیں۔

آصف جاہ: ہماری مہمان نوازی میں کوئی کسر رہ گئی ہو تو معذرت، بیٹھیے ہم آپ کے لئے خالص گھی سے بنے گلاب جامن اور قلاقند منگواتے ہیں، آپ کے حضور۔ مُورت اور شہروز کا میٹھا کھانا تو اب پہلا آپ کا ہی حق بنتا ہے۔

جہاں عالم: جتنی مہمان نوازی آپ نے کی بہت۔۔ ہمارا شہزادہ تو اب کبھی اِدھر نہیں آئے گا اور اس انکار کی اطلاع جب اُسے ملے گی تو وہ اس طرف کا رُخ بھی نہیں کرے گا۔ آداب جو کرنا نہیں چاہیئے۔ الوداع.....

Downloaded from https://paksociety.com

رِشکِ بلقیس: الوداع.....اے شہنشاہِ لزانیہ.....دُعا ہے کہ ہماری مُلاقات آپ سے عمر بھر نہ ہو۔

☆☆☆

صاحبِ شریعت ہو کوئی فتوی تو دو

رُخِ یار پہ مرنا بھی شہادت ہے کیا

9 اکتوبر 1970 شنبہ

دِل نشیں: بی بی سلطنتِ لزانیہ کے بادشاہ تشریف لائے ہیں اور دربان ان کو دربار میں لے گئے ہیں چلیے مل کے ان کی گُفت وشنید سنتے ہیں۔

مُورت: نہیں دل۔ ہم کو ہمارے والدِ محترم پر پُورا بھروسہ ہے وہ دُشمنی کا خاتمہ چاہتے ہیں وہ اپنی دوستی قائم کرنا چاہتے ہیں سلطنتِ لزانیہ کے شہنشاہ سے۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ سلطنتِ لزانیہ کے شہنشاہ کیا کہتے ہیں اس بارے میں اُن کا رویہ بھی دیکھ کر لگتا ہے کہ وہ بھی ہماری طرح اس دُشمنی کو پایہء تکمیل تک لے جانا چاہتے ہیں۔

دِل نشیں: ہاں کہتی آپ ٹھیک ہیں شہزادی صاحبہ۔ ہم تو آپ کو یہی کہیں گے کہ اپنی لگن سچی رکھیے گا' منزل ضرور ملے گی آپ کو اور وہ بھی آپ کی من چاہی۔

مُورت: انشا اللہ۔ ہمارا رَب ہماری بہتری ہی چاہے گا ہر حال میں۔

دِل نشیں: بی بی کیوں یہ خدشہ رہتا ہے کہ جس سے محبت کی جس کو چاہا وہ کہیں کھو نہ جائیں، ان کے کھونے سے اتنے ڈرتے کیوں ہیں یہ لوگ۔

مُورت: کیوں کہ ان میں اپنی روح بسا کرتی ہے جو روح ہی کسی اور کی تو جسم کس کام کا۔

دِل نشیں: بی بی ہم آپ کے حق کے لئے ہی دُعا کرتے ہیں۔ محبت نہ پانے کا غم اللہ آپ کو نہ ہی دِکھائے۔ جو محبت نہ ملے تو کیا کریں۔

مُورت: ہم اللہ سے محبت رکھتے ہیں اور وہ ہم سے محبت رکھتا ہے۔ اُس کے عشق میں کوئی ابہام نہیں' جو

Downloaded from https://paksociety.com

اچھا بُرا ہم سوچتے ہیں اللہ ہم کو اس کے مطابق نوازتا ہے۔ محبت نہ ملے اللہ نے کرے کسی کے ساتھ ایسا ہو کیوں کہ زِندگی ختم ہوتی ہے تو ہو جائے کسی کی محبت کبھی ختم نہ ہو۔ کبھی کوئی نارسائی کا دُکھ نہ جھیلے۔ میں اور تم کیا دِل نشیں یہ روگ جس کو لگا اُس سے پوچھو جس کو محبت نہ ملی اس کی کتھا سنو کسی کی سانس چلتی ہے تو اپنے محبوب کو دیکھ کر کسی کے دِل میں اگر خوشی ہے تو وہ اپنے محبوب کو لے کر جب کسی سے محبت ہو جائے تو ہر پل ہر لمحہ وہی سوچوں خیالوں خوابوں میں بسا کرتا ہے۔ اُس کے سوا کچھ نہیں دِکھتا تو کیا اس کے بِنا پل بھی جینا ممکن ہے۔ محبت ہمیشہ پائی ہی اچھی لگتی ہے محبت میں نارسائی کا دُکھ آدمی کو مار ڈالتا ہے اور ہم تو یہ دُعا اپنے دُشمن کے لئے بھی نہ کریں۔

دِل نشیں: بی بی۔ آپ کی حالت ہم کو پریشان کرتی ہے ولید اچھے ہیں آپ کے لئے ایسا ہی ایک ہم سفر ہونا چاہیے محبت تو محصول ہی اچھی لگتی ہے۔

مُورت: تمہیں پتہ ہے دِل نشیں محبت کسی کسی کو ہی راس آتی ہے ہم لوگ اپنی محبت کو دیکھ کر اس کو پانے اور چاہنے کی حسرت لے کر خالقِ حقیقی کو فراموش کر دیتے ہیں اور یہی ہماری بڑی غلطی ہوتی ہے عشقِ حقیقی اور عشقِ مجازی میں بڑا فرق ہوا کرتا ہے عشقِ مجازی ہم پر دُنیا خوبصورتی آشکار کرتا ہے اور عشقِ حقیقی ہم کو صرف خالق کی ہی نہیں دُنیاوی رِشتوں میں بھی توازن قائم رکھنا اور بہترین انداز میں رہن سہن سکھاتا ہے۔ اصل تو یہی ہے کہ وہی خالقِ حقیقی ہماری دِل میں یہ جذبات پیدا کرتا ہے اور یہ بھی اس کے آزمانے کا ایک بھلا انداز ہے۔ محبت پیدا کر کے وہ دیکھتا ہے کہیں ہمارے دِل میں اس کے لئے کوئی کھوٹ اس کی ذات سے دُوری یا صرف اُس ایک شخصیت کو سب سمجھ کر پا لینے کی حد سے بڑھ کر تمنا۔ اِس معاملے میں ہم آزمائے جاتے ہیں۔ اُس کی ذات کو اوّل رکھیں تو وہ بھی ہم کو نوازنے میں اوّل ہی رکھے گا۔ اور جو چاہیں گے ہم کو حاصل ہو گا بشرطیکہ اُس ذاتِ واحد کے حکم پر چلنا اور اُس کی رضا میں راضی رہیں۔

Downloaded from https://paksociety.com

نازنین: شہزادی مُورت! آپ کو بادشاہ سلامت اپنے حجرے میں یاد فرماتے ہیں۔

مُورت: اچھا ہم چلتے ہیں کیا سلطنتِ لزانیہ سے آئے مہمان چلے گئے۔۔؟

نازنین: جی شہزادی صاحبہ چلے گئے۔

مُورت: اچھا ہم والدِ محترم سے مل کر آتے ہیں۔

آصف جاہ: بس آج سے اس سلسلے کا خاتمہ۔۔وہ ہمارے مہمان تھے ہم ان کی عزت بجالائے انہوں نے جو سلوک ہمارے ساتھ روا رکھا اس کے ہم مستحق تھے اور نہ ہی برداشت کرتے ہیں۔ ہم نے تو یہ سب اپنی شہزادی کی خوشی میں کرنے کی ٹھانی تھی مگر انہوں نے تو ہم کو بے عزت ہی کر ڈالا۔

مُورت: والدِ محترم۔۔ہم کو آپ کی بات سمجھ نہیں آئی۔۔

آصف جاہ: انہوں نے کہا وہ مَر تو جائیں گے لیکن کسی دُشمن کی بیٹی کو کبھی بہو بنانے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔اپنی بیٹی کو کہیں کہ وہ ہمارے شہزادے سے نہ ملے ورنہ نتائج کے ذمہ دار آپ خود ہوں گے۔ہم نے شہزادے کی شادی کرنی ہے اپنوں میں اب اس بات کو آپ بھی مان لیجئے ہم نے اپنی جو بے عزتی کرانی تھی کرا چکے بھلا لڑکی والے بھی لڑکے والوں کو پیغام پہنچاتے ہیں۔ہم نے آپ کی خوشی کے لئے یہ بھی کیا آپ کی خوشی کے لئے جو ہو سکا ہم نے کیا۔تو اب کیا یہ بھی ہمارا ہی بنتا ہے کہ ہم ان کی باتیں سنیں۔وہ ہم کو کیا کہہ رہے تھے آپ بتائیے ان کو رِشکِ بلقیس' تاکہ کسی قسم کا ملال نہ رہے۔

رِشکِ بلقیس: آپ بجا فرماتے ہیں انہوں نے تو ہماری عزت دو کوڑی کی سمجھی اپنے شہزادے کے بارے میں کوئی بات سننے کو تیار ہی نہیں صرف یہی اِرشاد فرماتے رہے کہ آپ کہ شہزادی ہمارے شہزادے کو ورغلاتی ہے اور بذریعہ کبوتر ملنے کے سندیسے سلطنت پار روانہ کرتی ہے سارا بہتان ہم پر ہی باندھا گیا ہے بس اب اگر ہم پر اعتبار ہے تو پھر کبھی اس سے نہ ملو اور نہ ہی تعلق رکھو۔ہاں ضرور۔۔یہ ضرور کرو کہ اس کو سندیسہ لکھو کہ وہ آئندہ آپ سے

Downloaded from https://paksociety.com

ملنے کی کوئی کوشش نہ کریں۔اب آپ خود سمجھدار ہیں ہاں اگر اس شہزادے کی محبت آپ کے دِل میں ماں باپ کی محبت سے زیادہ جوش مار رہی ہے اور ماں باپ کی تعظیم کی نسبت زیادہ اثر رکھتی ہے تو فیصلہ آپ کو کرنا ہے۔ہم نے فیصلہ سنا دیا ہم صرف ایک اپنی شہزادی کے لئے خود غرض بن کر اپنی رُعایا سے بُرا سلوک نہیں کر سکتے۔ان کو پسِ پُشت نہیں رکھ سکتے۔

مُورت: ہم خودغرض نہیں صرف بات کرنا چاہتے ہیں مسئلہ کو حل کرنا چاہتے ہیں اصل مسئلہ کیا ہے کس بات کو انا کا مسئلہ بنایا جا رہا ہے' کیا چاہتے ہیں آپ' آپ جو چاہیں منظور ہے ہم کو۔محبت قسمت میں ہوئی تو مل جائے گی ہم اس پر آہ و بکا نہیں کرتے۔تین ماہ کی محبت ہم پر اِتنی غالب نہیں کہ ہم اس کے لئے والدین کو چھوڑ دیں۔ہم محبت سے دست بردار ہونے پر قائل ہیں' لیکن غلط فہمیاں ختم کرنے کو نہیں چھوڑیں گے' آپ ہم سے ناراض ہیں تو ہم آپ کو مناتے ہیں وہ شہزادہ شاید ہماری قسمت میں ہی نہیں مگر ہم اس دُشمنی کو ختم کر کے چھوڑیں گے اور یہ ہمارا آپ سے عہد ہے اور اس معاملے میں ہم کسی کی ایک نہیں سنیں گے۔

رِشکِ بلقیس: ہم کو تو مُورت کی باتوں سے بغاوت کی بُو محسوس ہوتی ہے۔

آصف جاہ: نہیں ایسا کبھی نہیں ہوگا ہم اس لڑکے کو کبھی بھی اپنی سلطنت میں داخل نہیں ہونے دیں گے اور اگر آیا تو تیروں اور نیزوں سے چھلنی کر کے روانہ کریں گے۔آگاہ وہم نے ان کو کر دیا ہے بلا شبہ اب جو وہ کریں گے بہتر سمجھ کر ہی کریں گے۔اور ہم اس کے ذمہ دار نہیں ہوں گے۔جہاں تک مؤرت کی بات ہے تو اس کی ہفتہ بھر میں شہزادہ شہروز سے شادی رکھ لیتے ہیں۔آج سام ہی دربار میں منادی کرا دیتے ہیں کہ شہزادہ شہروز اور شہزادی مُورت کی رِسمِ نِکاح کل دوپہر کو منعقد ہو رہی ہے اور ساتھ ہی حلوائی کو بٹھا لیا جائے مٹھائی بنانے کے لئے تا کہ ہمارے پڑوس میں خوشبو جائے اور یہ خوشبو ان کو جلا جلا دے۔

رِشکِ بلقیس: کہیں آپ کی اس سختی سے مُورت سرکشی نہ اختیار کر لے۔

آصف جاہ: آپ فکر نہ کریں ہم نے پلاننگ ایسی سوچی ہے کہ مُورت اُسی وقت ہاں کے تین لفظ

Downloaded from https://paksociety.com

بولے گی۔

رِشکِ بلقیس: ایسی کیا پلاننگ سوچی ہے آپ نے کہ مُورت فوراً راضی ہوجائے گی بتایئے تو۔۔؟

آصف جاہ: وہ تو آپ بھی سن کر اَش اَش کر اٹھیں گی بات یہ ہے کہ کل شام کے لئے ہم نکاح کے لئے منادی کرادیتے ہیں اس بات کی خبر بلاشبہ مُورت تک پہنچے گی وہ ہم سے اس بات پر باز پرس کرے گی اور پھر۔۔۔

☆☆☆

صاحبِ شریعت ہو کوئی فتوی تو دو

رُخِ یار پہ مرنا بھی شہادت ہے کیا

15 اکتوبر 1790 جُمعہ

نازنین: سلامت رہیے مبارک ہو شہزادی صاحبہ! کل آپ کا نکاح شہزادہ شہروز الدین سے طہ پایا ہے۔

مُورت: میری تو ابھی کچھ دیر پہلے والدین سے بات ہوئی ہے انہوں نے تو ایسی کوئی بات نہیں کی۔ یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ نازنین یہ کیسے ہوسکتا ہے۔

نازنین: ہم کو پتہ نہ تھا منادی کروانے والا ہمارا مزاجی خُدا ہے۔ اُسی نے بتایا۔ وہ پُورے شہر میں منادی کرانے جارہا ہے کہ کل آپ کا اور شہزادہ شہروز کا نکاح ہے۔ کیوں کہ شہزادی مُورت کو کسی سے خطرہ ہے بادشاہ سلامت کو دھمکی آئی ہے کہ مُورت کو سنبھال لیں اب اس کا پتہ نہیں کہ یہ دھمکی کس کی طرف سے آئی ہے محل کے باہر مزید دربان مقرر کردیئے گئے ہیں۔ اور انتظامیہ مزید سخت کردی گئی ہے۔ کیوں شہزادی صاحبہ کیا ملکہء عالیہ اور بادشاہ سلامت نے آپ کو اپنے اس فیصلے سے آگاہ نہیں کیا۔

مُورت: ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ہمارے والد ہماری ایماء کے بغیر یہ فیصلہ کرلیں گے ہم کو تو اس کی خبر بھی نہیں آپ ایسا کیجئے اپنے خاوند کو بُلا لیئے اُن کو روک دیجئے اُنکو کہیے کہ گھر جائیں

Downloaded from https://paksociety.com

اور بعد میں اعلان کرائیں۔

نازنین: لیکن بی بی یہ تو بادشاہ سلامت نے حکم کیا ہے وہ بھلا کسی کی باتوں میں یا میری باتوں میں کہاں آئیں گے۔

مُورت: میں نے کہا ناں اُن کو بلا یئے اور کہئے کہ رُک جائیں ہم والد صاحب سے خود بات کرتے ہیں ہم کو کسی نے بتانے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔

دِل نشیں: یہ تو بُرا ہوا شہزادی صاحبہ۔۔اب کیا ہوگا بادشاہ سلامت کو کیسے روکیں گی۔ویسے بھی شہزادہ ولید کے والد صاحب تو اِنکار کر گئے ہیں اور بادشاہ سلامت نے آپ کو شہزادہ ولید سے ملنے سے بھی منع کر دیا ہے اِن حالات میں آپ کیا کریں گی۔

مُورت: دِل نشیں! آپ میری شہزادہ شہروز سے ملاقات کا انتظام کیجئے۔ہم ان سے بات کرتے ہیں وہ یقیناً ہماری بات مان لیں گے۔

دِل نشیں: چلیے شہزادی صاحبہ ان کے گھر ہی چلتے ہیں۔

مُورت: ہاں چلیے۔اب یہ مسئلہ کسی طور حل ہو کوئی سبیل نظر نہیں آتی غلطی کس کی ہے۔کس کے دِل میں نفرت ہے اور ختم ہوئے نہیں دے رہی۔کیا ولید کے والد یہ سب نہیں چاہتے۔آج تو تین دِن ہو چلے کوئی پیغام نہیں آیا ولید کی طرف سے۔۔کیا ان کے والد نے ان کو ہماری طرف قدم بڑھانے سے روکے رکھا ہے۔

دِل نشیں: شہزادی صاحبہ۔۔!ہو سکتا ہے وہ بھی اِسی طرح مجبور ہوں وہ بھی اپنے والدین کے حکم کی سرکوبی کرنے سے ڈرتے ہوں وہ اپنے والد کے واحد جانشین ہیں۔ایسے میں جب ہو تو ساری اُمیدیں اُسی اولاد سے لگائی جاتی ہیں۔تو وہ تو جو چاہیں گے کریں گے۔اُن کا ایک ہی بیٹا ہے اب اُس کو ہاتھ سے جانے نہیں دے سکتے۔

مُورت: دِل نشیں! آپ ہمارے دِل کی سچائی جانتی ہیں اور سب سے بڑھ کر ہمارا رَب ہمارا حال جانتا ہے۔ہم شہزادہ ولید سے محبت کرتے ہیں اور اِس محبت کو دُنیا جُرم سمجھ کر کیسی ہی سزا کیوں نہ

Downloaded from https://paksociety.com

دے، ہم سر نہیں اُٹھائیں گے بس وہ ہمارا ہو جائے۔ تو ہم ساری دُنیا سے ٹکرا جائیں گے۔

دِل نشیں: شہزادی صاحبہ یہ ہماری غلطی ہوئی، ہے تو اخلاقیات سے ہٹ کر مگر ہم کو چھُپ کر اس ساری گفتگو کو سننا چاہیے تھا پتہ چلتا کہ ولید کے والد صاحب کس بات سے نالاں ہیں۔

مُورت: السلام علیکم۔۔۔ ہماری مُلاقات شہزادہ شہروز سے کرادیں۔

غلام: آپ اندر تشریف لے آئیں۔ آپ شہزادی ہیں ہم آپ کو جانتے ہیں۔ شہزادہ شہروز آپ کا ہی تو ذِکر کرتے رہتے ہیں ہر پل۔ آپ اندر نشست رکھیے ہم آپ کی بابت شہزادہ صاحب کو اطلاع فراہم کرتے ہیں۔

شہروز: ہم نے کیسی خوش قسمتی پائی کہ شہزادی صاحبہ نے ہم کو مُلاقات کا شرف بخشا۔۔۔ لیکن ہم کو یہ بات ناگوار گزری کہ آپ نے اپنی آمد کی کوئی اطلاع گوش گزار نہیں کی، ہم آپ کے شایانِ شان خود بہ نفسِ نفیس دربار سے باہر تشریف لاتے، اور انتظار کرتے۔

مُورت: ہمارے لئے اتنا ہی بہت کہ آپ کے دِل میں ہمارے لئے اتنی قدر پائی جاتی ہے قدر دِل میں ہو تو دُوسروں کو بتانے کی ضرورت نہیں اُس کی دلی کیفیات بغیر کسی رابطے کے پہنچ جاتی ہیں۔

شہروز: ہم تو آپ کو سوچیں بھی تو آپ کو ہم اپنے رُوبرو پاتے ہیں۔ ہم تو پلک جھپکے بغیر، بے خود سے ہی آپ کو دیکھتے ہی چلے جاتے ہیں۔ اَب جو آپ مکمل مجسم ہمارے رُوبرو ہیں تو یہ دِل اس سینے کی قید سے نکلنے کیلئے مچلتا ہے یہ اَچانک خوشی شاید اس کو راس نہیں آئی۔ ہم اپنے حواس کو کھوتا ہوا پاتے ہیں۔ ایسی خوشی مِلنے پر یہ پاگل سنبھالا نہیں جاتا۔۔۔ بتایئے شہزادی صاحبہ آپ کے حضور کیا پیش کریں دِل کہ جگر کہ یہ سب تو صدیوں سے آپ کا ہوا۔ کوئی اور چیز کہیے جو ہمارے بس سے باہر ہو اور ہم اس کو آپ کا کرنے میں دِل و جاں کی بازی لگا دیں۔

مُورت: سوچ لیجئے شہزادہ صاحب ہم کہیں کوئی ایسی خواہش نہ کر بیٹھیں کہ آپ سے پوری کرنا محال ہو جائے کہ اس طرح آپ کی عقیدت میں فرق جائے۔

Downloaded from https://paksociety.com

شہروز: ہم زُبان کے پکّے ہیں اور دِل کے سچے ہیں اور سچی محبت مقدّروں سے ہی حال ہو پاتی ہے اور آپ ہماری محبت ہیں آپ کی خوشی ہمارے لئے ہر چیز سے زیادہ مقدّم ہے تو آپ کی خواہش نہ پُوری کریں گے یہ ناممکن ہے' محال نہیں۔ آپ بتایئے آپ کو ہم سے کیا طلب کرنا ہے اَب وت یہ دِل' جاں اور یہ سارا محل آپ کا ہی ہے۔ میرے والدین کو اللہ تعالی جنت میں اعلی درجوں سے نوازے یہ اُنہوں نے جب ہم چھ برس کے تھے' تو ہمارے لئے تیار کیا تھا۔ اور بلقیس خالا نے ہی یہ بات ہمارے ذہن میں ڈالی تھی کہ مُورت ہم شہزادہ شہروز کے لئے تحفہ رکھیں گے۔ اور اس بات پر سب قائل ہوتے گئے اور ہم برس گزرتے رہے اور ہم قائل ہوتے گئے۔

مُورت: ہمارا مقصد آپ کے جَذبات کو آزمانا نہیں' اپنی محبت کو آزمانا ہے کیا سچی محبت قُربانی کے لئے قائل ہوتی ہے کسی اپنے کی خوشی ہم کو اِتنی پیاری ہو سکتی ہے کہ اپنی خوشی لُٹا دیں۔

شہروز: آپ ہم کو سب سے بڑھ کر ہیں ہم پچھلے پچیس برس سے اس محل میں اکیلے ہیں دربان تو ہزاروں ہیں مگر دِل کا سکون صرف ایک فردِ واحد میں ہی اٹکا ہوا ہے ایک دفعہ بچپن میں آپ نے کسی خوشی کے زیرِ اثر ہمارا ہاتھ تھام لیا تھا' اور ہم ناداں دِل سے ہی ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔ لگن سچی ہو تو محبت نہیں مِلتی' یہ کس نے کہا' ہم کو تو سب مِلا اور کس کی خواہش کریں۔ اور ہماری ساری خوشیاں تو آپ سے ہی وابستہ ہیں۔' آپ کو دیکھنا ہمارے لئے' ہماری روح کے لئے باعثِ تسکین ہے۔ ہماری محبت ایسی ہے کہ خود ہم سَوغموں میں ہوں گے' آپ کی ایک مسکراہٹ ہم کو لمحوں میں سارے غم بھُلا دے۔

مُورت: اگر آپ کو اس محبت کی خاطر کُچھ چھوڑنا پڑ جائے تو کیا آپ یہ کر گزریں گے۔ سوچ کر جواب دیجئے گا۔

شہروز: جہاں محبت ہو وہاں عقل سَلب ہو جاتی ہے سوچنا سمجھنا سب بھُول جاتا ہے' جو اپنا آپ ہی کھو گیا تو باقی کیا رہ گیا ہمارے پاس۔ آپ کی محبت نے ہم کو کسی اور کا چھوڑا کب کہ آپ

Downloaded from https://paksociety.com

کے حکم کی روگردانی کریں اور دوسروں کو نوازیں۔

مُورت: مہربانی فرمایئے ہم آپ سے اِلتجا کرتے ہیں حکم نہیں۔

شہروز: نہیں آپ حکم کیجئے کہ حکم تو بہرصورت قبول کرنا پڑتا ہے اِلتجا میں کسی کمی کا اندیشہ ہوتا ہے۔

مُورت: کیا آپ اپنی اُس محبت کی خاطر جو برسوں اے آپ کی دِل میں ہمارے لئے پنپتی ہے۔ اِس جہاں کے رِب کی خاطر جس نے آپ کے دِل میں ہمارے لئے محبت ڈالی۔ اور پھر ہماری قسم جن سے آپ کو یہ محبت ہوئی کہ یہ محبت ہی تو ہم کو رِب کے سِوا کسی اور کے آگے جھکنے پر مجبور کر دیا کرتی ہے اور اِسی وجہ سے ہم خِسارے میں چلے جاتے ہیں۔ یہ کیا بات ہے کہ جس سے محبت ہو جائے سو مشکلیں آئیں، صعوبتیں آئیں اُس جیسا کوئی نظر ہی نہیں آتا جیسی آپ کی کیفیت ہے ایسی ہی ہماری بھی ہے جب کبھی محبت چھِن جانے کی بات ہی سوچی جائے لگتا ہے کسی نے جان ہی نکال دی۔ جب ہم ان کو اپنی زِندگی سے نکلتا دیکھیں تو ہم کو یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہم تو کُچھ نہیں رہے، ہمارا تو کُچھ نہیں رہا۔ اور ہم جب تلک زِندہ ہیں تو اُنہی کی ذات کی وجہ سے تو کیا آپ ہمارے ہمارے دِلی جذبات کی قدر کرتے ہوئے ہماری یہ خواہش پُوری کر دیں گے۔

شہروز: شہزادی مُورت۔۔! یہ کیسی بات کہی آپ نے صرف اپنے جذبات کو محسوس کرنا ہی محبت نہیں ہوتی کسی دوسرے کے جذبات کی قدر کرنا بھی محبت میں شُمار ہوتا ہے اور یہ آپ نے کیسے سوچ لیا کہ ہم اپنے جذبات کی بدر جہا قدر کرتے ہیں اور آپ کی محبت کی خاطر ہم کُچھ نہیں کر سکتے۔ آپ کہیے ہم اپنے جان سے کھیل جائیں گے آپ کی خواہش پُوری کرنا ہمارے لئے اوّل ہے۔

مُورت: ہمارا خیال دِل سے نِکال دیجئے اور والدِ محترم سے اس رشتہ کے لئے انکار کر دیجئے ہم کسی اور کو پسند کرتے ہیں، ہم بے حد افسردہ ہیں آپ کی محبت سچی ہے جذبات پُختہ ہیں مگر آپ کے اپنے دِل کی جو کیفیت بتائی ہماری بھی ایسی ہی کیفیت ہوتی جاتی ہے محبت کو کھونا عمر بھر کا روگ ہے اور

Downloaded from https://paksociety.com

بھلا اس روگ کے ساتھ کون جِیا ہے۔

شہروز: آپ ہماری سانس روک دیتیں، روح نکال دیتیں، جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتیں لیکن ہم سے ہم کو ہی مانگ لیا اور وہ بھی کسی اور کے لئے کیا ہم اپنی محبت کو سہل پائیں گے، ہمارا تو کام ہے آپ سے محبت کرنا اور آپ یہ محبت کسی اور کو دان رہی ہیں اس بات پر ہم گلا کرنے سے بھی رہے کہ یہ آدابِ محبت سے ماورا ہے محبوب تو چاہیے اس کی خُوشی نہیں چاہیے تو یہ محبت نہیں، خودغرضی ہوتی ہے۔ اور خودغرضی اور تکبّر تو رَب کو بھی پسند نہیں ہم آپ کی محبت سے عمر بھر چھٹکارا نہیں پا سکتے اور نہ ہی پانا چاہتے ہیں مگر ہم کو آپ کی خوشی بھی عزیز ہے اور اگر آپ کی خوشی ہمارے سِوا کوئی اور ہے تو ہم آپ کو کس قدر مجبور کر سکتے ہیں کسی کو اپنا تو بنایا جا سکتا ہے لیکن وہ آپ کو اپنا بنانا چاہے، تب مزہ ہے۔ محبت تو کہتی ہی یہی ہے اپنے محبوب کی خوشی میں خوش ہونا جایئے ہم نے اپنی محبت کے وہ قرض جو آپ پہ واجب الادا تھے، معاف کئے۔ ہاں یہ ضرور اِلتجا ہے کہ ہم آپ کی محبت وک دِل سے نہیں نکال پاتے اسی لئے یہ کہیے گا بھی نہیں اور ایک وعدہ ہم آپ سے کرتے ہیں کہ ہم ساری عمر آپ کا انتظار کریں گے یا تو انتظار میں ہی عمر بیت جائے گی یا پھر اس انتظار کا بدلہ ہم کو آپ کی صورت میں مِل جائے گا بہر حال آپ کو آپ کی محبت مُبارک ہو ہم آپ اور آپ کی محبت کے درمیان دیوار نہیں پُل نہیں گے جس پر آپ کو بھی رَشک آئے گا۔

مُورت: ہم آپ کی اس عظیم الخیالی کو کبھی نہیں بھُول پائیں گے اب یہ سب آپ پر ہے کہ اب آپ کیا کرتے ہیں ہم آپ کے جذبات کی قدر کرتے ہیں اور ان کا مزاق اُڑانا تو سوچا بھی نہیں، رَب سے بس یہی دُعا کر سکتے ہیں کہ آپ کو خوش رکھے، چلیے دِل نشیں۔۔! کہ شہزادہ شہروز نے جس چیز سے ہمیں نوازا ہے کہ کہیں اِس کا دُکھ ہی ہم کو لے نہ ڈوبے۔

شہروز: یہی تو المیہ ہے اس دُنیا کا کہ جس کو چاہتے ہیں اس کے لئے ہر قدم اُٹھانے کے لئے تیار رہتے ہیں جو اور جو ہمیں چاہے اس کی کوئی خبر نہیں ہوتی۔ بھلے اس کی ہمارے لئے محبت اس محبت سے

Downloaded from https://paksociety.com

بہتر ہو جو ہم چاہتے ہیں شہزادی مُورت جہاں۔۔آپ کو اپنی محبت مُبارک ہو کیا ہوا جو ہمارا اماں ادھورا رہا' ہم کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ ہم آپ کی محبت آپ کے حوالے نہ کریں۔محبت تو ہماری بھی کم نہیں، رَب کی قسم مُورت۔اگر آپ اپنی محبت کا ہماری محبت کے ساتھ موازنہ کریں تو آپ کی محبت ہار جائے' اور میری محبت فاتح ہو۔اور ہوسکتا ہے کہ ہماری اس قُربانی کا اثر جائے تو دُور تلک جائے۔لیکن یہ ہمارا آپ سے ہی نہیں خود سے بھی وعدہ ہے مُورت کہ ہم آپکا انتظار کریں گے' آپ نہ سہی ہم اپنی پوری زِندگی آپ کے انتظار ہی میں گزار دیں گے۔

☆☆☆

18 اکتوبر 1790 دوشنبہ

آصف جاہ: ہم کو آپ سے اس درجہ حماقت کی توقع نہ تھی شہزادہ شہروز۔آپ نے ہمارا برسوں کا مان توڑ دیا' برسوں کا رِشتہ توڑا' مُورت تو بے وقوف ہے۔اُسے ان معاملات کا کیا پتہ کیا ہم اپنے بڑوں کا طہ کردہ یہ رِشتہ توڑ دیں۔اُن کی روحوں کے لئے آزار کا باعث بنیں۔یہ کبھی نہیں ہوسکتا اور جس کے خواب مُورت دیکھ رہی ہے وہ تو ہم مَر بھی گئے تو پچھلے کو نصیحت کرتے جائیں گے۔

شہروز: بھلا مُورت کی بات ماننے میں کیا قباحت ہے۔اُسکی خوشی ہے آپ کو عزیز ہونے چاہیے اور دُوسرے وہ صحیح کہتی ہے کہ یہ برسوں کی دُشمنی ختم ہو جائے۔خطے میں امن کے تو ہم برسوں سے خواہاں ہیں تو اس طرح سے یہ دُشمنی بھی ختم ہو جائے گی۔(بادشاہ سلامت میرے دِل کی کیفیت آپ کیا سمجھیں کہ کن وِقتوں سے یہ بات کہے جا رہے ہیں۔سانس رُک سے جاتی ہے بس جب یہ تصور ہمارے ذہن میں گر کرتا ہے کہ مُورت ہماری نہیں۔زِندگی کا خیال ہی بے معنی لگتا ہے۔)

آصف جاہ: آپ جو مرضی وجوہ پیش کریں ہم دُشمنوں کو کسی صورت منہ نہیں لگائیں گے۔آپ چھوڑیں آپ نے عہد توڑا' ہم یہ عہد نبھا کر چھوڑیں گے۔

شہروز: ہم تو آپ کو یہی کہتے ہیں کہ مُورت کی خواہش کا احترام کریں بھلا اس سے بڑھ کر کیا بات

Downloaded from https://paksociety.com

ہو گی مُورت کو لے کر ہمارے دِل میں کیا جذبات ہیں، وہ آپ لاعلم ہیں ہم نے اپنی ذات سے بھی زیادہ مُورت کی ذات کو جانا ہے اور آپ کی عزت و احترام میں بھی کبھی کمی نہیں لائی۔ آپ میں ہم کو اپنے والدین کی شبیہہ دِکھتی ہے لیکن کیا جو اس دُنیا سے چلے گئے ان کی محبت اور خواہش زیادہ قابلِ احترام ہے زِندوں سے۔ جب کو آپ کی محبت، توجہ کی ضرورت ہے۔

آصف جاہ: آپ جو کہیں۔ یہ ہماری عزت پر دھبا ہے اور دُشمنوں کو تو کبھی نہیں۔ آپ جا یئے شہزادہ شہروز۔ ہم آپ سے قُربانی نہیں مانگتے۔ ہماری مُورت اگر خوش رہ پائیں تو صرف آپ کے ساتھ۔ مُقربِ خاص کو بُلایا جائے۔

مُقربِ خاص: جی سُلطان، حکم کیجئے۔

آصف جاہ: مُورت کو محل سے نکلنے نہ دِیا جائے اور اگر وہ نکلیں تو تو آپ کو میں ہمیشہ کے لئے جلاوطن کردوں گا۔

مُقربِ خاص: جو حکم علیجاہ کا۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔

آصف جاہ: تخلیہ۔۔۔

☆☆☆

جہاں عالم: اُنہوں نے ہماری بہت عزت افزائی کی دُور دربان دروازے تک پہنچائے پھر ہم اندر داخل ہوئے تو انہوں نے ہم کو بیٹھنے کا کہا اور نہایت احترام سے کہتے ہیں کہ آج ہم نے اپنی بے عزتی اور اپنے والد کا بدلہ کسی قدر پُورا کرلیا کہ آج سلطنتِ نظامیہ کا کہا جانے والا شہنشاہ ہم سے کچھ مانگنے آیا ہے صرف یہی نہیں۔ انہوں نے کھانے کا کُچھ نہ پُوچھا، مبادہ کہ ہم کو قبض نہ آ جکڑے اور جب جانے کا کہا تو روکا بھی نہیں، کہیں شام راستے میں ہی نہ اُتر آئے، انہوں نے سارے آدابِ میزبانی بجالائے اور ساتھ ساتھ آپ کے لئے یہ پیغام بھی رَکھ چھوڑا ہے کہ اب اگر تم اس کو اپنی سلطنت کے آس پاس نظر آئے تو دوبارہ کسی کو نظر نہیں آئیں گے

Downloaded from https://paksociety.com

اور ہم جتنے رُسوا ہونے تھے ہو چکے۔ اب بالکل بھی اس لڑکی کی خواہش دِل میں نہ رکھنا بھول جاؤ اس کو ہماری سلطنت میں ایک سے بڑھ کر ایک شہزادی موجود ہے۔

ولید: ہمارے لئے ان سے بڑھ کر کوئی نہیں اور نہ ہی دِکھتی ہے والد ایک موقع دیجئے ہم خود جا کر ان سے بات کرتے ہیں انہوں نے تو خود دعوت کی تھی پھر بے عزت کرنے کی کیا تُک بنتی ہے۔یقیناً اس بات کی خبر مُورت کو نہیں ہوگی ورنہ مُورت ضرور مجھ سے رابطہ کرتی۔

جہاں عالم: اب وہ اپنی بیٹی کی شادی کرنے لگے ہیں مُجھے کل ہی اپنے ایک جاسوس کے ذریعے اطلاع ملی ہے اُس کا کوئی عزیز ہے جس سے مُورت کی شادی انجام پا رہی ہے۔

ولید: کیا یہ پہلے کیوں نہیں بتایا آپ نے ہم یہ شادی کسی صورت نہیں ہونے دیں گے یہ کبھی نہیں ہو سکتا

جہاں عالم: ولید۔اپنے عقل پر زور دیجئے اگر اس سارے معاملے میں اس کا باپ نبولتا رہا تو وہ کہاں تھی' کیا اسے میرے آنے کی اطلاع نہیں ملی' وہ مجھے سے ملنے نہیں آئی کل اس کے خالہ زاد سے اس کا نِکاح ہے وہ خاموش ہے۔اس کے والد نے ہم کو بے نقط سنائیں اور کسی کونے میں دُبکی رہی ان سب باتوں سے کیا ثابت ہوتا ہے اگر اس کو آپ سے سچی محبت ہوتی تو آپ کی خاطر اپنے والدین کے سامنے آ کھڑی ہوتی اس سارے ثابت ہوا شہزادہ ولید کہ اس کی زِندگی میں آپ کی کوئی گنجائش کم از کم اب نہیں نکلتی۔ورنہ وہ کوئی پیغام ہی آپ کے نام بھیج دیتی۔

ولید: کوئی میری بات پر یقین کرے نہ کرے یہ مجھے یقین ہے کہ مُورت کسی مشکل میں ہے جس کی وجہ سے وہ مجھ سے رابطہ نہیں کر پا رہی' مجھے ہی کُچھ کرنا پڑے گا ابا جان کیا اس سلسلے میں مَیں آپ کہ طرف سے اِجازت سمجھوں۔

جہاں عالم: بیٹا جو بھی ہو ہم ہر حال میں آپ کی خوشی چاہتے ہیں' آپ جانتے ہیں کہ آپ کی ضد ہماری بھی خواہش ہو گئی تھی آپ کے کہنے پر وہاں گئے' چلیے ایک اور کوشش کر دیکھتے ہیں ایسا کیجئے شاہ زر ہو ہمارے روبرو کیجئے ہم اُسے کُچھ احکامات دے کر اُس طرف روانہ کرتے ہیں وہ پتہ کر کے بتائیں گے کہ کیا مسئلہ ہے اور کیا ہو رہا ہے اور اگر آپ سمجھتے ہیں کہ مُورت آپ

Downloaded from https://paksociety.com

سے سچی محبت کرتی ہیں تو وہ شہروز سے کسی صورت نِکاح نہیں کریں گی' آپ اطمینان سے جائے اور شاہ زر کو ہمارے پاس روانہ کیجئے۔

ولید: جی والد محترم ابھی روانہ کرتا ہوں۔۔

شاہ زر: جی سُلطانِ معظم۔۔آپ نے ہمیں یاد کیا۔

جہاں عالم: آپ ہر پَل ولید کے ساتھ رہے ہیں۔ولید کی ہر حرکت آپ کے ذہن میں ہوتی ہے اور ایک بار آپ نے بتایا تھا کہ مُورت آپ کو اچھی لگی ہیں تو کیا آپ یہ چاہیں گے کہ مُورت کہ آپ سے شادی میں ہم آپ کا ساتھ دیں۔۔؟

شاہ زر: بادشاہ سلامت۔۔آپ سے ہمارے لئے ہمیشہ اچھا ہی سوچا ہے۔مگر یہ تو شہزادہ ولید۔۔

جہاں عالم: آپ اس بات کو چھوڑیے آپ اپنے دِل کی بتائیے۔

شاہ زر: آپ نے سوچا ہے تو اچھا ہی سوچا ہے بادشاہ سلامت۔۔

جہاں عالم: ہم چاہتے ہیں کہ کُچھ تحائف دے کر آپ کو مُورت کی طرف روانہ کر دیں' جو ولید کی طرف سے نہیں بلکہ آپ کی طرف سے جائیں گے آپ جو مُورت سے ملو تو اُسے کہنا کہ ولید تو اِنکار کے اگلے دِن ہی کاغستان مہم پر روانہ ہو گیا تھا اب کوئی پتہ نہیں کہ وہ کب آئیں اس لئے ان کا انتظار نہ کیا جائے۔۔

شاہ زر: لیکن بادشاہ سلامت وہ ہمارے ساتھ شادی پر کہاں راضی ہوں گی۔

جہاں عالم: آپ بس جو کام میں نے آپ کو کہا وہ کریں ہم جانیں اور ہمارا کام آپ بس کل ہی تحائف لے کر سلطنتِ لزانیہ روانہ ہو جایئے گا۔اور اپنے ہاتھ سے مُورت کو دیجئے گا۔مُورت کے دِل میں آپ کے لئے جگہ پیدا ہو گی اور وہ ولید کے بارے میں یہی خیال کریں گی کہ وہ وعدے کے کچے نکلے کہ اِنکار سے دِل برداشتہ ہو کر بھاگ نکلے اس بے اعتباری کا آپ کو خاطر خواہ فائدہ ہو گا۔

شاہ زر: بادشاہ سلامت۔ہم آپ پر قُربان آپ جو چاہیں گے ہم وہی کریں گے۔

Downloaded from https://paksociety.com

جہاں عالم: ٹھیک ہے اور یہ بات ہم دونوں کے درمیان ہی رہے گی ہمیں یقین ہے۔

☆☆☆

20 اکتوبر 1790 چہار شنبہ

رِشکِ بلقیس: اے شہنشاہ۔ایک بات عرض کرنے کی جسارت کرسکتی ہوں۔

آصف جاہ: کہیے ملکہ رُک کیوں گئیں کیا کہنا ہے آپ کو۔

رِشکِ بلقیس: ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ کہیں ہم کُچھ غلط نہ کررہے ہوں۔

آصف جاہ:: کہاں اور کس میں۔۔آپ کُھل کر بتایئے۔کیا بات ہے۔

رِشکِ بلقیس: میں ماں ہوں تڑپ دیکھتی ہوں۔مُورت کو دیکھا ہے اُس کی آنکھیں ویران ہیں یہ سب اس لئے ہے کہ ہم اس کی خواہش میں خوش نہیں۔میں تو بہت اُداس ہوں اس کی بات سُن کر اور اصل بات کی تو اُسے بھی خبر نہیں کہ اس کے والد نے انکار کردیا تھا ویسے تو جہاں عالم بھی اس رِشتے کے لئے راضی نہ تھا لیکن بیٹے کے ہاتھوں مجبور ہوکر رشتہ مانگنے آیا تھا اور پھر انکار پر اُنہی پاؤں لوٹ گیا اور آج ہفتہ بھر گزر گیا کوئی جواب نہیں آیا' کوئی ردِ عمل نہیں کہیں یہ سب کسی طُوفان کا پیش خیمہ ہی نہ ہو۔

آصف جاہ: ہم کیا کریں بتایئے بلقیس ہم بھی اپنی اِکلوتی بیٹی کی یہ حالت دیکھ دیکھ کملا سے جاتے ہیں ہماری مثال اخروٹ اور ناریل کی سی ہے' سخت خول چڑھایا ہوا ہے وہ بیٹی جس کی بچپن سے اب تک ہم نے ہر خواہش پُوری کی' اب اُسی کو ایک چیز کے لئے ترستے دیکھ کر کیا ہمارا جی نہیں جلتا' کیا کریں وہ لوگ بہتر نہیں زِندگی صرف اس نے ولید کے ساتھ ہی نہیں گُزارنی' وہ اِسے پُوری زِندگی طنز کرتے رہیں گے میں بیٹی کی خواہش کی وجہ سے کسی قدر مان بھی گیا تھا لیکن اس کے والد کی حالت تو آپ نے بھی مُلاحظہ کی تھی۔

رِشکِ بلقیس: تو آپ سے ساری بات سے کیا اخذ کرتے ہیں' شہروز نے بھی اس رِشتہ سے مُورت کی

Downloaded from https://paksociety.com

کہیں اور بھٹکتی توجہ دیکھ کر پیچھے ہٹ گیا مُجھے پتہ ہے کہ سب مُورت نے کیا ہے شہروز بہت حساس بچہ ہے کسی کو آزردہ اور اپنی وجہ سے غم میں کسی صورت نہیں دیکھ سکتا۔ لیکن اب ہو گیا کیا۔

آصف جاہ: اب یہی بات رہ گئی ہے کہ میں جو آپ سے کہہ رہا تھا کہ کُچھ ایسا کرتے ہیں کہ مُورت ولید سے بالکل بے اعتبار ہو جائے یا سمجھ لے کہ کوئی ہے جو اس کی جان کا دُشمن ہے اور اس کو محل سے نکلنے نہ دیں۔

رشکِ بلقیس: بادشاہ سلامت جو کرتے ہیں۔ جلدی کیجئے ہم اب مُورت کی مُشکل آسان ہوتی دیکھنا چاہتے ہیں ہماری بچی نے بہت دُکھ اُٹھا لئے ہیں جانے انجانے میں۔ وہ ہماری بیٹی ہے ہم نے دُشمن کو انکار کا ی تو کیا غلط کیا کوئی جان کر بھی اپنا لختِ جگر گیدڑ کے منہ میں دیتا ہے۔

آصف جاہ: آپ فکر نہ کیجئے ہماری مُورت شہروز سے شادی کے لئے مان جائے گی اور مُجھے یقین ہے کہ مُورت کے لئے دُنیا میں اگر ہمارے بعد بڑھ کر کوئی چاہتا ہے تو وہ شہزادہ شہروز ہے۔

☆☆☆

24 اکتوبر 1790 یک شنبہ

شاہ زر: شہزادہ ولید آپ سے کوئی ملنے آیا ہے اُسے اندر بھیج دوں، اپنا نام شہروز بتاتا ہے۔

ولید: شہروز۔۔ یہ کون ہیں کہاں سے۔ ہم کو تو علم نہیں کیا آپ جانتے ہیں ان کے بارے میں کُچھ۔۔

شاہ زر: نہیں حضور پہلے تو کبھی نہیں دیکھا شاید کسی دُوسری ریاست سے آئے ہیں مہمان ہیں اس لئے زیادہ نہیں پُوچھا مہذب معلوم ہوتے ہیں۔

ولید: کسی دُوسری ریاست سے۔۔ اچھا اچھا جلدی کرو اُسے بُلا ؤ کیا پتہ وہ مُورت کا پتی لے آیا ہو

شاہ زر: جی حضور۔ جو آپ کا حکم

ولید: ہم سلام عرض کرتے ہیں۔ اور آپ کی خیریت چاہتے ہیں اللہ آپ کو سلامت رکھے اور مزید ترقی دے۔

Downloaded from https://paksociety.com

ولید: ہم آپ کو جانتے نہیں آپ کے جذبات کی قدر کرتے ہیں اپنا نسب بتایئے گا۔

شہروز: ہم مُورت کے خالہ زاد ہیں اور شہروز الدین اسمِ گرامی ہے۔ ہم سے ہی مُورت کا نِکاح ہونے کو ہے۔

ولید: یہ کیسے ہوسکتا ہے اور آپ یہاں اب ہمارے سے کیا چاہتے ہیں ہمارے زخم پر نمک کرنے یا ہماری حالت کا لِحظ اُٹھانے۔

شہروز: آپ کی دونوں باتیں غلط ہیں ہم کو مُورت نے سب بتایا ہے وہ آپ سے محبت کرتی ہیں اور اِسی لئے ہم اس نِکاح سے دست بردار ہوگئے ہیں آپ کے والد نے اس کے والد کے سامنے اِنکار کردیا تھا وہ تو کہہ رہے تھے کہ اپنے بیٹے کی مرضی سے آئے ہیں اُن کو مُورت کو اپنے بیٹے کی شہزادی بنانے میں کوئی دِلچسپی اور خوشی نہیں۔ ظاہر ہے جب کسی کے والدین کے سامنے اُس کی خامیاں بیان کریں گے تو کون رِشتے کے لئے راضی ہوگا۔ اس صورت حال نے صرف آپ کو ہی نہیں مُورت کو بھی کانٹوں پر لا پٹخا ہے۔ اگلے ہی دن میرے اور مُورت کے نِکاح کی منادی کرادی گئی۔ مُورت نے مجھ سے مل کر سب بتادیا' سو میں نے نِکاح سے انکار کردیا اور سوچ بچار کر کے آپ کے پاس آیا ہوں۔

ولید: اب آپ کیا چاہتے ہیں۔۔؟

شہروز: صرف یہ کہ آپ کل شام ریاست کے آخری کِنارے پر آیئے گا میں وہاں مُورت کو لئے آرہا ہوں اگر آپ میں اتنی ہمت ہے کہ اپنی رُعایا اور اپنے والد کا مُقابلہ کرسکیں اس معاملے میں ان کو راضی کرسکیں تو آیئے گا، مغرب کا سُورج طلوع ہونے سے پہلے آپ وہاں پہنچ گئے تو مُورت آپ کے ساتھ روانہ ہوجائے گی باقی کے حالات کیا ہیں ہم دیکھ لیں گے اب یہ آپ پر منحصر ہے کہ اس سلسلے میں کیا لائحہ عمل تشکیل دیتے ہیں۔

ولید: بخدا ہم آپ کی اس بات کو اپنے پر احسان مانتے ہیں آپ نے اطلاع دے دی تو ہم ضرور وہاں پہنچ جائیں گے بھلا وہ ہمارے لئے ساری دُنیا سے ٹکرا سکتی ہیں تو ہم کیوں نہیں' محبت تو ہم نے بھی کی ہے تو ایسی کیا بات کہ ہم ساتھ نہ دیں گے آپ اِدھر بیٹھیے ہمارے پاس اور شاہ زر مہمان

Downloaded from https://paksociety.com

کے لئے طعام کا بندوبست کیا جائے۔

شاہ زر: نہیں جزاک اللہ ہم چلتے ہیں ہم نے سوچا ہم خود جا کر آپ کو یہ اطلاع دیتے ہیں ہم کو ہماری محبت نہ ملی تو کیا کسی کی محبت کسی کو مل جائے تو ہم کو سکون نصیب ہوگا۔

ولید: کسی چیز کی طلب کیجئے۔آج ہم بہت خوش ہیں اس خوشی میں آپ ہم سے کیا لینا چاہیں گے۔

شاہ زر: آپ کے پاس آپ کی سب سے قیمتی چیز محبت ہے۔بس یہ ہم کو کبھی نہ ملی، آپ سنبھال کر رکھیے محبت اوجِ کمال ہے اگر مل جائے تو۔۔ہم چلتے ہیں اور ہاں یاد رکھیے گا کل شام کو آپ نے ضرور پہنچنا ہے۔

ولید: ہاں ضرور آئیں گے.....آپ کے تعاون کا بے حد شکریہ آپ کا یہ احسان ہم پر بہت ہے۔اللہ نگہبان.....

☆☆☆

28 اکتوبر 1790 پنج شنبہ

جہاں عالم: شاہ زر اب وقت تیزی کا ہے یہ نہ ہو وقت ہماری ہتھیلی سے ریت کی طرح پھسل جائے' اُس وقت سے پہلے ہم کو کوئی عمل کرنا ہوگا۔

شاہ زر: جیسے آپ کا حکم۔ بادشاہ سلامت۔ کیا تحائف تیار ہیں میں اِسی سلسلے میں حاضر ہوا تھا کہ آپ سے جاتے ہوئے تحائف لے جاؤں۔کیا وہ ہمارے تحائف قبول کر لیں گی۔

جہاں عالم: کیوں نہیں اور یہ ضرور بتانا کہ وہ سب جو میں نے تم کو ولید کے حوالے سے کہا ہے اس طرح سے اُس کے دِل میں ولید کے لئے کدورت بڑھے گی جیسی کوئی کسی ڈوبتے کو دیکھے اور اُس کے پُکارنے پر کوئی کان نہ دھرے اور واپس پلٹ جائے تُم نے اس کا یہ خیال پکا کرنا ہے یہ تُم پر چھوڑتا ہوں اور بعد میں مُورت اگر تمہارے نصیب میں ہوئی تو تم کو ضرور ملے گی۔

شاہ زر: ٹھیک کہتے ہیں علی جاہ مُورت کو ہم پسند کرنے لگے ہیں' چاہنے لگے ہیں کسی اور کا ہوتا کہاں

Downloaded from https://paksociety.com

دیکھ سکتے ہیں اَب یہ سب ہم نے کرنا ہے آپ بے فکر ہو جائیں یہ کام اب ہمارے ذمے ہے اور ہم اس کو احسن طریقے سے انجام دیں گے۔

جہاں عالم: احمد کو حاضر کیا جائے۔

احمد: جی علی جاہ.....! حکم فرمایئے۔۔

جہاں عالم: ہم نے جو تحائف تیار کرنے کو کہا ہے وہ تیار کو ہو گئے کیا۔ اور اُن کو اِدھر لے آیئے۔

احمد: جی علی جاہ۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی وہ تحائف بالکل تیار ہیں اور ہم ابھی اُن کو آپ کے رُو برو پیش کرتے ہیں۔

جہاں عالم: سمجھدار تو آپ ہو اور ہم کو یہ یقین ہے کہ آپ سمجھداری کا ثبوت بھی دیں گے مُورت کو اس حد تک مایوس کریں کہ وہ مُڑ کر ولید کی طرف دیکھنا بھی پسند نہ کرے۔

شاہ زر: آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی لیکن یہ خیال بھی بار بار ہمارے دِل کو مَلا مت کر رہا ہے کہ وہ ہمارے آقا کی محبوبہ ہیں اور یہ بات ہم کو کسی طور جائز نہیں کہ ہم یہ کام کریں۔

جہاں عالم: ہم جنگ ہو ناں کسی سے تو ہتھیار آزماتے ہیں ہر وہ اوزار جس سے دُشمن کو تہِ تیغ کیا جا سکے تلوار، نیزے، تیر، منجنیق، ہر وہ آلہ جو دُشمن کو بوکھلا دے تا کہ کامیابی ہمارا ہی مقدر ہو۔ اور جس طرح عشق میں ہر کام جائز ہے تُم بھی اس کو نا جائز نہ سمجھو یہ صرف ایک زِندگی کا نہیں پُوری سلطنت کی زِندگی کا سوال ہے۔ اور اس میں اگر ایک کا دِل ٹوٹے تو سو چیزیں بربادی سے بچ بھی جائیں گی۔ اور آپ اس خیال کو دِل میں لانے کا تصور بھی نہ کرو کہ اگر جنگ و جدل میں ہیرا پھیری جائز ہے تو عشق کے میدان میں کھیل کو بھی انجام دینے کے لئے ہر داؤ چلانا پڑتا ہے ۔ اور یہ تو پھر بھی دِل کا معاملہ ہے اور یہ سخت بے قابو ہوا کرتا ہے جب یہ بادشاہ اور فقیر کی کوئی پرواہ نہیں کرتا تو آپ کی کیا پرواہ کرے گا اس لئے جو مِلتا ہے وہ پا لیجئے پھر کیا پتہ زِندگی میں یہ موقع آپ کو مِلتا بھی ہے یا نہیں۔

احمد: یہ لیجئے حضور میں یہ تحائف لے آیا۔۔

Downloaded from https://paksociety.com

جہاں عالم: یہ لیجئے سنبھالئے۔اب یہ آپ کی ذمہ داری ہے۔ اِن کو محض تحائف ہی نہ سمجھیے' اپنے ارماں سمجھیے' اپنی زِندگی سمجھیے' اپنی چاہت سمجھیے' اور یہ کام اب آپ نے احسن طریقے سے انجام دینا ہے' چاہے جیسے بھی ہو' ہم آپ کے معاملہ فہمی کے قائل ہیں۔

شاہ زر: لیکن ہم کو اُن کی سلطنت میں یہ تحائف لے کر داخل کون ہونے دے گا۔

جہاں عالم: اب آپ ہماری بات غوس سے سنیئے' جب کسی کو ذہر دینا ہوناں تو کیا اُس کو بتایا جاتا ہے کہ تم کو ذہر دیا جا رہا ہے نہیں ناں' یہی بات ہماری سلطنت' ہمارے وطن کے لئے کمزوری کا باعث بن جاتی ہے کہ جب ہمارے دوستوں کے لبادے میں چھپے ہمارے ہی دُشمن ہم کو گھیر لیتے ہیں' یہی سب سے اہم گُر ہے اگر کسی میں انتشار پھیلانا چاہتے ہو تو اپنے جاسوس ان کے دوستوں کے روپ میں اُن کے اندر داخل کر دو' اور اِسی دھوکہ میں وہ مارے جائیں گے۔آپ جس طرف ہم نے آپ کو جانے کا کہا ہے۔ آپ چلے جایئے' وہاں آپ ایک غلام کو اپنا منتظر پائیں گے وہ آپ کو اندر لے جائے گا' اور مُورت تک پہنچا دے گا۔

شاہ زر: چلیے پھر ہم چلتے ہیں' دُعا کیجئے گا۔

جہاں عالم: ہماری دُعائیں آپ کے ساتھ ہیں لیکن یہ ذہن میں رکھیے گا اگر مُورت آپ کی نہیں ہو سکیں تو کسی کی بھی نہیں۔

☆☆☆

لمحوں میں قید کر دے جو صدیوں کی چاہتیں
حسرت رہی کہ اپنا بھی کوئی ایسا طلب گار ہو

شاہ زر: ہم شہزادی مُورت کے رُوبرُو حاضر ہونے کے اِجازت چاہتے ہیں۔

مُورت: جی شاہ زر تشریف لایئے ل۔آپ تو ہمارے لئے معتبر ہیں یوں کھنچے کھنچے سے نہ رہیے'

Downloaded from https://paksociety.com

آپ کو بھلا اِجازت کی کیا ضرورت، بلا جھجک آ جایئے۔ کیا ولید نے ہمارے لئے کوئی اطلاع لائے ہیں آپ کیا۔

شاہ زر: جی شہزادی مُورت۔۔! شہزادہ ولید نے آپ کے لئے تحائف بھیجے ہیں وہ آپ کی خیریت چاہتے ہیں۔

مُورت: اُن کا تو نام ہی ہمارے رَگ و پے میں خوشیاں دوڑانے کا باعث بنتا ہے تو اگر اب انہوں نے تحائف بھیجے ہیں تو اب ہماری کیا حالت ہے آپ نہیں جان پائیں گے۔ ناقابلِ بیاں ہے۔

شاہ زر: آپ یہ تحائف دیکھ لیجئے ان کے ذریعے وہ کچھ آپ سے کہنا چاہتے ہیں۔ وہ کاغستان کی مہم پر روانہ ہو گئے ہیں وہ اِرشاد فرما رہے تھے کہ ان کا پتہ نہیں کہ وہ اب کب آئیں شاید ان کو اب وہاں ایک عرصہ لگ جائے کوئی خبر نہیں۔ اسی لئے وہ آپ کو انتظار کی سُولی پر لٹکانا نہیں چاہتے، اُن کا آپ کے لئے پیغام ہے کہ آپ ان کا انتظار نہ کریں۔ اُن کے والد آپ کے والد کے انکار پر سیخ پا ہو گئے ہیں اور اب اُن کے والد اُن کی ایک بھی ماننے پر تیار نہیں اُن کو کاغستان کی مہم پر روانہ کر دیا جو یہاں سے کئی میل دور ہے مایوسی اور دُکھ میں گھرے وہ بھی روانہ ہو گئے، کب لوٹتے ہیں پتہ نہیں۔ وہ کہہ رہے تھے کہ آپ ان کو بے وفا نہ سمجھیں وہ وفا کرتے ہیں بس نبھا نہ سکے۔

مُورت: شاہ زر یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ ولید ایسا نہیں کر سکتے، ہمیں بتایا بھی نہیں کیسے وہ سکتا ہے یہ کیا اُنکو ہماری بھی پرواہ نہیں رہی کہ ہم ان کے بِنا کیسے جئیں گے ایک ایک پل ان کے لئے یاس کے جُگنو دِل کی دیواروں کے اُس پار منڈلاتے رہتے ہیں۔ دُکھ دِل کی اتھاہ گہرائیوں میں گرتا سا جاتا ہے، قدم ڈگمگائے سے جاتے ہیں اور یہ سب اُن کی ہم سے محبت کی اس بے اعتباری کی وجہ سے ہے اور اگر وہی ہمارا ساتھ چھوڑ گئے تو ہم کب تلک اور کیسے ان کے بِنا جی پائیں گے۔ ایک بار کہہ دیجئے کہ آپ مزاق کر رہے ہیں ہمارے صبر کا امتحان لے رہے ہیں ولید ہم کو بتائے بغیر نہیں جا سکتے۔

شاہ زر: آپ ان کے بھیجے ہوئے تحفے دیکھ لیجئے۔ آپ کو خود اعتبار ہو جائے گا۔ یہ انہوں نے ایک قلم

Downloaded from https://paksociety.com

دِیا ہے یہ اگے سے ٹوٹا ہوا ہے اگر اس سے لِکھا جائے تو لکھا ہوا بے معنی اور ایک نے ڈھنگی سے ترتیب لئے ہوگا اور اس کے لِکھے الفاظ میں کوئی تمیز نہیں کی جا سکے گی۔۔۔ بالکل اب وہ اس طریقے سے بنتے ہیں کہ ان کی محبت کے کوئی معنی نہ رہے۔ یہ ایک سُوکھا ہوا گُلاب ہے جو اپنی تمام خوشبوئیں اور رنگ کھو چُکا ہے' ایسے ہی ان کی محبت اس بے درد زمانے نے بے رنگ کر دی ہے۔ یہ مری ہوئی کُچھ تتلیاں ہیں جو بہار میں گھومتی پھِرتی پھولوں کا رس لیتیں اور ان کی خوشبو میں گُم' عجب وجد کے سے عالم میں ہوتی تھیں' اب اپنے رنگوں کو کھوئے اور زندگی کی رنگینیوں کو ختم کر کے یوں بے حس و حرکت پڑی ہوئی ہیں' پھُولوں کی جُدائی پر موت ان کا مقدر ٹھہری۔

مُورت: ٹھہریے رُک جائیے' بہت ہو چلا' یہ سب کیا ہے ہماری محبت ناکام ٹھہری' ہماری محبت انجام پذیر ہوئی' ہم کیا کریں ' ہمارے تو حواس سلب ہوئے جاتے ہیں ہم نے تو ولید سے عشق کیا تھا اور عشق تو سچا ہوتا ہے' کوئی شک نہیں ہوتا اس میں ہماری زِندگی میں ولید کے آنے سے بہار کا موسم رُک سے گیا تھا' زِندگی کیسی حسیں ہوئی تھی' ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ کبھی سچے عشق میں ڈوب کر تو دیکھو' سانسیں مہکنے لگی تھیں' پہروں ولید کو سوچے چلے جانا' اور سوچے ہی چلے جانا' باتیں کرنا ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھانا' ہماری تو زِندگی ہی سنور گئی تھی' کیا یہ سب اتنے مختصر لمحات کے لئے تھا کیا ولید کی ہم سے محبت سچی نہ تھی یا اِتنی کچی تھی کہ اِن رُکاوٹوں کا سامنا نہ کر سکی' ہم نے تو ولید پر اعتبار کیا تھا ان پر مان تھا اپنا آپ دان دیا تھا ان کو' اور جس سے عشق ہو' وہی تو صرف آپ کا ہوتا ہے باقی سب کوئی بھی لے اُڑے کوئی پرواہ نہیں' مگر جب عشق ہی روٹھ جائے' چاہت ہی کمزور پڑ جائے' تو کیا۔۔؟ ولید ہم سے کیا چاہتے تھے ہم نہیں جانتے ہم تو بس یہ جانتے ہیں کہ ہم ان کو چاہتے ہیں اور بہت چاہتے ہیں پھر ایسا موڑ کیوں آیا کہ ایسا لگتا ہے کہ جیسے ہماری زِندگی ہی چھِن گئی وہ پل جو ہماری زندگی کا سرمایہ تھے کسی بھولے بسرے خواب کی مانند ہم سے بچھڑ گئے ہم نے ایک بات سنی تھی کہ عشق مِٹتا نہیں مٹاستا یا کرتا ہے، ہم مٹ جائیں گے مگر ولید سے ہمارا عشق ہمارے دِل میں ہمیشہ رہے گا۔

Downloaded from https://paksociety.com

شاہ زر: وہ بھی بڑے مجبور ہو کر گئے ہیں وہ آپ سے سچی محبت کرتے ہیں' لیکن اس محبت کو قبولنے کے لئے اُن کے والدین راضی نہیں تھے۔

مُورت: محبت کو کوئی ناپ نہیں سکا ہے اور جو ناپ لی جائے وہ محبت نہیں کہلاتی سودا کہلاتا ہے ہاں یہ اچھا ہے کہ ولید نے ہماری خواہش کا احترام کیا ہے۔ مگر یہ ہماری خواہش نہ تھی کہ وہی چلا جائے' ساتھ چھوڑ جائے ایک بار سامنے آ کر کہتے تو سہی مُورت میں ہار گیا' میں اپنی محبت کو نہ بچا سکا۔ ہم اُسے دوبارہ محبت کی راہوں کا مسافر بنا دیتے اِتنا بھروسہ تو ہم کو بہر حال اپنی محبت پر رہا ہے لیکن کسی چاہنے والے کی جُدائی ہو چاہے پل بھر کی' جان لیوا ہی ہوتی ہے۔ محبت کا منہ پھیر لینا محبت کے انسان کو مار ہی ڈالتا ہے یا عمر بھر کا روگ بن جاتا ہے' آدمی زِندہ تو ہوتا ہے سانس لیتا ہے' بولتا ہے' سُنتا ہے لیکن وہ اِنسانی احساسات ختم ہو جاتے ہیں دِل زخموں سے معمور انسان کو کسی قابل نہیں چھوڑتا۔ ہم نے محبت میں کوئی سودا تو نہیں کیا تھا کاش ولید آپ کہہ دیتے کہ آپ ہمارا عمر بھر انتظار کیجئے گا' ہم ساری زِندگی آپ کا انتظار کرتے اِس اُمید پر کہ آپ کی محبت ہمارے لئے فاتح ٹھہری۔ دِل اُن انجان راہوں کا مُسافر بن بیٹھا تھا جن کی منزل صرف ولید ہی نظر آتا تھا مگر اب جب پتہ چلا کہ سامنے تو کچھ نہیں' فریب تھا سراب تھا' وہ محبت نہیں محض خواب و خیال تھا ہمارا اگر یہ پیغام ولید تک پہنچا سکے تو ان کو یہ ضرور کہیے گا۔ ہم مر گئے ہم فنا ہو گئے مگر آپ کی محبت ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے گی اور جس دِن اس محبت سے اعتبار اُٹھ گیا' موت ہم کو آ لے گی اور پھر ساری راہیں آسان ہو جائیں گی۔

شاہ زر: شہزادی صاحبہ انہوں نے یہ محبت کا جام آپ کے لئے بھیجا ہے' جو آپ نوش فرمالیں' ان کے دِل میں بھی آپ کے لیے بے پناہ محبت تھی اور رہے گی وہ بھی آپ کے بغیر جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتے مگر جب اپنے ہی محبت کی راہوں کو خاردار بنا دیں' اس احساس کی کوئی قدر نہ کرے تو اپنا آپ بھی بے مول لگنے لگتا ہے۔

مُورت: ہاں یہ جام ہم کو دیجئے اے ولید! ہم یہ سمجھ کر یہ جام نوش فرما رہے ہیں کہ آپ نے محبت سے

Downloaded from https://paksociety.com

ہمارے لئے پیش کیا اور آپ کی محبت سے پیش کی ہوئی چیز تو ہمارے لئے قبول نہ کرنا ممکن نہیں' یہ تو جام ہے ولید اگر ہم کو ذہر بھی دے دیں تو ہم پر آبِ حیات کا کام دے اور ہم امر ہو جائیں۔

شاہ زر: تو یہ لیجئے شہزادی صاحبہ اور امر ہو جایئے۔

☆☆☆

شہزادہ شہروز: السلام وعلیکمَ۔ اے عزیز خالہ آپ کی خیریت دریافت کرتے ہیں۔

رِشکِ بلقیس: وعلیکم السلام۔ سلامت رہیے ہم بتوفیقِ ایزدی خوش وخرم ہیں مگر آپ سے آپ کی حرکات کی وجہ سے نالاں ہیں۔

شہزادہ شہروز: بخُدا ہم کو بتایئے ہم آپ سے پیشگی شرمندہ ہیں یقیناً ہم سے کوئی غلطی سرزد ہوئی جو آپ نالاں معلوم ہوتی ہیں۔ ہمیں بتایئے کیا مسائل ہیں۔ جو آپ کو ہم سے نالاں کئے دیتے ہیں۔

رِشکِ بلقیس: آپ نے مُورت سے نِکاح سے نفی کرتے ہوئے ہمارے دِل کو بدر جہا ٹھیس پہنچائی ہم کو تو مان تھا آپ پر کہ ہماری ہمشیرہ کی جانشین ہیں ہمارا دستِ راست ہیں مگر ان حرکات نے ہم کو آپ سے اختلاف پر رضامند کیا۔

شہزادہ شہروز: عزیز خالہ ہماری کوتاہی معاف ہم آپ سے ایک بات کی وضاحت طلب کرتے ہیں والدین اپنی اولاد کی خوشیاں اور ضد پُوری امانت داری سے پُوری کرتے ہیں پُوری زِندگی اولاد کا کوئی غم سہہ نہیں پاتے ہر سُکھ ان سے وابستہ ہوتا ہے اور اولاد کی تو زِندگی ہی اپنے والدین سے جُڑی ہوتی ہے۔ اس سب سے وہ یہ سمجھنا شروع کر دیتے ہیں کہ والدین ان کی کسی خوشی کی راہ میں رُکاوٹ نہیں بنیں گے۔ والدین کو اولاد کی ہر خوشی پُوری کرنے سے پہلے یہ ضرور سوچنا چاہیے کہ ہوسکتا ہے کہ اگلے لمحات میں وہ اس قابل نہ ہوں کہ ان کی وکئی خواہش پُوری کرسکیں اور اس کو صبر کرنا پڑے گا۔ اس بات کی ان کو تلقین کرنی چاہیے مگر والدین اپنی اولاد

Downloaded from https://paksociety.com

کی خوشی کی خاطر ہر کام کرتے چلے جاتے ہیں تو یہ ایک فرض اور زندگی بھر کا ساتھ حاصل کرنے میں پس وپُشت سے کام کیوں لیتے ہیں۔

رِشکِ بلقیس: ہم کو مُورت کی ہر خواہش منظور ہے شہزادہ شہروز بچپن سے ہم نے اُن کی ہر خواہش پُوری کی اب اُن کو سوچنا چاہیے کہ والدین کی بھی کوئی مرضی ہوتی ہے اور سارے حالات ان کے سامنے ہیں۔

شہزادہ شہروز: مگر اس طرح سے اولاد ضِدی ہو جاتی ہے جیسا کہ مُورت کے ساتھ ہوا۔ اب جب اس کی ساری زندگی کا دارومدار پر اس فیصلے پر ہے وہی اس کی مرضی کے خلاف کرنا چاہتے تھے تو کیا وہ راضی ہو پاتی۔ آپ بتائیں کیا مُورت کے دِل میں ہمارے لئے محبت پیدا کر پاتیں

رِشکِ بلقیس: شہروز آج اب آپ ایک بات سچ سچ بتایئے کیا آپ کو مُورت سے محبت ہے کیا آپ ان کو حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

شہزادہ شہروز: والدین کی وفات کے بعد ہمارے سر پر آپ ہی قائم رہے آپ سے اپنی ہر جائز و ناجائز خواہش پُوری نہ کرانا چاہتے تھے کہ کبھی اگر کسی بات پر آپ نے انکار کیا تو ہمارا دِل ٹوٹ جائے گا۔ پھر اس طرح ہم میں صبر آتا گیا۔ اور آج اس صبر کی منزل دیکھیں کہ جن کو شدت سے دِل کی گہرائیوں سے چاہا جب ساتھ چھوڑ جانے کا کہتی ہیں تو ہم صبر کرتے ہیں کیوں کہ سب خوشی اپنی ہی نہیں دیکھی جاتی محبوب خوش ہو تو محبّ کو کیا پریشانی اور حاصل و محصول چکر میں پڑا رہے حاصل کی جانے والی چیز کی ہو سکتا ہے کہ آپ کی زندگی میں اس کی اہمیت سمے بیتنے کے ساتھ ساتھ اس کی جگہ ختم ہو جائے رفتہ رفتہ اس کی دید دِل سے اُترتی جائے۔ آپ نے کہا کہ ہم مُورت کو حاصل کرنا چاہتے ہیں نہیں ہم مُورت کو پانا چاہتے تھے' پانے سے مُراد اگر کوئی مل جائے تو عُمر بھر کے لئے۔ مُورت سے کبھی محبت رہی ہی نہیں' ہم نے تو مُورت سے عشق کیا ہے اور آج اِس عشق کا مقام لازوال دیکھیے کہ آپ کے سامنے تہی دست اور بے سروسامانی کی کیفیت میں مغموم' دِل مضبوط کئے آپ کے سامنے کھڑے ہیں۔

Downloaded from https://paksociety.com

رِشکِ بلقیس: کاش مُورت آپ کی سچی محبت سمجھ پاتی اگر وہ آپ کی محبت جان لیتی تو ولید تو آپ کے آگے کُچھ نہیں' کاش سب ہماری خواہش کے مُطابق ہوتا۔ہمیں اندازہ ہے کہ مُورت کی خاطر آپ نے اپنا دِل مارا ہے بچپن سے آپ کی آنکھوں میں مُورت کے لئے بھڑکتی محبت کے دیے ہم سے پوشیدہ نہیں تھے اور ہماری بھی دِلی خواہش آپ سے ہی وابستہ تھی۔بس جس میں ہمارے رِب کی مرضی۔

نازنین: ملکہء عالیہ شہزادی مُورت کو کُچھ ہو گیا ہے جلدی ان کے کمرے میں تشریف لائیے۔

رِشکِ بلقیس: کیا۔۔۔کیا وہ چلا مُورت کو۔ہماری شہزادی کو۔

شہزادہ شہروز: مُورت مُورت یہ کیا ہوا ہے آپ کو ہوش کیجئے خُدارا ہوش کیجئے۔

مُورت: ہم نے اب اس جہاں سے کُوچ کرنا ہے محبت کی اس داستاں کا شاید یہی انجام ہونا تھا۔ہم نے سوچا تھا کہ محبت کسی قابل نہیں چھوڑتی اب اندازہ ہوا محبت تو جینے کے قابل بھی نہیں چھوڑتی۔

شہزادہ شہروز: نہیں مُورت ہم آپ کو کُچھ نہیں ہونے دیں گے۔کیا ہوا ان کو بتائیے ہم کو۔

دِل نشیں: یہ جام ایک نوجوان نے مُورت صاحبہ کو دیا تو اس کے بعد ان کی حالت بگڑ گئی۔

شہزادہ شہروز: کہاں ہے جام اور کہاں گیا وہ نوجوان۔۔؟

نازنین: یہ ہے جام مگر نوجوان فرار ہو گیا۔

رِشکِ بلقیس: شہزادہ شہروز کُچھ کیجئے مُورت کو کُچھ نہ ہو۔اگر ان کو کُچھ ہوا تو ہم بھی جی نہیں پائیں گے۔

شہزادہ شہروز: ہمت کیجئے خالہ حضور۔۔ہم دیکھتے ہیں۔یہ تو زہر ہے آہ مُورت یہ کیا ہوا۔خود کو سنبھالئے ہم کُچھ کرتے ہیں ان شاءاللہ،مُورت صحت یاب ہو جائیں گی۔اور باہر درباریوں کو حکم سناؤ ہمارا وہ نوجوان سلطنت سے باہر نہ نکلنے پائے۔

مُورت: آپ نے ہم سے عشق کیا وہی بہت اب ہم پر مزید احسان نہ کیجئے گا موت بھی ہم کو نہیں قبولے گی۔

Downloaded from https://paksociety.com

شہزادہ شہروز: نہیں مُورت آپ جیئیں گی ہمارے لئے جیئیں گی ہماری لگن سچی ہے اور ایسے میں بھلا ہم آپ کو کیا کچھ ہونے دے سکتے ہیں۔فوراً جڑی بوٹیوں کا عرق لایا جائے اس سے یقیناً افاقہ ہوگا۔پھر میں مُورت کے لئے جلدی شاہی طبیب لایا جائے ہم مُورت کو مکمل صحت یاب دیکھنا چاہتے ہیں۔

رِشکِ بلقیس: کچھ کیجئے ہم مرنے لگے ہیں ہماری شہزادی ہماری آنکھوں کے سامنے تڑپ رہی ہے ہم تخت سے جُڑ سے گئے ہیں ہلنے کی ہمت نہ رہی۔

شہزادہ شہروز: یہ نوجوان کون تھا اور کیسے بھاگ نکلا۔اِتنی غیر ذمہ داری کا ثبوت۔کہاں سے آیا وہ نوجوان۔

دِل نشیں: بادشاہ سلامت وہ شہزادہ ولید کی طرف سے کچھ انعامات کی بات کر رہے تھے کہ وہ اب مُورت سے زندگی بھر نہیں مل سکتے وہ کاغستان کی مہم پر روانہ ہو گئے ہیں ان کا انتظار نہ کیا جائے۔اور ہم ان کو جانتے ہیں وہ شہزادہ ولید کے دوست ہیں۔

شہزادہ شہروز: کیا یہ کیسے وہ سکتا ہے عجب جال سے بُنے ہیں کچھ واضح نہیں ہو پا رہا۔ہم دیکھتے ہیں کہ کیا کریں۔بہر حال ہم کو اِتنا یقین ہے وہ نوجوان شہزادہ ولید نے نہیں بھیجا تھا۔

☆☆☆

تین سال بعد۔۔۔۔

شہزادہ شہروز اور شہزادی مُورت کے ہاں ایک پیارے سے بیٹے نے جنم لیا تھا شہزادہ عازب شہروز پیدا ہوا۔گھر خوشیوں سے مہک اُٹھا' عازب کی قلقاریاں جو سارے میں پھیلتیں۔اور اس کے ذرا سے رونے سے مُورت کی سانس رُک جاتی۔

رِشک ،بلقیس اور آصف جاہ اس بات پر نہایت خوش تھے کہ مُورت اور شہروز نے ایک دوسرے کو اپنا ساتھی بنالیا یہی ان کے بزرگوں کی خواہش تھی جو بلا آخر وہ نبھانے میں کامیاب رہے سب کچھ تو اللہ کرتا ہے مگر کچھ اختیا راس نے اپنے بندوں کے لئے بھی سنبھال رکھے ہیں کہ وہ بدی اور نیکی میں سے جو چاہیں اپنے لئے منتخب کر لیں۔

Downloaded from https://paksociety.com

چاہے تو زندگی اور آخرت اچھی کرنے کے لئے نیکی کا ساتھ لیں یا پھر زندگی بھر جلنے اور زندگی کے بعد کی زندگی کو بھی اپنے لئے مُشکل کر دیں۔

یہ ہمارے اختیار میں ہے کہ ہم جو چیز چاہیں اپنے پہ حاوی کر لیں۔لیکن یہ ایک کڑوا سچ اور صدیوں سے چلتی اٹل حقیقت ہے کہ محبت کبھی کم نہیں ہوتی محبت دِل میں کسی وحی کی مانند راسخ ہو جاتی ہے اور پھر اس کا نکلنا ناممکن ہی ٹھہرتا ہے شہروز شہزادی مُورت کو پانے پر کن احساسات کا شکار تھا الفاظ میں تحریر کرنا ممکن نہیں زندگی بھر کی ریاضت ان کے کام آ گئی تھی ان کا صبر ان کو زِندگی میں اتنے بڑے انعام سے نوازے گا' اس بات کو ان کو بالکل اندازہ نہ تھا' اب جب ان کو مُورت حاصل ہوئی تو پہلے کا عِشق چار چند ہو گیا اور مُورت کے دِل میں جگہ بنانے میں کامیاب ٹھہرا۔

مُورت کو ولید اب بھی یاد آتا تھا' مگر اب وہ شہزادہ شہروز سے بے وفائی نہیں کر سکتی تھی۔

شہروز کی سچی محبت کسی کڑوی شے میں چاشنی کی مانند گھُلتی جا رہی تھی۔اور اب شہروز کو یقین تھا کہ وہ مُورت کو اپنے عشق میں اِتنا ڈبو دے گا کہ وہ آخر کار ساری کی ساری مُورت اس کی ہو جائے گی۔

شاہ زر کے واپس جانے پر راستے میں ہی شہزادہ ولید اس کو انتظار میں کھڑے نظر آئے اُس نے شہزادہ ولید کو سب بتا دیا۔اس نے شہنشاہ جہاں عالم کا سر کاٹ ڈالا اُس کے ساتھ کیسا گھناؤنا کھیل کھیلا گیا تھا اُس کو خبر تک نہ تھی اور جب اس نے جانا تو پانی سر سے اُوپر تک جا چُکا تھا۔

☆☆☆

ابھی تک یاد کر رہے ہو پاگل ہو تم قسم سے
اُس نے تو تیرے بعد بھی ہزاروں بھُلا دیئے

ولید کو جب اطلاع ملی کہ مُورت مر گئی تو وہ پاگل سے وہ گیا دماغ میں کُچھ نہ رہا رہا تو بس یہ کہ مُورت اس دُنیا سے چلی گئی اور اس کو تنہا کر گئی ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھائی تھیں تو جی تو نہ سکے مگر مر تو سکتے ہیں، مگر شہزادہ ولید کو پتہ نہ تھا کہ موت بھی اپنے وقتِ مقررہ پر ہی اپنا جال بچھاتی ہے۔اسی پاداش میں اس نے اپنے آپ کو

Downloaded from https://paksociety.com

انجان راستوں کا مُسافر بنالیا۔ خاک چھانتا پھرتا' دردر بھٹکتا چند ہی سالوں بعد وہ دور کرمانستان کی ریاست میں ایک پیڑ تلے بیٹھا تھا سر جھکائے مغموم سا۔

''بابا میرے لیے دُعا کیجئے، میری محبت مُجھے مل جائے۔۔'' ولید نے نظر اُٹھا کر دیکھا آنکھوں میں تو اب آنسوؤں کی رُمق بھی نظر نہیں آتی تھی یہ کملا بھی عشق کا مارا ہوا تھا۔

''جا پاگل محبت نہ کر رُسوا کردے گی تُجھے اگر محبت کرنی ہے تو اپنے رَب سے کر جو تُجھے وہ عطا کرے گا جو تُو چاہتا ہے ہماری بات مان ختم کر اس محبت کے چکر کو اُس رَب سے عشق میں کھو جا، تیرا وہ سب ہو جائے گا جو تُو چاہتا ہے مگر اپنی چاہت کو رَب کی چاہت سے آگے نہ کرنا' محبت ہر کسی کا نصیب نہیں ہوتی جو مقدّر والا اور سچے جذبات کا حامل ہوتا ہے محبت اس کی وہ جاتی ہے دِل میں گر زرا بھی خیال گزرے اور کھوٹ آئے تو وہ محبت نہیں سودا ہوتا ہے اور اگر سودے میں خِسارہ پڑ جائے تو ایسی ہی حالت ہوتی ہے جیسے کہ ہماری ہے۔۔۔''

یار کو ہم نے جا بجا دیکھا
کہیں ظاہر کہیں چھُپا دیکھا
کہیں وہ بادشاہ تخت نشیں
کہیں کا سا لئے گدا دیکھا

(انجام پزیر)

Downloaded from https://paksociety.com

☆اسلام اورعورت☆

تحریر:اروشمہ خان عروش۔بہاول پور

عورت ہر روپ ہر رشتے میں عزت'وقار'وفاداری'محبت وایثار کا پیکر سمجھی جاتی ہے انسان کسی بھی منصب اور حیثیت کا حامل ہو زندگی کے سفر میں کسی نہ کسی مرحلے پر کسی خاتون کا مرہون احسان ضرور ہوتا ہے اور ہو بھی کیوں نہ!روے زمین پر نوع انسانی کی بقاء کا سفر تنہا کسی ایک صنف کے دائرے اختیار سے باہر ہے لہذا اسلامک سوسائٹی ہو یا یورپین سوسائٹی خواتین کی اہمیت سے انکار کا تو جواز ہی پیدا نہیں ہوتا۔ہم ایسی کوئی سوسائٹی نہیں بنا سکتے جو تنہا مردوں پر مشتمل ہو اور جس میں عورت کی ضرورت نہ ہو دونوں ایک دوسرے کے یکساں محتاج ہوتے ہیں نہ عورت مرد سے مستثنیٰ ہے اور نہ مرد عورت سے بے نیاز عورت کی سعی و جہد میں جو خلا رہتا ہے اسے مرد پورا کرتا ہے اور مرد کی دوڈ دھوپ میں جو کمی ہوتی ہے اس نقص کو عورت پورا کرتی ہے حضرت آدم اور حضرت حوا کے علاوہ دنیا میں کوئی ایسا نفس نہیں آیا جسے ماں نے جنم نہ دیا ہو اگر ہمارے لیے ماں محترم ہے تو دنیا کی ہر عورت محترم ہونی چاہیے یوں بھی عورت کا احتصال اور اسے حقیر اور کمزور سمجھنا عہد جہالت کے شرمناک رواجوں میں سے ایک ہے اسلام نے ہی جدید ترقی یافتہ معاشرے کی بنیاد رکھی جہاں حقوق کو غضب کرنا'ظلم جبر'تکبر و طاقت کے بے جا استعمال کو ممنوع قرار دیا ہے بیٹیوں کی ولادت کو باعث شرم سمجھنا اور اس جیسے دیگر اطوار کی حوصلہ شکنی بھی کی انسان تو انسان بلکہ ہر جاندار کے حقوق متعین کیئے عورت کو ایسا باعزت مقام عطا کیا جو کہ رہتی دنیا تک ہمارے لیے مشعل راہ ہے نیز خواتین کو بھی انتہائی باوقار طرز حیات کی تعلیم دی ہم خواتین کو اپنا تشخص قائم کرنے اور اسے برقرار رکھنے کے لیے پہلا قدم خود ہی اٹھانا ہے معاشرہ مرد کا ہی سہی لیکن کیا کبھی یہ بھی ثابت کیا جا سکا کہ اس مرد کے معاشرے کی تشکیل کی ذمے داری میں کسی عورت کا عمل دخل نہیں رہا؟

نہیں ایسا ممکن ہی نہیں درحقیقت ابتدائے زندگی سے آج تک یہ اپنی شخصیت کے بھرپور احساس کے ساتھ ایکٹ کر رہی ہے یہ الگ بات ہے کہ کچھ مراحل پر اسے اپنی اہمیت کا احساس نہ رہا ہو اسلام جس اسلامی معاشرے کی تشکیل چاہتا ہے وہ خواتین کو چھوڑ کر ان کا ہاتھ تھامے بغیر ممکن نہیں جس کی گود سے ملک چلانے والے سیاست

Downloaded from https://paksociety.com

دان، نامور جرنیل، عادل جج اور ایمان دار تاجر حاصل ہوں تو ایسے گھوارے کو نظر انداز کیا ہی نہیں جا سکتا اسلام نے آج سے چودہ سو سال پہلے ہی عورتوں کی صلاحیت اور قوتوں سے استفادہ ہونے کے لیے صاف اور واضح احکامات کے ذریعے اس صنف نازک کے حقوق کا تعین بھی کیا اور اس کے دائرہ کار کی وضاحت بھی فرمادی۔

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

افسانہ☆موت کی آخری چاپ☆

تحریر:ہاجرہ عمران خان

وقت کے نزول سے پہلے،صدیوں اور قرنوں کی وقوع ہونے سے پہلے کی بات ہے.....ایک سلونی لڑکی تھی اور ایک سلونی شام تھی۔

دونوں اک دوجے کی ہمنوا.....،شام جو گہری ہوکر تاریک تر ہو جائے تو اداسی اس کا مقدر اور کبھی جو پونم کا ماہ روشن اس سلونی شام کے آسمان پر اپنی رعنائیوں سمیت جلوہ گر ہو تو اسے سوگوار حسن کی سوغات بخش دے.....

وہ بھی بالکل شام جیسی تھی شام ہی کی جیسی نمکین اور سوگوار حسن کی مالک.....،اس نے کب زندگی کو امیدوں کے رنگین دھاگوں سے باندھا تھا؟ گہری تاریکی اس کے پور پور سے جھانکتی تھی ایک حرف شکایت زباں پر لائے بغیر..... جو ہے جیسا ہے کی بنیاد پر اپنا چکی تھی،وہ شام کے پرندوں کے گھر چلے جانے کے بعد جیسی تھی اس کی قسمت کے آسمان پر سب پرندے پردیسی تھے،وہ شام کی طرح بھید بھری تھی جیسے شام تاریکی اوڑھ کر اترتی ہے .....آنکھوں پر باریک پردہ سا تن جاتا ہے،ہر منظر تشنہ کام سا رہ جاتا ہے.....شام جس کے بھیتر دکھ رہتے ہیں، جس کی آغوش دکھوں کی جنم بھومی سمجھی جاتی ہے، بے سکونی جس کے سائے میں سانس لیتی ہے ،وہ سب سے الگ تھی.....اسنے شام کا بھید پالیا تھا خود کو شام مان لیا تھا شام اس کی سانسوں میں بسی تھی.....اسے شام سے محبت تھی.....اسکے اور شام کے دکھ سانجھے تھے وہ اور شام ایک دوسرے میں گم رہتی تھیں.....سبزے سے ڈھکے پہاڑوں کے بیچ .....شفاف چاندی سے بہتے پانیوں سے پرے ٹوٹے پھوٹے راستوں کو عبور کر کے اس خودرو سبزے کے پاس اس کا چھوٹا سا گھر تھا جس کی چھت تکونی تھی اور جو خود سارا کا سارا لکڑی کا بنا ہوا تھا جہاں وہ اور اس کے بابا رہتے تھے،اس کے بابا گائیڈ تھے اور وہاں آنے والے اجنبیوں کو راستہ دکھایا کرتا تھے ، اس کی ماں کچھ سال پہلے جہان فانی سے کوچ کر گئیں ،تب سے اس نے سبزے سے،سرد ہوا سے، پہاڑوں سے اور خاص کر کے شام سے دوستی کر لی تھی،ہوش سنبھالتے ہی جو چیزیں اس نے اردگرد دیکھیں انہی سے اس کی دوستی ہوگئی،وہ اکثر اپنے سلونے سراپے کے بارے میں سوچتی "یہاں کی سب لڑکیاں تو دودھ کے رنگ جیسی دھودھیا

Downloaded from https://paksociety.com

ہیں پھر وہ ایسی کیوں ہے؟ آنگن میں اترتی شام کی پہلی چاپ جیسی .....؟

اسے صبح کے اجیالوں سے، سورج کی تیز روشنی اور چمکتی دھوپ سے کیا لینا دینا، وہ تو پیدا ہی اندھیاروں کی سوغات سمیٹنے کی خاطر ہوئی تھی.....اکیس برس تک اجیالوں سے منہ چھپائے.....تاریکی کا ہاتھ تھامے خوش باش جی رہی تھی.....جو چیز اس کے لیے تھی ہی نہیں تو وہ اس کا غم کیا مناتی، اسے ایسی ہی شام کے سنگ جیون بتانا تھا، یہی تاریکی اس کی سہیلی تھی اس کے سنگ ہی اسے رونا، ہنسنا تھا، جذبات جو اسے ستاتے تھے، رلاتے تھے، .....، اداس کرتے تھے وہ کب کی اپنے ان جذبوں پر خاک ڈال چکی تھی۔ مگر ایک چیز تقدیر بھی ہوتی ہے نہ؟ تقدیر کی جادوگرنی ایک روز اپنے جادو کے جھاڑو پر جہان فلک کی سیر کرتی ہوئی وہاں سے گزری.....سلونی کو دیکھا.....اول نگاہ حیران ہوئی اور تب اسے سلونی پر ہنسی آئی، وہ ہنسنے لگی اور ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہوگئی، سلونی تقدیر کے طنز کے نشتروں سے زخمی ہوتی رہی پھر سہم کر خود میں سمٹی، دامن بچا کر عبادتوں، ریاضتوں میں مصروف ہوگئی.....کل عالم سے بے خبر، ایک جذب اور وجد میں رب جہاں کی طرف مائل اور متوجہ ہوگئی.....، فضل و رحمت کی سوغاتیں دامن میں بھرتے ہوئے.....وہی اس کا چارہ گر تھا اور اسی کے دامن عافیت میں اس نے پناہ چاہی.....

قسمت کی جادوگرنی بھی ضدی اور ہٹ دھرم تھی کہ اس کے وار سے بڑے بڑے قسمت کے دھنی بھی نہیں بچ پائے، وہ تو پھر ایک نازک احساسات کی مالک لڑکی تھی.....یہ جادوگرنی جب تک بندہ خاکی سے زندگی کا خراج وصول نہ کر لے اسے چین نصیب نہیں ہوتا۔

.....پھر یوں ہوا کہ ایک شام جب ہوا سرد تھی ایک مہمان اس کے بابا کے ساتھ چلا آیا، وہ چاند جیسا تھا اور اس کا نام بھی چاند تھا شام سلونی سی لڑکی نے چودھویں کے چاند کو نظر بھر کر دیکھا تو دیکھتی ہی رہ گئی، اس کا اکیسواں سن تھا، چاندنی ہر سو بکھری تھی، زمین سے لیکر آسمان تک ہر شے نور کا لبادہ اوڑھ چکی تھی، ہوا مست خرام سی ایسے سج سج کر چل رہی تھی جیسے ذرا جو اپنی روش چھوڑی تو ارد گرد رچا سحر ٹوٹ جائے گا.....دھرتی کی ہر شے جیسے عالم دیوانگی میں چاندنی پر نگاہیں جمائے، خود وارفتگی کے سے عالم میں ہوش کھو دینے کے قریب تھی.....شام سلونی گہرے خواب سے جیسے چونک کر جاگی.....دم یوں گھٹا جا رہا تھا گویا جان کسی مٹی کے کچے خوشبودار

Downloaded from https://paksociety.com

گھڑے میں بند کر دی گئی ہو.....اپنی پناہ گاہ سے نکل کر کھلی چاندنی میں آ کر دم لیا اسے خبر نہیں تھی .....تقدیر کی دیوی اسے آزمانے کا فیصلہ کر چکی ہے.....پھر قسمت کا وار چلا،اس لمحے سلونی نے چاند کو دیکھا اور دیکھتی چلی گئی،چاند تو پہلے بھی اس کی تاریکیوں کو نگلنے اور اس کے وجود میں روشنیاں بھرنے آیا کرتا تھا مگر تب وہ کتنی انجان تھی اس بار جادوگرنی کی سازش رچی ہوئی تھی.....وہ چاند کی دیوانگی میں مبتلا ہو کر اس کی تمنائی بن بیٹھی.....جادوئی جھاڑو پر بیٹھی جادوگرنی کے قہقہوں سے جادونگری کی ہر چیز جھنجھنا اٹھی.....ہنسی کے بدن پر کپکپی طاری ہوگئی،ہوا،شاخیں،پتے،پرندے سب پر سکتہ طاری ہوگیا،ہوا نے چپ سادھ لی.....جادونگر کے ایک اک باسی کے رونگٹے کھڑے ہو گئے لیکن تماشا گر کیا چاہتا ہے صرف کھیل دیکھنا.....اسے تو بس دوسروں کی بے بسی کا حظ اٹھانا ہوتا ہے.....

شام سلونی کا وجود سکتہ زدہ ہوا،دل گھٹنوں کے بل گرا.....آنکھوں کے کٹورے نارسائی کے آنسوؤں سے بھیگ گئے،رب کے حضور فریاد کناں ہوئے.....وہ کہاں؟.....

میں کہاں؟.....خود سے نظر ملانا بھی مشکل.....کیسی فرمائش کر بیٹھی؟ خود کو دیکھ اور اپنی جرات دیکھ" خود کو ملامت کیا"تو ہی رہ گئی ہے کل جہاں میں چاند کی ہمراہی کیلئے؟ کائنات میں جا بجا بکھرا حسن دیکھ،مبہوت رہ جائے گی" ساکن تو وہ تب بھی رہ گئی تھی جب اس چاند جیسے کو دیکھا تھا....."وہ جی بھر کر شرمندہ ہوئی.....دل کے تقاضوں پر خود سے برہم ہوئی.....جذبے لہولہان ہوئے.....جتنا انکار کرتی.....خود کو چھپاتی.....دل بے اختیار ہوا جاتا.....تقدیر کے قہقہے اور سجل سلونی کے آنسو پھر جیسے روشنی کا وجود ظاہر ہوا.....صفحہء قرطاس پر ہر ہر سو پھیل گیا.....وہ جو خود تاریکی و اجیالوں کا خالق ہے،ہر 'لا' اس کے ' کن' کا محتاج ہے.....ایک پیامبر سفید پروں پر اترا چلا آیا جس نے سلونی کی اب تک کی تمام ریاضتیں اور عبادتیں اپنے کندھے پر لٹکے جھولے میں ڈالیں اور سفید پروں کے رتھ پر سوار ہو کر آسمانوں کی طرف رخت سفر باندھ لیا.....مگر جانے سے پہلے نہ جانے سلونی پر کیا پڑھ کر پھونک دیا کہ سلونا حسن دمک اٹھا.....ایک ایسی کشش پیدا ہوئی کہ چاند ایک بار پھر اس کے آنگن میں اترا سجل سلونی پر نظر پڑی تو نظر منجمد ہوگئی،سلونا حسن دیکھا تو سحر زدہ رہ گیا اس سحر میں شر نہیں تھا میٹھے بولوں کی شیرینی رچی تھی.....سلونی کو چاند عطا کیا گیا تھا.....تقدیر کے منہ پر چپ کا

Downloaded from https://paksociety.com

تالا پڑ گیا.....چاند نے سجل کا ہاتھ تھاما اس کے سلونے حسن میں کھو کر ہمیشہ ہمیشہ کے ساتھ کا عہد باندھ لیا

سلونی شام جو کبھی تاریک ہوتی تو چاند اسے حسن بخش دیتا.....چاند کو اندھیاروں کی مسیحائی

سونپی گئی تو اس نے بھی دن کے اجیالوں کو خیر باد کہہ دیا، چاند اور شام لازم وملزوم ٹھہرا دیے گئے

.....سلونی پھر سے اپنے دامن میں خیر بھرنے لگی، خیر میں ہی نجات تھی.....چاند شام پر نثار تھا، کبھی جو

چاند آسمان کی وسعتوں میں کہیں کھو جاتا تو کئی روز شام بے چین رہتی مگر پھر چاند لوٹ آتا.....چاند سجل سلونی

کے عشق میں مبتلا تھا.....اسکے نمکین حسن کی آغوش میں ہی سکوں پاتا.....دونوں ایک دوسرے میں

گم.....خوش باش جیتے چلے جا رہے تھے.....لیکن زندگی خوشیاں مانگنے والوں سے خوشی کا خراج وصول کر

کے ہی رہتی ہے.....اپریل کی ایک شام جب چاند اپنی شوخ مسکراہٹ سمیت افق کے مہیب پردوں میں کہیں گم

تھا، شام اداس اور گھمبیر تھی، سجل سلونی کا چاند بھی وادی سے اتر کر میدانوں کی طرف اترا تھا، سجل نے مغرب کے

بعد تاریک ہوتے آسمان اور اداس سی شام کی تنہائی کو شدت سے محسوس کیا، وہ نگاہیں شام پر ٹکائے، اس کے اور

اپنے دکھوں کی آبیاری کرنے لگی.....شام تم اور میں.....ہم دونوں ہی اپنے اپنے چاند کے بنا کتنی ادھوری، اداس

اور نامکمل سی ہیں، نہ معلوم یہ قدرت کی کوئی نامہربانی ہے یا.....کوئی مصلحت، نہ یہ ادھورا پن تکمیل پاتا ہے۔ نہ

درد رکتا ہے.....اداسی عمیق گہرائیاں جیسے دلدل بن کر مجھے خود میں جذب کرتی جا رہی ہوں نہ جانے چاند کب

لوٹے، اداسیوں کی عمر جانے کتنی طویل ہو سجل سوچتی رہی.....آنکھیں بھیگتی رہیں اور وہ ان دیکھے کرب کے

احساس میں گھر کر سلگتی رہی بچھڑنا ہے تو نہ بار بار مل مجھے، یہ ملنے اور بچھڑنے کے لمحے تو مجھے راکھ کر چھوڑیں گے

.....کیا دنیا میں کوئی ایسا بھی ہوگا جس کا دکھ سننے والا اور سمجھنے والا کوئی نہ ہو، جس کی ہمدم ایک بس شام ہوگی.....

وہ میری خوشیوں کی وجہ ہے

وہ میرے دکھوں کا مداوا ہے

وہ نہیں تو یہ جیون ایک سا ہے

ٹھہرا ہوا پانی جیسا، رکی ہوئی ہوا جیسا

بھاری پتھر جیسا، جو قرنوں سے اپنی جگہ سہما سا کھڑا ہے.....

Downloaded from https://paksociety.com

نہ جانے کیوں زندگی اس کے بغیر اتنی اداس اور ویران ہے

شام کے ساتھ ساتھ اس کی سوچ بھی تاریکی کا لبادہ پہنتی چلی گئی

"میں چاند کے بغیر کچھ نہیں، یہ حسن، یہ رعنائیاں، یہ دلربائیاں چاند ہی کی دین ہیں، اس لمحے کو جلی حروف سے لکھ لیا گیا.....شاید اسی لیے مایوسی کفر مانی جاتی ہے، کیونکہ انسان اس حالت میں ایسی باتیں سوچنے لگتا ہے جو حد ادب میں آتی ہیں لغزش اچانک سرزد ہوتی ہے لیکن اگر پکڑ میں آ جائے تو سب کچھ ملیامیٹ کر دیتی ہے .....بساط لپیٹ دی جاتی ہے.....تقدیر، ارادے.....زندگیاں سب خاک کے ڈھیر میں تبدیل ہو جاتا ہے، وہ بھی ڈھیر ہوئی تھی.....، اس لمحے کی سوچ کی لغزش اسے امتحان میں ڈال گئی تھی۔

انسان اپنی سوچ کا قیدی ہی تو ہے.....سو اگر لغزش نفس عمارہ کی تسکین بن جائے تو سزاؤں کے وقفے طویل تر ہو جاتے ہیں، وہ بھی سزا کی مستحق ٹھہری، محبتیں حد سے بڑھ جائیں اور ان کے بطن سے تشکر جھلکنے لگے تو عیب بن جاتی ہیں سجل سلونی نے بھی محبت، محبت کی دین سمجھ لی تھی، اس نے جیسے کچھ کھو دیا تھا، خطا کے شکار کو لمبے کرب جھیلنے پڑتے ہیں.....ایسی ہی اک شام جب چاند جوبن پر تھا.....سمندر کی لہریں اس کے عشق میں دیوانہ وار محو رقص تھیں.....شام سارے منظر سے لپٹی ہوئی تھی ایسے میں قسمت کی جادوگرنی بہکاوے کی صورت آ دھمکی وہی دیوی جو سانپ کی شکل میں

اماحوا کو بھٹکانے میں کامیاب ہوئی تھی.....وسوسہ بن کر چاند کو بہکانے آ پہنچی....." سجل سلونی کے تمام تر حسن کو جلا تیرے ہی وجود سے بخشی گئی ہے" اس ابہام نے چاند کو مغرور کر دیا.....اسنے تحقیر سے سلونی کو اپنے قریب بلا کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ایک زہر خند نشتر اس کی روح میں اتارا" تیرے حسن کی تمام تر وجہ میں ہوں.....میرا عشق نہ ہو تو تیرا حسن گہنا جائے".....سجل نے نظر انداز کیا مگر جتنا بھی جھٹلاتی .....اسکا دامن دکھ سے بھر جاتا، دل پر چوٹ لگی، دل ٹوٹ گیا.....شام سلونی کے من آنگن میں برسات سی اتر آئی.....آنکھوں سے بہنے والے آنسو قیامت خیز لال آندھی لائے.....کائنات کی ہر شے سہم گئی اور پناہ مانگنے لگی، زمین و آسمان کے درمیان ہر شے عتاب کا شکار ہو گئی.....بجلی کڑکی، بادل خوف زدہ سے دبا دبا غراتے رہے، درخت جڑوں سے اکھڑ اکھڑ کر گرنے لگے .....سفید پروں کے رتھ پر سوار پیامبر تیزی سے اترا

Downloaded from https://paksociety.com

.....اس کے پروں میں کئی سوال مخفی تھے" کیا ہوا؟،کس نے بہکایا؟ کس نے رلایا؟ کس کا دل ٹوٹا.....؟ سارا نظام ہستی کیسے الٹ پلٹ گیا؟ پیامبر کو سب سوالات کے جواب چاہیے تھے تب بروقت سلونی سنبھل گئی، آنکھیں خشک کیں اور سجدہ ریز ہوئی.....چاند سہم سا گیا.....آن کی آن میں حسن کیسے گہنا جاتا ہے؟ خوبصورتی کو کیسے گھن لگتا ہے؟ اس نے ابھی ابھی نظارہ کیا تھا.....وہ پشیمان سا ہو کر رہ گیا اور تب پہلی بار چاند کو گرہن لگا.....اسے معلوم تھا کہ اس کی خوبصورتی کا مالک کوئی اور ہے،اس کا وجود کسی اور کے دم سے چمک رہا ہے.....ہر ہر پل کا مالک تو کوئی اور ہے.....ایک اندیکھی ہستی.....جو ہر پل اور ہر ذرے کی مالک ہے،اس کے اپنے قاعدے اور قانون ہیں.....جو فطری اور مسلمہ ہیں

دنیوی نام نہاد قانون سے بہت اوپر اور الگ.....ایک ایسی ہستی جسکے لیے صبح کا اجالا اگر ضروری ہے تو تاریکی کا وجود بھی لازم و ملزوم.....ایک حقیقت دوسری حقیقت سے وابستہ.....ایک دوسرے کو مکمل کرتا ہے.....ایک دوسرے کی اہمیت اجاگر کرتا ہے.....چاند جس کا حسن مستعار تھا کسی کی بخشش اور مہربانی.....وہ شرمندہ احسان اور معافی کا خواستگار ہوا.....سلونی پر خود کی سوچ آشکار ہوئی تو گھٹنوں کے بل ہوئی، حامی بے کساں کی رحیمیت جاگی.....پھر وہ بھی اسی سلوک کے مستحق سمجھے گئے جو آدم اور حوا کے ساتھ برتا گیا تھا.....معاف کر دینے کا وعدہ جو کر رکھا ہے ہستی لافانی نے.....جو ازل سے لیکر ابد تک قائم دائم ہے.....پھر یوں ہوا کہ سجل سلونی شام اور اس کا محبتیں لٹاتا چاند موت کی آخری چاپ تک ساتھ رہے.....آخری سانس تک.....

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

ناول ☆بند قبا کھلنے لگی جاناں☆

قسط نمبر:5

مصنفہ:سعدیہ عابد

''تائی جان نے میری نظر بھی اتاری ہے وہ کہہ رہی تھیں میں بہت اچھی لگ رہی ہوں اور آج تو ممی اور شازمین بجو نے بھی میری تعریف کی ہے اسی لئے میں بھاگی بھاگی آپ کے پاس آئی ہوں۔''

''تمہیں اتنے لوگوں کی بات پر یقین نہیں تھا؟''

''یقین تو تھا،مگر آپ کی بات اور ہے،آپ مجھے کبھی مس گائیڈ نہیں کرتیں۔''اس کے لہجے میں زرمین کیلئے محبت اور مان ہی مان تھا۔

''تم سے یہ کہا تھا کہ تم یہاں آ کر جم جاؤ،نیچے سب انتظار کر رہے ہیں اور محترمہ یہاں کھڑی باتیں کر رہی ہیں۔''شازمین نے انٹری دی تھی۔

''وہ...سوری بجو!میں بھول ہی گئی تھی۔''

''آپی!ہال میں جانے کیلئے بس آپ کا ہی انتظار ہو رہا ہے اور پھپھو نے کہا ہے آپ بڑی سی چادر اوڑھ لیجئے گا۔''

''لیکن کیوں؟آپی نے تو میک اپ تک نہیں کیا ہے۔''زرمین نے زرد رنگ کے شلوار قمیض میں سبز اور زرد دوپٹہ سلیقے سے سر تک لیا ہوا تھا اور وہ محض پھولوں کا زیور پہنے ہوئی تھی اور دونوں ہاتھوں میں تھوڑی تھوڑی کانچ کی چوڑیاں پہن رکھی تھیں اس کے علاوہ ہر آرائش سے مبرا تھی۔

''آپی دلہن ہیں،ان پر کسی کی نظر نہیں پڑنی چاہئے۔''

''لیکن کیوں؟''

''او،پلیز جنین!یہ باتیں تمہاری سمجھ میں نہیں آئیں گی۔''

''کیوں...؟اب اتنی بھی کم دماغ نہیں ہوں۔''

''یہ باتیں چالاک لوگوں کے سمجھنے کی ہیں اور تم بہت معصوم ہو۔'' اس سے بحث کرنے سے پہلے ہی اس نے

Downloaded from https://paksociety.com

ہتھیار ڈال دیئے تھے، جہاں اس نے لڑنے کا ارادہ ترک کیا تھا وہیں زرمین مسکرادی تھی۔

☆☆☆

''یار! ہم رسم سے پہلے لڈی ڈال لیتے ہیں۔''

''نہیں، رسم کے بعد، ابھی تو ہم گانے گائیں گے کیوں مائدہ اپیا؟'' اس نے وہاں سے گزرتی ہوئی مائدہ کو اس طرح مخاطب کیا تھا جیسے وہ ان کی باتوں میں کب سے ساتھ دے رہی تھی جبکہ اسے تو یہ بھی نہیں پتہ تھا کہ بات کیا ہو رہی تھی۔

''مائدہ آپی کو کیا پتہ کہ ہم کیا بات کر رہے ہیں؟'' سحرش نے طنز کیا تھا۔

''مائدہ اپیا! ہم لوگ گانے کب گائیں گے؟''

''مما سے پوچھ کر بتاتی ہوں اور تم ذرا ارحم بھیا کو تو دیکھو، کہاں ہیں؟''

''ارحم بھیا ابھی نہیں آئے۔''

''وہ آ گئے ہیں، ان سے مما نے گجرے منگوائے تھے اسی لئے انہیں ڈھونڈ رہی ہوں۔'' مائدہ سے بات کرتے ہوئے حنین کی نگاہ انٹرینس پر کھڑے باتیں کرتے ارحم کے ساتھ اسجد پر پڑی تھی۔

''اوہ... آپ اسجد بھائی کی وجہ سے نہیں جا رہی ہیں نا؟''

''ایسی بات نہیں ہے، ارحم بھیا اشارے سے بلا رہے ہیں، پلیز تم چلی جاؤ۔''

''میں کیوں جاؤں؟''

''مت جاؤ، میں بھی نہیں جا رہی اور مما سے کہہ دوں گی ارحم بھیا ابھی تک نہیں آئے۔'' وہ کچھ چڑ کر کہتی اسٹیج کی جانب بڑھ گئی تھی اور وہ ہنستے ہوئے ارحم کی طرف بڑھنے لگی تھی کہ اپنی ہی دھن میں کسی سے ٹکرا گئی تھی اور مقابل کی نگاہ اس پر اٹھی تو اٹھی کی اٹھی رہ گئی۔ ماہ کنعان مبہوت سا کھڑا اس حسن کے پیکر کو نگاہوں کے راستے دل میں اتار رہا تھا۔

''دیکھ کر نہیں چل سکتے؟ میرا تو سر گھوم کر رہ گیا؟ آپ انسان ہیں یا پتھر؟'' اس کا ماتھا ماہ کنعان کے سینے سے ٹکرایا تھا؟ جسے سہلاتے ہوئے اس کی آنکھوں میں موتی چمکنے لگے تھے اور اس نے نگاہ اٹھا کر لانبے چوڑے ماہ کنعان کو

Downloaded from https://paksociety.com

دیکھا تھا، جس کی نگاہ اُسی پر جمی ہوئی تھی۔

''حنین! تم ٹھیک تو ہو؟'' ارحم نے یہ سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ آواز پر جیسے وہ حال میں لوٹ آیا تھا۔

''ہاں... نہیں، ارحم بھیا! میرا سر بری طرح گھوم رہا ہے، یہ دیکھ کر نہیں چل سکتے تھے؟'' وہ دونوں ہاتھوں میں سر تھام گئی تھی۔

''آئی ایم سوری، بٹ شاید غلطی میری نہیں تھی۔''

''آپ کی ہی ساری غلطی ہے، آنکھیں بند کر کے چل رہے تھے۔''

''حنین! میں نے خود دیکھا ہے، غلطی تمہاری تھی، یہ تم سے نہیں تم ان سے ٹکرائی تھیں اس لئے سوری کرو۔''

''اٹس اوکے سوری کی ضرورت نہیں ہے۔'' ماہ کنعان نے سنجیدگی سے ارحم کی بات قطع کی تھی اور ''ایکسکیوزمی'' کہتا آگے بڑھا تھا کہ کسی نے اسے پکار لیا تھا۔

''واٹ آ پلیزنٹ سرپرائز!'' فیصل اس سے بغل گیر ہوتا ہوا ہاتھ تھامے بولا تھا۔

''کیوں میرے آنے کی توقع نہیں تھی؟''

''سچ بولوں تو ایک فیصد بھی یقین نہیں تھا کہ تو آئے گا۔''

''چل دیکھ لے میں تیرے یقین پر پورا نہ اترتے ہوئے چلا آیا۔'' ان دونوں نے ایک ساتھ قہقہہ لگایا تھا حنین تو حنین۔ ارحم بھی حیران رہ گیا تھا کیونکہ ان لوگوں نے فیصل کو شاذونادر ہی مسکراتے دیکھا تھا اور کہاں وہ کھل کر ہنس رہا تھا۔

''ارحم بھیا! سورج آج مغرب سے نکلا ہے کیا؟ فیصل بھیا... اور ہنس رہے ہیں، امیزنگ!'' اس کی آواز میں حیرت ہی حیرت تھی۔

''آرام سے بولو وہ سن بھی سکتا ہے۔'' ارحم نے اسے ڈپٹا تھا جبکہ وہ دونوں ان کی جانب متوجہ ہو گئے تھے کیونکہ اس کی آواز اتنی بلند تھی کہ کچھ فاصلے پر موجود ان دونوں تک خود بخود ہی پہنچ گئی تھی۔

''آج تو نئے نئے انکشاف ہو رہے ہیں، میں تو سمجھتی تھی فیصل بھیا نہ ہنس سکتے ہیں اور نہ ہی سن...!'' وہ اس کو اپنے عین سامنے دیکھ کر ہونٹ دانتوں تلے دبا گئی تھی اور بے اختیاری میں اتنی تیزی سے ہوا تھا کہ وہ سی کر کے رہ

Downloaded from https://paksociety.com

گئی تھی۔

''ارحم بھائی !اس سے ملئے ،یہ ہے میرا دوست ماہ کنعان اور کنعان یہ ارحم بھیا ہیں ،مما کی فرینڈ کے بیٹے اور فضیل بھائی کے بیسٹ فرینڈ اور میرے لئے بالکل فضیل بھائی جیسے۔'' فیصل کے تعارف کروانے پر ان دونوں نے مصافحہ کیا تھا۔

''اور یہ حنین ہے،ارحم بھائی کی کزن سسٹر اور سحرش کی بیسٹ فرینڈ۔''وہ اب کے حنین کا تعارف کروا رہا تھا۔

''نائس ٹو میٹ یو مس حنین !''وہ ہلکے سے مسکرایا تھا۔

''مجھے فارمیلیٹیز نہیں آتیں، مجھے آپ سے مل کر بالکل خوشی نہیں ہوئی اور میں جھوٹ نہیں کہہ سکتی نائس ٹو میٹ یو مسٹر ماہ کنعان !''وہ لفظوں کو چبا چبا کر کہتی کسی کو دیکھے بغیر آگے بڑھ گئی تھی۔

''آئی ایم سوری کنعان !تھوڑی دیر پہلے جو ہوا وہ اس کی وجہ سے...!''

''اٹس او کے مسٹر ارحم !''ماہ کنعان کا انداز نہایت فارمل تھا جبکہ فیصل کو اس پر شدید غصہ آ رہا تھا جس کو ارحم محسوس کرتا ایکسکیوز کر کے حنین کے پیچھے لپکا تھا۔

''حنین ! کیا ضرورت تھی وہ سب بکواس کرنے کی؟''

''وہ مجھے اچھے نہیں لگے تو کہہ دیا۔''

''مگر وہ تمہیں اچھا کیوں نہیں لگا ؟''

''وہ مجھ سے ٹکرائے میرا سر ابھی تک ہلکے ہلکے گھوم رہا ہے۔''

''غلطی کنعان کی نہیں تمہاری تھی تم اندھا دھند چل رہی تھیں۔''

''آپ مجھے ڈانٹ رہے ہیں؟''

''نہیں میری یہ مجال کہ میں تمہیں ڈانٹوں۔''اسے رونے کو پر تولتے دیکھ کر وہ قدرے خفگی سے کہتا آگے بڑھ گیا تھا جبھی اسے شازمین بلانے چلی آئی تھی۔

''کہاں تھیں تم اتنی دیر سے؟ پھپھو کہہ رہی ہیں سنگینگ مقابلہ کرنا ہے تو ٹھیک ورنہ رسم شروع کر رہے ہیں۔''

''کیا...رسم شروع کر رہے ہیں میرے بغیر؟''وہ چیخی تھی اور کتنے ہی لوگ متوجہ ہو گئے تھے۔

Downloaded from https://paksociety.com

''پاگل!چیخو تو مت۔''شازمین نے اسے ڈپٹا تھا۔

''اور یہ تمہاری بندیا کہاں گرگئی۔''جیسے ہی نظر پڑی تھی شازمین نے اس کی توجہ اس جانب دلائی تھی ورنہ تو اسے پتہ ہی نہیں تھا کہ اس کی بندیا کہیں گرگئی ہے۔

''یہ یقیناً اس سے ٹکراتے وقت ہی گری ہوگی۔''

''تم کس سے ٹکرا گئی تھیں؟''

''فیصل بھیا کا کوئی دوست ہے،ماہ کنعان،اندھوں کی طرح چل رہا تھا،میرا سر اس کے سینے سے ٹکرا گیا تھا،جبھی گری ہوگی میں دیکھ کر آتی ہوں۔''وہ اپنی غلطی اس کے سر ڈال جلدی جلدی کہتی پلٹنے لگی تھی مگر شازمین اسے روک گئی تھی۔

''دیر ہورہی ہے حنین!ابھی بہت سے کام کرنے رہتے ہیں اگر تم نے یوں ہی وقت ضائع کیا تو گانوں کا مقابلہ نہیں ہوسکے گا اور رسم شروع ہوجائے گی جبکہ تم نے ابھی لڈی بھی ڈالنی ہوگی۔''شازمین کے کہنے پر وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے ساتھ اسٹیج کی جانب بڑھ گئی تھی۔

''یار!میں بہت آکورڈ فیل کررہا ہوں یہ خالص تمہارا گھریلو فنکشن ہے مجھے نہیں آنا چاہئے تھا۔''

''اب میری مہندی کا فنکشن بزنس پارٹی کی طرح فارمل نہیں ہوسکتا تھا اور زیادہ ہنگامہ اس لئے ہے کہ فضیل بھائی کی بھی آج ہی مہندی ہے۔''

''تمہاری ہونے والی مسز اور بھابی کیا دونوں بہنیں ہیں؟مجھے یاد ہے تمہاری تو سمیرا سے...!''

''ارے نہیں یار میری شادی سمیرا سے ہی ہورہی ہے۔''

''تو پھر ایک ساتھ مہندی کا فنکشن...؟''

''ہاں لمبی کہانی ہے کبھی فرصت میں سناؤں گا تو بتا لاج کو ساتھ کیوں نہیں لایا؟''

''لاج کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی،ممکن ہوسکا تو کل ساتھ لے آؤں گا۔''

''تھینک گاڈ!کہ تم کل آرہے ہو ورنہ تو میں سمجھا تھا کہ تم کل نہیں آؤ گے۔''

''تو میرا دوست ہے اور دوست کی زندگی کے اتنے بڑے دن میں نہ آؤں،اب اتنا بھی بے مروت نہیں ہوں۔''

Downloaded from https://paksociety.com

ماہ کنعان نے کچھ خفگی دکھائی تھی فیصل نے مسکراتے ہوئے ہاتھ کا مکا سا بنا کر اس کے سینے پر ہلکے سے مارا تھا اور جبھی اس کے ہاتھ میں کچھ چبھ سا گیا تھا۔

" کیا یار! سینے میں سوئیاں چبھو کر گھر سے نکلا ہے؟" کہتے ہوئے اس کی نگاہ شرٹ کے بٹن کے ساتھ الجھی ہوئی گولڈن چین پر پڑی تھی ہاتھ بڑھا کر نکالا تھا اور ہاتھ میں خوبصورت سی بندیا آ گئی تھی۔

"یہ یقیناً ان ہی خاتون کی ہے جو مجھ سے ٹکرا گئی تھیں۔" اس کے دیکھنے پر وہ جلدی سے بولا تھا کہ کہیں کہ کہیں وہ کچھ ایسا ویسا نہ سوچ لے۔

"خدا کو مان یار! وہ لڑکی تجھے خاتون نظر آ رہی تھی؟"

"پلیز فیصل! چینج دا ٹاپک۔" وہ قدرے بے زاری سے بولا تھا اور فیصل کے سیل فون پر فضیل کا میسج آیا تھا کہ وہ اسٹیج کی طرف آ جائے اس لئے وہ ماہ کنعان کو لئے وہیں چلا آیا تھا جہاں سمیرا اور زرمین گھونگھٹ ڈالے بیٹھی تھیں اور ان سے فاصلے پر ایک جانب لڑکیاں اور دوسری جانب لڑکے براجمان تھے فضیل نے ماہ کنعان سے مصافحہ کیا تھا اور فیاض صاحب سے ملنے کے بعد وہ فیصل کے برابر ہی بیٹھ گیا تھا۔ لڑکے اور لڑکیاں بھی اپنی اپنی نشستیں سنبھال چکے تھے نوجوان پارٹی کے ساتھ بڑے بھی براجمان تھے پھر دونوں ٹیموں کے درمیان گانے کا مقابلہ شروع ہوا، کنعان نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تھا اور نظریں غصے سے گھورتی حنین پر ٹھہر گئی تھیں جو اس کے دیکھنے پر گڑبڑا کر نگاہ کا زاویہ بدل گئی تھی اس کے لبوں پر مسکان مچل اٹھی تھی مگر دوسرے ہی پل رنگ ٹون نے توجہ کیا سمیٹی تھی اس کی مسکراہٹ بھی سمٹ گئی تھی۔

"میں ابھی آتا ہوں کال آ رہی ہے۔" وہ جیب سے موبائل نکالتا ہوا بولا تھا اور شور ہنگامے سے ذرا پرسکون جگہ پر چلا گیا تھا۔

"فریدہ! میرا خیال ہے اب رسم کر لینی چاہئے۔" راشدہ نے ہال میں سے اٹھ کر آ کر نوید عالم کے کہنے پر سلسلہ موسیقی موقوف کروا دیا تھا اور فریدہ سے رسم شروع کرنے کا کہا تھا لیکن ان دونوں نے رسم سے پہلے لڈی ڈالنے کی ضد کی تھی جو مان لی گئی تھی کہ فریدہ بچیوں کی خوشی کو ماند نہیں پڑنے دینا چاہتی تھیں۔ ان دونوں نے لڈی ڈالنے کیلئے اپنی اپنی پوزیشن سنبھال لی تھی اور ان کے ایک اشارے پر گانا شروع ہو گیا تھا۔

Downloaded from https://paksociety.com

ماہ کنعان آفیشل کال کر کے جب لوٹا تھا تو ساکت رہ گیا تھا اس کی نگاہ نے حنین کے خوبصورت چہرے سے ہٹنے سے انکار کر دیا تھا وہ دھیمے دھیمے مسکاتی ،دھیرے دھیرے گھومتی ،آگے پیچھے جاتی ،ہاتھوں میں موجود اسٹک کو جنبش دیتی حنین کو ٹک ٹکی باندھے دیکھ رہا تھا،اس کا دل تھا کہ اس کی شرمیلی مسکراہٹ ،لہراتی چوٹی ، ہلتے آویزوں اور شرارتی نینوں میں اٹک اٹک سا جا رہا تھا،وہ نظر چراتا تو بھی کہاں تک؟اس کی سیاہ نگاہیں اس ساحرہ کے سحر میں جکڑتی جا رہی تھیں ۔

گانا تو چل رہا تھا مگر یکدم ہی حنین اسٹیپ بھول گئی تھی،سحرش اسے اشارے کر رہی تھی ،مگر اسے بالکل یاد نہیں آ رہا تھا وہ ایک دم اسٹل کھڑی ہو گئی تھی اور بس ہنسے جا رہی تھی ۔

''میں بھول گئی ہوں،آگے کیا کروں؟''وہ بری طرح ہنستے ہوئے بولی تھی وہ اسے غصے سے گھورنے لگی تھی ہال تالیوں سے گونج اٹھا تھا اور وہ شرمندہ نظر آنے لگی تھی ،مگر حنین کاندھے اچکا کر وہیں کھڑی رہی تھیں فریدہ نے ہی آگے بڑھ کر سحرش کو کاندھے سے لگایا تھا کیونکہ وہ روہانسی ہو رہی تھی ۔

''زبردست بھئی !تم دونوں نے تو کمال کر دیا۔''

''آنٹی !اتنی پریکٹس کی تھی ہم نے اور یہ بھول گئی میں اشارے بھی کر رہی تھی کہ جیسے میں کر رہی ہوں ویسے کر لو،مگر یہ تو ہنسے جا رہی تھی ۔''سحرش کو بہت غصہ آ رہا تھا۔

'یار!سوری ،بٹ جب میں کرتے کرتے اسٹیپ بھول گئی تو میری ہنسی چھوٹ گئی اور میں اپنی ہنسی بالکل کنٹرول نہیں کر سکی ویری سوری ۔''ہنستے ہنستے اس کا چہرہ لہو رنگ ہو گیا تھا اور آنکھوں میں موتی چمک آئے تھے اور فریدہ ان دونوں کو لئے اسٹیج کی جانب بڑھ گئی تھیں اور ماہ کنعان ایک سانس بھر کر رہ گیا تھا۔

''تو جناب ماہ کنعان! آج آپ پر حسن کا جادو چل ہی گیا اور آپ بے دل ہو گئے ۔''اندر سے آواز آئی تھی اور وہ سر جھٹکتا آواز کو اگنور کرتا فیصل کی جانب بڑھ گیا تھا، جہاں اس کی رسم حنا چل رہی تھی ،ہنسی مذاق ،شور شرابے اور ہنگامے کے ساتھ خوشگوار ماحول میں رسم حنا اختتام کو پہنچی تھی ۔

☆☆☆

''شاز!بہت پیاری لگ رہی ہو۔''راحم اسے پرشوق نگاہوں سے تک رہا تھا۔

Downloaded from https://paksociety.com

''کیا مطلب... صرف پیاری لگ رہی ہوں؟ میں پیاری ہوں نہیں۔''

''تم کیا کچھ ہو، میرے اس دل سے پوچھ کے دیکھو۔'' اس کی شرارت سمجھتے ہوئے بھی وہ نہایت شرارت سے کہتا اس کا ہاتھ تھام کر سینے پر دائیں جانب لگا گیا تھا اور وہ بری طرح گھبرا گئی تھی۔

''یہ کیا کر رہے ہیں راحم! کوئی دیکھ لے گا۔'' وہ ہاتھ چھڑا رہی تھی، مگر وہ اور زیادہ اس کے ہاتھ پر گرفت کرتا اس کے نزدیک بڑھ رہا تھا اور وہ پیچھے ہوتے ہوتے دیوار سے جا ٹکرائی تھی ڈر کے مارے چیخ بلند ہوتی کہ وہ اس کے منہ پر اپنی چوڑی ہتھیلی جما گیا تھا۔

''اب بتانا شروع کروں کہ تم کتنی پیاری اچھی خوبصورت اور ساحرہ ہو کہ بری طرح مجھے اپنے سحر میں جکڑ چکی ہو۔'' وہ وارفتگی سے کہتا اس کا دل دھڑکا گیا تھا وہ اس کے چہرے پر جھکا ہی تھا کہ دروازہ بری طرح دھکیل کر کوئی بولتا ہوا کمرے میں داخل ہوا تھا اور وہ اس کی کلائی چھوڑ جلدی سے فاصلہ قائم کر گیا تھا۔

''آپ... شازمین بجو کے روم میں کیا کر رہے ہیں؟'' حنین اس کو دیکھ کر متحیر تھی۔ وہ خود کو سنبھال چکا تھا مگر شازمین خود کو کنٹرول نہ کر سکی تھی اور نگاہیں تھیں کہ زمین پر گڑی ہوئی تھیں وہ تو یہ سوچ کر ہی پسینہ پسینہ ہو رہی تھی کہ حنین کی جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ اس کے بارے میں کیا رائے قائم کرتا؟

''اوہ... سمجھی چوری چھپے ملنے آئے تھے نا، جیسے فلموں میں ہیرو، ہیروئن سے ملنے آتا ہے۔'' اس نے قیاس آرائی کی تھی۔

''اور تھوڑی ہی دیر میں ولن کی انٹری ہو جاتی ہے۔'' وہ پہلے تو کچھ سمجھی نہیں مگر جیسے ہی راحم کی بات سمجھ آئی تھی وہ اس پر چڑھ دوڑی تھی۔

''راحم بھیا! آپ مجھے ولن کہہ رہے ہیں؟ دیکھئے اب میں کیا کرتی ہوں، پورا ولن کا رول پلے کروں گی، سب کو جا کر بتاؤں گی کہ آپ بجو کے روم میں ان کا ہاتھ پکڑے کھڑے تھے۔'' حنین کا جتاتا ہوا لہجہ شازمین کو سن کر گیا تھا۔

''یار! مذاق کر رہا تھا میں اور تم نیچے جا کر بے شک سب کے سامنے کہہ دو مجھے تو ممانی جان نے شازمین کو بلانے بھیجا تھا۔''

''بلانے بھیجا تھا ہاتھ پکڑنے کیلئے تو نہیں۔''

Downloaded from https://paksociety.com

''کیوں مرواؤ گی حنین! میری اچھی بہن نہیں ہو کسی سے...!''

''کچھ نہیں کہوں گی میں تو بس آپ کو ڈرا رہی تھی، ولن کہا تھا نا آپ نے صرف اس لئے۔'' وہ ان دونوں کی جان نکالنے میں کوئی کسر نہ چھوڑتے ہوئے مزے سے ہنس رہی تھی۔

''آپ نے مجھے یہ بھی بھلا دیا کہ بجو کے پاس کس کام سے آئی تھی۔'' وہ کمرے میں جیسے آئی تھی ویسے ہی چلی گئی تھی۔

''شاز...!''

''بات نہ کریں مجھ سے اور پلیز جائیں یہاں سے۔''

''اچھا اب روؤ تو نہیں، میں صرف تمہیں تنگ کر رہا تھا۔''

''آپ نے سوچا ہے حنین کی جگہ کوئی اور ہوتا تو کیا ہوتا؟''

''کچھ نہیں ہوتا، تم رونا بند کرو، اتنی اچھی لگ رہی ہو کیوں آنسوؤں سے میک اپ کو دھو دینا چاہتی ہو؟'' اس نے آنسو صاف کرنے کو ہاتھ بڑھایا تھا جسے جھٹکتی وہ اسے گھورتے ہوئے خود ہی کمرے سے نکل گئی تھی۔

☆☆☆

وہ سب انٹرینس پر گلاب کی پتیوں سے بھری پلیٹیں تھامے کھڑی تھیں، جیسے ہی دولہا والے آئے تھے وہ الرٹ ہو گئی تھیں، آگے آگے چلتے دولہوں کے ساتھ ان کے دوست اور پیچھے گھر کے افراد کے ساتھ دیگر اقارب ہال میں انٹر ہونے لگے تھے اور وہ پتیاں نچھاور کرتیں ان آنے والے مہمانوں کا استقبال کر رہی تھیں۔

''ارحم بھیا! آپ دولہا کے دوست بن کر آئے ہیں، اپنی خیر منائیے گا۔''

''کیوں بھئی! دولہا کے دوستوں کے ساتھ تم لوگ کون سی تخریب کاری کرنے کا پلان بنائے بیٹھی ہو؟'' وہ شرارت سے حنین کو دیکھتا ہوا بولا تھا۔

''وہ تو بعد میں ہی پتہ چلے گا، کیوں شازمین بجو؟'' اس نے ہنستے ہوئے سامنے کھڑی شازمین کی حامی چاہی تھی اور وہ محض مسکرا دی تھی اور اس کا یہ مسکراتا روپ راحم کے کیمرے میں مقید ہو گیا تھا، فلیش کی روشنی پڑنے پر اس نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تھا اور راحم کے اسمائل پاس کرنے پر منہ پھیر کر کھڑی ہو گئی تھی، جو اس بات کا اظہار تھا کہ وہ اس

Downloaded from https://paksociety.com

سے کچھ خفا ہے، فیصل کے ساتھ کھڑے ماہ کنعان نے ایک نظر اس پر ڈالی تھی اور جو پلٹ کر آنے میں کافی وقت لگا گئی تھی۔ پنک کلر کے شرارے سوٹ میں سلور جیولری، لائٹ پنک میک اپ کئے میچنگ چوڑیاں کلائیوں میں سجائے وہ مسکراتے ہوئے ارحم الحسن کو دیکھ رہی تھی، اس نے ماہ کنعان کو آتے ہوئے دیکھا تھا مگر وہ اسے نظر انداز کر گئی تھی۔ اس کے ایک ہاتھ میں پلیٹ تھی اور دوسرے ہاتھ سے پتیاں نچھاور کر رہی تھی، اس نے مٹھی میں پتیاں بھری تھیں، ڈالنے کو ہاتھ بلند کیا تھا اس کی تصویر لینے کیلئے راحم نے اسے مخاطب کیا تھا وہ اس کی جانب متوجہ ہوئی تھی اور ہاتھ یونہی اٹھا کا اٹھا رہ گیا تھا، ماہ کنعان آگے بڑھا تھا اور اس کا ہاتھ اس کے سینے سے ٹکرا گیا تھا، اس کی مٹھی کھلی تھی اور پتیاں اس کے قدموں میں جا گری تھیں، ٹکر اتنی زور سے ہوئی تھی کہ اس کی کتنی ہی چوڑیاں ٹوٹ کر ماہ کنعان کے قدموں میں ڈھیر ہو گئی تھیں، دوسرے ہاتھ میں موجود کانچ کی پلیٹ اس کے ہاتھ سے یکبارگی چھوٹی تھی اور اس کے پاؤں پر آ گری تھی، اس کی چیخ بہت بے ساختہ تھی۔

''ممی...!'' سب ہی اسے پریشانی سے دیکھنے لگے تھے۔

''آر یو اوکے؟'' ارحم فضیل کے پہلو سے نکل کر اس تک پہنچا تھا۔

''میں... میرا پاؤں... ارحم بھیا! بہت تکلیف ہو رہی ہے۔'' وہ ضبط کرتے ہوئے بولی تھی، ارحم اس کا بازو تھامے اسے بھیڑ سے نکال کر کرسی تک لایا تھا اور قدرے جھک کر اس کے پاؤں کا جائزہ لینے لگا تھا، سلور نازک سی چپل میں مقید اس کے نازک پیر سے کانچ کا کوئی ٹکڑا چبھ جانے کے باعث لہو رس رہا تھا۔

''مامی! میں حنین کو ہاسپٹل لے جاتا ہوں۔''

''اس کی ضرورت نہیں ہے بھیا! میں نے فرسٹ ایڈ باکس منگوایا ہے، بینڈیج ہی تو کرنی ہے۔'' راحم بولا تھا جبھی ویٹر فرسٹ ایڈ باکس لئے چلا آیا تھا۔

''حنین! رونہیں ابھی میں بینڈیج کر دیتا ہوں۔'' ارحم نے کہتے ہوئے اسے سہارا دے کر ٹیبل پر بٹھایا تھا اور خود کرسی پر بیٹھ کر بینڈیج کرنے لگا تھا۔

''حنین! بس چپ کر جاؤ سارا کاجل پھیل گیا ہے۔'' سب ہی متفکر سے وہیں کھڑے تھے فریدہ نے بمشکل اسے پانی پلا کر چپ کروایا تھا اور بیٹے سے بولی تھیں۔

Downloaded from https://paksociety.com

''ارحم !تم سب کو لے کر اندر جاؤ، اتنا سیریس میٹر نہیں ہے۔''

'' پھپھو! مجھے گھر جانا ہے۔''

''حنین! کیسی باتیں کر رہی ہو بیٹا!'' ساجدہ نے اس کا بازو تھاما تھا۔

''ممی! مجھے ابھی گھر جانا ہے۔'' وہ ضدی لہجے میں بولی تھی۔

''میں ایسا کرتا ہوں حنین کو گھر چھوڑ آتا ہوں، زرمین صرف اس سے ناراض ہی تو ہوگی کہ یہ اس کی شادی اٹینڈ کئے بغیر چلی گئی، چلو آؤ حنین۔''

''ارحم بھیا! میں خود کب ایسے جانا چاہتی ہوں زرمین آپی کو تو میں ناراض کر ہی نہیں سکتی، بٹ مجھ سے کھڑا نہیں ہوا جا رہا بہت تکلیف ہو رہی ہے۔''

''حنین بیٹا! ہم سب ہیں نا تمہارا خیال رکھنے کیلئے اور تم کھڑی مت رہنا تم اپنی زرمین آپی کے ساتھ بیٹھ جانا او کے !'' راشدہ نے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے پیار سے کہا تھا۔

''او کے، آپ سب لوگ جائیں میں کچھ دیر میں آجاؤں گی۔'' وہ زبردستی مسکرائی تھی ماہ کنعان، فیصل کے ساتھ اسٹیج کی جانب چلا گیا تھا، مگر اس کی ساری توجہ یہیں مرکوز تھی، وہ اتنی دور سے بھی اسے روتے ہوئے دیکھ سکتا تھا۔

'' آپ سب جائیں، میں تھوڑی دیر میں اسے لے کر آجاؤں گی۔'' شازمین کے کہنے پر وہ سب آگے بڑھ گئے تھے، سحرش کے ساتھ راحم بھی وہیں رک گیا تھا۔

''یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے نہ میں تمہیں تصویر کھینچنے کیلئے مخاطب کرتا نہ ہی یہ سب کچھ ہوتا۔'' راحم نے اس کے برابر والی چیئر گھسیٹی تھی۔

'' آپ کا قصور نہیں ہے راحم بھیا! ساری غلطی فیصل بھیا کے دوست کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اتنی بڑی بڑی آنکھیں دے رکھی ہیں انہیں، مگر ان کا استعمال نہیں کرتے، کل مجھ سے ایسے ٹکرائے کہ میرا سر گھوم کر رہ گیا اور میری بندیا بھی گم ہوگئی اور آج میرا پاؤں زخمی کیا اور میری ساری چوڑیاں ٹوٹ گئیں۔'' ڈھیر ساری چوڑیوں میں سے چند ایک ہی بچی تھیں۔

''حنین! تمہارے ہاتھ سے تو خون نکل رہا ہے۔'' شازمین کی نظر اس کی کلائی پر پڑی تھی، ٹوٹی چوڑیوں کے کانچ

Downloaded from https://paksociety.com

اس کی کلائی میں جگہ جگہ کھب سے گئے تھے۔

''ہاں، میرا ہاتھ اس فولاد کے آدمی سے ٹکرایا تھا۔'' اس کے منہ بنا کر کہنے پر وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرا دیئے تھے۔

شازمین نے بڑی احتیاط سے چوڑیاں اتاری تھیں اور راحم نے اس کی کلائی کی بینڈ یج کر دی تھی۔

☆☆☆

''زرمین آپی! کتنی پیاری لگ رہی ہیں، ہیں نا سحرش!'' اپنا خیال ظاہر کر کے اس کی رائے پوچھی تھی۔

''ہاں بھئی! آخر بھابی کس کی ہیں۔''

''تم بہت لکی ہو سحرش! کہ زرمین آپی تمہاری بھابی بن گئی ہیں، آفٹر آل میری آپی دنیا کی بیسٹ آپی ہیں دیکھنا یہ تمہارا بھی کتنا خیال رکھیں گی شی از ویری کیئرنگ۔'' حنین کے لہجے و انداز میں زرمین کیلئے اپنائیت اور محبت ہی محبت تھی۔ سرخ عروسی جوڑے میں روایتی دولہنوں کی طرح سولہ سنگھار کئے وہ بہت اچھی لگ رہی تھی۔

''آپ کی آپی ہمارا خیال رکھیں گی تو ہی ہم کہہ سکیں گے کہ شی از ویری کیئرنگ۔'' فضیل کے انداز میں شگفتگی و شرارت تھی۔

''کیوں نہیں فضیل بھیا! آپی تو سب کا ہی بہت خیال رکھتی ہیں، دیکھئے گا آپ کا بھی کتنا خیال رکھیں گی۔''

''آپ سفارش کر دو تو زیادہ رکھیں گی۔''

''آپی جعلی کاموں کے بہت خلاف ہیں، انسان میں کوالٹی ہونی چاہئے، جیسے کہ میں، گھر میں آپی سب سے زیادہ میری پرواہ کرتی ہیں اور مجھے ہی سب سے زیادہ چاہتی ہیں۔'' یہ سب کہتے ہوئے فخر سا اس کے چہرے پر در آیا تھا۔

'آپ کی آپی کی چاہتوں کی لسٹ میں میرا نام ہے یا...!'' فضیل نے گردن ذرا سی ترچھی کر کے زرمین کو دیکھا تھا اور جان کر بات ادھوری چھوڑ دی تھی۔

''آئی ڈونٹ نو، میں نے کبھی پوچھا نہیں۔'' اس نے بے نیازی سے کاندھے اچکا دیئے تھے۔

''شرافت سے بیٹھ جاؤ اولڈ پارٹی یہیں آ رہی ہے، کیوں اپنا اچھا خاصا امیج خراب کرنے پر تلے ہو؟'' ارحم نے

Downloaded from https://paksociety.com

مصنوعی خفگی دکھائی تھی، حنین وسحرش ہنسنے لگی تھیں فریدہ اور راشدہ ہاتھوں میں سہرے لئے اسٹیج پر چڑھ گئی تھیں اور سات سہاگنوں کو دونوں سہرے باری باری لگانے لگی تھیں۔

''اٹس امیزنگ پھپھو! یہ میرے بھی لگائیں ناں۔'' حنین کی فرمائش پر وہ ہنس دی تھیں۔

''اوہوں... یہ صرف سات سہاگنوں کے ہی لگایا جاتا ہے۔'' انہوں نے کہتے ہوئے اپنے ہاتھ کا سہرا اسجد اور راحم کو دیتے ہوئے زرمین کو باندھنے کیلئے کہا تھا۔

''پھپھو! ایسا کیوں، اس کیلئے شادی شدہ ہونا کیوں ضروری ہے؟''

''بھئی! یہی رسم ہے۔''

''ساجدہ! بس اب تم بھی بیٹی کے سر پر سہرا سجا کر اسے رخصت کرنے کی تیاری کرو، تمہاری لڑکی کو شوق بھی بہت ہے۔'' کوئی دور پرے کی رشتہ دار خاتون نے مزے سے کہتے ہوئے قہقہہ لگایا تھا۔

''واٹ ڈو یو مین آنٹی! مجھے کوئی شوق ووق نہیں ہے، پھپھو کا ایسا کرنا دلچسپ لگا تو کہہ دیا۔'' حنین کو ناراض ہونے میں تو ویسے ہی لمحہ لگتا تھا اس وقت بھی وہ بری طرح خفا ہوتی ناگواری سے بولی تھی۔

''ساجدہ! تمہاری بیٹی کی تو گز بھر کی زبان ہے میں نے تو ازراہ مذاق کہا تھا اور یہ تو انگریزی میں ٹرٹر ہی کرنے لگی۔'' خاتون کو اس کا بولنا بری طرح کھلا تھا اور انہوں نے محفل کا خیال کئے بغیر جو منہ میں آیا کہہ دیا اور یہ اس سے کہاں برداشت ہوسکتا تھا کہ کوئی اسے برا کہے۔ وہ کچھ کہنے ہی لگی تھی کہ فریدہ اس کا بازو تھام گئی تھیں۔

''پھپھو! یہ میرے بارے میں اس طرح کیسے...!''

''حنین! چپ کر جاؤ۔'' ساجدہ نے اس کے نزدیک آتے ہوئے دبے دبے لفظوں میں اسے ڈپٹا تھا اور اس کی آنکھیں بہنے لگی تھیں۔

''ممی! میں تو...!''

''مائدہ! اسے اسٹیج سے نیچے لے جاؤ۔'' ساجدہ کے کہنے پر وہ آگے بڑھی تھی، مگر اس نے جانے سے انکار کر دیا تھا۔

''نہیں، میں ٹھیک ہوں۔'' اس کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے پیچھے ہوئی تھی اور ماہ کنعان سے ٹکراتے ٹکراتے بچی تھی۔ اسے خفگی بھری نگاہوں سے دیکھتی وہ آگے منہ کر کے کھڑی ہوگئی تھی اور وہ اس کے موتی بھرے نین کٹوروں کو دیکھ رہا تھا

Downloaded from https://paksociety.com

کہ اس کے پلٹ جانے پر اس کی پشت پر بکھرے سیاہ آبشار پر نگاہیں ٹھہر گئی تھیں دل میں آیا تھا کہ اس کی آنکھوں کے موتی ہونٹوں سے چنتے ہوئے اس کے دراز بالوں کی ملائمت کو اپنی انگلیوں کی پوروں پر محسوس کرے، مگر وہ ایسا صرف سوچ ہی سکا تھا، راشدہ نے اپنے ہاتھ کا سہرا فضیل اور ارحم کو دیا تھا جو وہ دونوں مل کر سمیرا کے سر پر سجانے لگے تھے، اسجد نے زرمین کے اور ارحم نے سمیرا کے سر پر قرآن کا سایہ بنایا تھا اور وہ دونوں روتی دھوتیں اپنوں کی دعاؤں اور آنسوؤں تلے رخصت ہوگئی تھیں۔

☆☆☆

دیگر رسموں کے بعد سمیرا کو فیصل کے روم میں پہنچا دیا گیا تھا، سمیرا اس کمرے میں بارہا آئی تھی، مگر اس کے کمرے کی آج چھب ہی نرالی تھی، بیڈ کے وہ عین وسط میں گلاب کی پتیوں میں گھری بیٹھی تھی، در و دیوار پر نظر دوڑاتے اس کی نگاہ ڈریسنگ کے شیشے میں نظر آتے اپنے وجود پر پڑی تھی اس نے اتنا ہار سنگھار زندگی میں پہلی دفعہ کیا تھا تقریبات میں وہ ہلکا پھلکا سا ہی تیار ہو کر جایا کرتی تھی اور آج سرخ عروسی جوڑے میں دولہن بنی وہ بہت زیادہ حسین لگ رہی تھی اور اس کی معصومیت اور کم عمری نے بھی اس کے حسن کو چار چاند لگا دیئے تھے، وہ لہنگا سنبھالتی بیڈ سے اتر گئی تھی، مگر کمرے کے باہر اسے آہٹ آہٹ محسوس ہوئی تھی اور وہ دھڑکتے دل کو سنبھالتی واپس بیٹھ گئی تھی۔

"فیصل بھائی!" اس نے اسے دل میں مخاطب کرنا چاہا تھا، مگر نئے رشتے کا خیال آتے ہی لب دانتوں تلے دبا گئی تھی۔

"یہ ہمیشہ مجھے ڈانٹتے ہی آئے ہیں، لیکن آج...!" دروازہ کھلنے کی آواز پر اس کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا اور نگاہیں جھکتی چلی گئی تھیں، فیصل مضبوط قدم اٹھاتا چلتا ہوا بیڈ تک آیا اور عین اس کے سامنے بیڈ پر ٹکتے ہوئے خاموشی سے اس کا جائزہ لینے لگا اس چہرے کو تو وہ اس کے بچپن سے ہی دیکھتا آ رہا تھا، مگر اس کی سج دھج آج صرف اس کیلئے تھی، اس کی آنکھوں میں پسندیدگی در آئی تھی، اس نے تو سوچا بھی نہیں تھا کہ وہ اس قدر حسین لگے گی؟ وہ استحقاق بھری نگاہوں سے اس کے سجے سنورے روپ کو دیکھ رہا تھا اور لمحے خاموشی سے سرکتے جا رہے تھے، اس نے بہت ڈرتے ڈرتے لرزتی پلکیں اٹھائی تھیں، جو اس کی نگاہوں سے ٹکرائی تھیں، وہ ان آنکھوں کا

Downloaded from https://paksociety.com

مفہوم بالکل نہ جان سکی تھی، اسے لگا تھا کہ وہ شاید اسے غصے سے گھور رہا ہے۔

''' آپ مجھے ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں؟ سچ اب تو میں آپ کے کمرے میں بھی بہت دن بلکہ مہینوں بعد آئی ہوں اور کسی چیز کو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔'' وہ بغیر سانس لئے جلدی جلدی کہہ رہی تھی اور وہ پہلے تو سمجھا نہیں، حیرانگی سے اسے دیکھ اور سن رہا تھا، مگر جیسے ہی سمجھ آیا اس نے زبردست قہقہہ لگایا تھا اور اس کی بڑی بڑی ساحر آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔

'' آ... آپ آپ ہنس بھی سکتے ہیں؟'' وہ بہت بے یقین تھی اس نے اپنی سترہ سالہ زندگی میں سوائے ایک دو دفعہ کے اسے مسکراتے ہوئے بھی نہیں دیکھا تھا اور کہاں اس کا قہقہہ، وہ حیران نہ ہوتی تو کیا کرتی؟ اس نے تو فیصل کو ہمیشہ سنجیدہ اور غصہ کرتے ہی دیکھا تھا اور یہ اس کی بدقسمتی تھی یا نجانے خوش قسمتی، ہمیشہ اس کے عتاب کا نشانہ وہی بنتی تھی۔ شرارت وہ اور سحرش مل کر کرتے تھے، مگر فیصل کے آگے مجرم وہی بنتی تھی، کتنی دفعہ تو اس نے فیصل سے کمرے میں آنے پر ڈانٹ کھائی تھی، کیونکہ ایک دفعہ اس نے فیصل کی فائل پر پانی گرا دیا تھا اور ایک دفعہ اس کا خوبصورت مہنگا ترین شوپیس توڑ دیا تھا جو وہ لندن سے لے کر آیا تھا، اس کے علاوہ بھی اس کے نت نئے کارناموں اور شرارتوں کی ایک لمبی فہرست تھی جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ فیصل سے ڈانٹ کھایا کرتی تھی۔

'' کیوں... کیا میرے ہنسنے پر پابندی ہے؟'' اس نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا تھا اور اس نے مسکراتے ہوئے اس کا ہاتھ تھام لیا تھا۔

''مسز فیصل! آپ سوچ بھی نہیں سکتیں کہ میں کیا کیا کر سکتا ہوں۔'' معنی خیزی سے کہتے ہوئے اس کے ہاتھ کی پشت پر اپنے لب رکھ دیئے تھے۔

'' یہ کیا کر رہے ہیں؟'' ہاتھ چھڑا کر وہ کچھ فاصلے پر ہوئی تھی۔

'' کیا کر رہا ہوں؟'' وہ انجان بنا تھا اور اس کے گھبرائے شرمائے انداز سے محظوظ ہوتے ہوئے شیروانی کی جیب سے ایک ڈبیہ نکالی تھی اور اس کے سامنے کرتے ہوئے پوچھا تھا۔

'' کیسا ہے؟ خاص تمہاری پسند پر بنوایا ہے، ہاتھ میں لے کر دیکھو۔'' اس نے ہاتھ بڑھا کر ڈبیہ سے چین نکالی تھی، گولڈ کی چین میں ڈائمنڈ کا نازک سا پینڈنٹ تھا اور اسے ڈائمنڈ پینڈنٹ بہت پسند تھے اور یہ تو تھا بھی بہت

Downloaded from https://paksociety.com

خوبصورت، ہارٹ شیپ میں نگینوں سے بنا وائٹ روز، اس کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔

☆☆☆

زرمین کا دل بہت بری طرح گھبرا رہا تھا، آنکھوں میں یادوں کی برات سی اترتی اسے بری طرح سہما رہی تھی، وہ جو اتنے دنوں سے خود کو ریلیکس شو کر رہی تھی، اسے لگتا تھا کہ وہ اس کے خیال اور یکطرفہ چاہت کی کسک بھلا کر فضیل کو اس کی جگہ دے دے گی، مگر سجے سنورے روپ میں وہ کسی کی سیج سجائے بیٹھی تھی تو اصل حقیقت اس پر آشکار ہوئی تھی کہ یہ سب اتنا آسان بھی نہیں ہے، جس شخص کے سپنے نوعمری میں پلکوں کی دہلیز پر سجائے تھے وہ ایسے تو اتنی آرام سے اپنا ٹھکانہ نہیں بدل سکتے تھے، اس کا دل آنے والے وقت کا سوچ کر ہی سہمے جا رہا تھا، ہاتھ پیر ٹھنڈے ہونے لگے تھے۔

''اللہ جی! میری مدد کیجئے، محبت کرنے میں بہت بے اختیار تھی، ایک ایسے شخص کو چاہا جو میرا نہ تھا، میری قسمت میں اسے لکھا ہی نہیں گیا تھا میں نے ایک ایسے شخص سے رشتہ جوڑا جسے میرے والدین نے تیری رضا سے میرے لئے منتخب کیا میں فضیل کے ساتھ بددیانتی نہیں کرنا چاہتی میں نے پورے خلوص سے اس رشتے کو تسلیم کیا تھا تو پھر میرا دل کیوں ڈوب رہا ہے؟ مجھے میرا اپنا آپ فضیل کا مجرم کیوں لگ رہا ہے؟ مجھے آنے والا وقت کیوں ڈرا رہا ہے؟ اس شخص کا خیال بھی دل میں نہیں لانا چاہتی، مگر اس کا خیال ہے کہ دل و دماغ سے آچمٹا ہے، کہیں میں نے اتنا بڑا فیصلہ عجلت میں تو نہیں لیا؟ ایسا ہے تو میرے اللہ مجھے رسوا ہونے سے بچا لیجئے گا میری آپ سے صرف اتنی سی التجا ہے کہ میرے دل سے اس شخص کا ہر ایک خیال نکال کر صرف فضیل کا خیال ڈال دیجئے، مجھے کمزور ہونے سے بچا لیجئے تاکہ فضیل کبھی یہ نہ جان سکیں کہ میں نے کبھی کسی اور سے محبت کی تھی، میری وفاؤں کو فضیل کے نام لکھ دیجئے، جیسے آج میرا وجود...!'' ڈور لاک لگنے کی آواز پر وہ خیال سے باہر آتی، جلدی سے آنسو صاف کرتی سیدھی ہو کر بیٹھ گئی تھی۔

''آداب عرض ہے مسز فضیل!'' وہ بیڈ کے کنارے بیٹھتا ہوا مخاطب ہوا تھا اور اس کی پلکیں لرزنے لگی تھیں۔

''جواباً وعلیکم السلام تو کہا ہی جا سکتا ہے۔'' اس کی خاموشی پر وہ متبسم لہجے میں بولا تھا اور گھٹنوں پر رکھے اس کے حنائی ہاتھ کو اپنے مضبوط ہاتھ میں لے لیا تھا اور وہ باقاعدہ لرزنے لگی تھی۔

Downloaded from https://paksociety.com

''تم اتنا گھبرا کیوں رہی ہو؟یار!میں تمہیں کھانہیں جاؤں گا، مجھے تو تمہیں اپنی داستان محبت سنانی ہے،تمہیں بتانا ہے کہ تم نے کس لمحے مجھے اپنا اسیر بنالیا تھا، میں تم سے کب، کیسے محبت کر بیٹھا، بہت کچھ تمہیں بتانا ہے، اپنے جذبوں کی شدت تمہارے وجود میں انڈیلنی ہے،تمہیں جذبۂ محبت سے آشنائی دینی ہے۔''اس کا لہجہ جذبوں سے چور تھا۔

''تم کچھ تو بولو، کچھ ایسا کہ مجھے اظہار کی منزل طے کرنا آسان، بہت آسان لگے، اتنا کہ میں لمحوں میں وہ سب کہہ دوں جو کتنے سالوں سے کہنے کی چاہ میں کہہ نہ سکا۔'' یکبارگی اسے زرمین کی خاموشی بری طرح کھلی تھی اور وہ اس کا ہاتھ دھیرے سے آزاد کرتا اس کے چہرے کو دیکھنے لگا تھا، جہاں بے چینی گھبراہٹ اور خوف سا منڈلا رہا تھا۔

''فضیل! آپ کہتے جایئے، میں سن رہی ہوں۔''لہجہ کپکپا سا رہا تھا۔

'' کچھ کہو گی نہیں؟''

''میں... میں کیا کہوں؟ ہماری شادی اتنی جلدی میں ہوئی کہ میں آپ کے بارے میں کچھ بھی سوچ ہی نہیں سکی اور آپ کی بنادی گئی۔''وہ دھیرے دھیرے نظریں جھکائے جھکائے بولی تھی۔

'' کیا... تمہارے ساتھ زبردستی کی گئی ہے؟''سوال تھا کہ کوئی آبلہ جو اس کے چھلنی چھلنی دل میں آگ سی لگا گیا تھا۔

''ایسی بات نہیں ہے فضیل! یہ شادی ٹوٹلی میری مرضی سے ہوئی ہے مجھے کچھ وقت ملتا تو میں اس رشتے سے خود کو روشناس کراتی لیکن اس سب سے پہلے ہی میں آپ کے جیون میں آ گئی اسی لئے کچھ گھبراہٹ سی ہے آپ کسی بدگمانی کو پلیز دل میں جگہ مت دیجئے۔''اس نے فضیل کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا تھا۔

'' آپ کو کچھ وقت چاہئے لیکن کتنا وقت؟ ایک ماہ، 3 ماہ، 6 ماہ؟''وہ کھڑا ہوتا ہوا شیروانی کے بٹن کھولنے لگا تھا اور وہ ہکا بکا سی رہ گئی تھی۔

''میں نے ایسا تو نہیں کہا۔''

'' کچھ باتیں کہنے کی نہیں محسوس کرنے کی ہوتی ہیں اور میں محسوس کر سکتا ہوں کہ تم اس رشتے کیلئے دل سے تو دور کی بات دماغ سے بھی راضی دکھائی نہیں دیتیں اور میں زبردستی کا قائل نہیں ہوں۔''

Downloaded from https://paksociety.com

"آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟"

"تم مجھے ایک دفعہ کہہ کر تو دیکھتیں کہ اتنی جلدی شادی تمہارا ذہن قبول نہیں کر پا رہا، یہ شادی کینسل ہو جاتی، مگر بگڑا تو اب بھی کچھ نہیں ہے۔" شیروانی اتار کر اس نے اپنی وارڈ روب کھولی تھی اور ہینگر میں ڈال کر الماری میں لٹکا دی تھی۔

"رات بہت ہوگئی ہے زرمین! چینج کر کے سو جاؤ۔" اس نے ایزی سا شلوار قمیض نکالا تھا اور واش روم میں چلا گیا تھا جبکہ وہ تو ساکت بیٹھی رہ گئی تھی اور آنسو ٹپ ٹپ کرتے گالوں پر لڑھکتے جا رہے تھے، اسے شاور لینے میں 15 سے 20 منٹ لگے ہوں گے، ٹاول سے بال رگڑتا وہ روم میں داخل ہوا تھا اور اسے اب تک یوں ہی بیٹھے دیکھ کر حرکت کرتے ہاتھ پل بھر کو رکے تھے اور اسے روتا محسوس کر کے وہ ٹاول گلے میں ڈالتا اس تک آیا تھا۔

"زرمین!" بیڈ کے کنارے ٹکتے ہوئے محض اس کا نام پکارا تھا کہ وہ اس کے کاندھے پر پیشانی ٹکاتی بلک اٹھی تھی اور وہ پریشان ہو گیا تھا۔

"پلیز... ڈونٹ کرائے۔"

"آپ میرے بارے میں بہت غلط طریقے سے سوچ رہے ہیں۔" وہ سیدھی ہوتے ہوئے آنسو رگڑ رہی تھی۔

"غلط میں نہیں، تم سوچ رہی ہو یار! زندگی تو ہماری شروع ہوئی ہے، ہمیں ابھی ایک ساتھ بہت سا وقت گزارنا ہے، آج کی رات آخری تو نہیں ہے، میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں زرمین! اور میں محسوس کر سکتا ہوں کہ تم اس رشتے سے فی الحال خوفزدہ ہو اور میں تمہیں صرف اس خوف سے نکالنا چاہتا ہوں تمہاری طرف سے بدگمان نہیں ہوں، میں قربت کے لمحوں کو ان چاہا احساس نہیں دینا چاہتا جو لمحے میری زندگی کا حاصل ہوں گے، وہی لمحے تمہاری زندگی بھی بنیں، بس اس کا انتظار کروں گا، جس دن مجھے یہ احساس ہوگا کہ تم نے ہمارے رشتے کو قبول کر لیا ہے، اسی دن پیار و محبت سے تمہاری طرف پیشرفت کروں گا، اسی دن تمہاری رونمائی بھی دوں گا، لیکن تمہیں صبح سب کو میرا دیا ہوا گفٹ دکھانا ہوگا، اس لئے یہ پھول تمہیں دوست بنا کے دے رہا ہوں، اسے قبول کرو اور آرام سے سو جاؤ۔" فضیل نہایت سنجیدگی سے کہتا سائیڈ ٹیبل پر رکھے بوکے میں سے ایک پنک روز نکال کر اس کی جانب بڑھا

Downloaded from https://paksociety.com

گیا تھا جسے وہ متحیر سی تھام گئی تھی۔

""""فضیل !میرے ان کہے کیسے سب کچھ جان گئے؟""سوچ کی پرواز بھٹکی تھی اور وہ سی کر کے رہ گئی تھی۔

"زرمین !زندگی بالکل اسی گلاب کی مانند بہت خوبصورت ہے جس کی خوبصورتی کو بڑھانے میں کہیں نہ کہیں ان کانٹوں کا بھی ہاتھ ہے اور کہیں نہ کہیں اس کی خوبصورتی کو گہن لگانے میں بھی ،اکثر لوگ گلاب پسند تو کرتے ہیں ،مگر کانٹوں کے خوف سے چھونے سے ڈرتے ہیں ،مگر انسان اپنی ہی زندگی میں بے حد بے بس ہوتا ہے ،گلاب چھونے کی آرزو میں کانٹوں کو چھو بیٹھتا ہے آرزو ہمیشہ نا کام ہوتی ہے اس لئے انسان کو آرزو نہیں کرنی چاہئے زندگی کے گلاب کو چھوتے ہوئے یہ کبھی نہیں بھولنا چاہئے کہ کانٹے بھی ساتھ ہی ہیں اور انگلیاں جن سے ٹکراتیں زخمی بھی ہو سکتی ہیں سختی و نرمی کا تو ازل سے ساتھ ہے ،جہاں سکھ ہے وہاں دکھ بھی ہے ،پھولوں کی نرمی وہی ہاتھ سہہ سکتے ہیں جو ان پھولوں کے کانٹوں سے کھیل کر سختی برداشت کر سکتے ہیں ،کیونکہ زخموں پر پھائے سختی سے نہیں نرمی سے رکھے جاتے ہیں ۔"اس کی انگلی پر خون کا قطرہ بڑا نمایاں ہو رہا تھا اور وہ نہایت سنجیدگی سے ایک ایک بات کہتا اس کے دل میں در آنے والے سوالوں کا بھی بن کہے ہی جواب دے گیا تھا اور وہ اسے ایک نظر دیکھ کر بیڈ سے اتر گئی تھی۔

☆☆☆

"حنین !تم لوگوں کے ساتھ نہیں آئی ؟"مائدہ ،شازمین اور راحم ناشتہ لے کر آئے تھے ،وہ ان دونوں کو اپنے کمرے میں لے آئی تھی ،بمیرا اور سحرش بھی وہیں آ گئی تھیں۔

"اس کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی۔"

"کیا ہوا ہے اسے؟"

"آپی !اسے فیور ہے اور بس ،آپ پریشان نہ ہوں۔"

"وہ ضد تو آنے کی بہت کر رہی تھی ،مگر مامی نے منع کر دیا ،کیونکہ اس کے پاؤں میں بھی تکلیف ہے اور رات ولیمے کا فنکشن ہے ،آرام نہیں کرے گی تو ریسپشن اٹینڈ کیسے کرے گی؟"مائدہ نے بتایا تھا۔

"ہاں ،اسے یہ تسلی دے کر آئے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ ہی آئیں گی۔"یہ شازمین تھی۔

Downloaded from https://paksociety.com

''زرمین! اس قصے کو جانے دو اور یہ بتاؤ فضیل بھیا نے منہ دکھائی میں کیا دیا؟'' مائدہ کے انداز میں شرارت تھی اور اس نے دھیمے سے مسکراتے ہوئے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل سے کلی اٹھا کر ان لوگوں کے سامنے کر دی تھی۔

''صرف یہ ادھ کھلا گلاب۔'' شازمین کچھ متحیر تھی۔

''بھیا مجھے اتنے کنجوس تو نہیں لگتے کہ انہوں نے آپ کو صرف ایک پھول پر ہی ٹرخا دیا وہ کوئی شاندار سا بوکے شو کے ہی دے دیتے۔'' سحرش بھی متحیر تھی۔

''بھئی! یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ فضیل بھیا کو بھابی کے شایان شان کوئی گفٹ ملا ہی نہ ہو، صرف اس لئے انہوں نے بھابی کو پھول دیا اور پھول تو جذبوں کی ترجمانی بہت خوبصورتی سے کرتے ہیں۔''

''اوہو... اتنی میننگ فل گفتگو تم کر رہی ہو کچھ یقین سا نہیں آیا۔'' سمیرا پر سحرش نے ہنستے ہوئے چوٹ کی تھی۔

(بقیہ آئندہ ماہ)

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

☆ مجھے اچھا لگتا ہے☆

تحریر: راحیلہ بنت مہر علی شاہ

افففف ،کتنی گرمی ہے.....ایسا لگتا ہے سورج انگارے برسا رہا ہے،اور ہم جیسوں کو جلا رہا ہے بات کرتے ہوئے ایک چور سی نگاہ ساتھ چارپایوں پہ لیٹے دونوں نفوس پر ڈالی بولنے کا مقصد صرف اور صرف یہ جاننا تھا کہ دونوں سو گئی ہیں کہ نہیں .....

اور یہ دیکھ کر کہ دونوں نیند کی وادیوں کی سیر کیلئے نکل گئی ہیں تو اس کا دل خوشی سے بلیوں اچھلنے لگا سرشار سا چارپائی سے اٹھا اور بلی کی چال چلتا باہر کی طرف چلنے لگا دروازے پر پہنچ کر ایک نظر میٹھی سی نیند سوتی امی اور آنی پہ ڈالی کبھی آنی کے خوفناک بلکہ دہشت ناک خراٹوں سے خدا کی پناہ چاہتا تھا اور آج کتنی پیاری لگ رہی تھی آنی خراٹے لیتے ہوئے ،کہ دونوں کے سونے سے منزل آساں تھی .....

اس کے چہرے پہ مسکراہٹ رقصاں ہوئی ویسے سوچنے کی بات ہے کہ لوگوں کو اتنی میٹھی نیند کیسے آتی ہے ؟؟؟وہ دروازے پر کھڑا سوچ کے گھوڑے دوڑا رہا تھا اب اسے یہ کون سمجھاتا کہ جس کی صبح ،صبح دس بجے ہوتی ہے تو پھر دوپہر بارہ بجے اسے نیند کہاں آتی ہے باہر نکل کر تقریبا بھاگتا ہوا دوسرے کمرے میں پہنچا پنکھا آن کیا اور جیب سے موبائل نکال کر کسی کو کال کرنے لگا کال ریسیو ہوتے ہی شروع ہوا یار کہاں ہو؟ کتنی دیر کردی مروانے کا ارادہ ہے کیا کچھ تو رحم فرمالو.....انتظار میں سڑ گیا ہوں میں.....

کالج گئی ہوں کوئی ہوا خوری کرنے نہیں پڑھتی ہوں او کے اور دوبارہ کال کی زحمت اٹھائی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا خود تو بیماری کا بہانا کر کے گھر میں روٹیاں توڑ رہے ہو اور !!!

آچھا جی ٹھیک ہے اب اتنا غصہ تو مت کرو ناشکل خراب ہو جائے گی وہ منمنا کر اتنا ہی بول پایا اور دوسری طرف لائن کٹ گی اس نے کہا پڑھتی ہوں آ گروہ پڑھنے جاتی ہے واقعی تو پھر جوتوں کپڑوں اور تھوبڑے

Downloaded from https://paksociety.com

پر تھوپنے والے مطلب میک اپ پہ ڈسکشن کون کرتا ہے؟ سوچوں کے گھوڑے پھر سے کھل کر بھاگنے لگے لیکن پھر سر جھٹک کر جسے ان سوچوں کو پرے کیا اچانک وہ جی جان سے لرز گیا دروازے میں آنی کھڑی اسے خشمگیں نگاہوں سے گھور رہی تھی.....

وہ وہ.....آنی میں میں وہ!!

کیا بکری کی طرح میں میں کر رہے ہو؟ کیوں گھسے ہو یہاں؟ کالج نہیں جا رہے طبیعت خراب ہے؟ صبح دس بجے تک پڑے سوئے رہے طبیعت خراب ہے اب؟ کیا طبیعت صاف ہو گی مطلب ٹھیک ہو گی؟ گھورتے ہوئے پوچھا گیا.....وہ آنی میں نا شبہ کو کال کرنے آیا تھا ادھر اب جا ہی رہا تھا بس وہ ہڑبڑا کر بولا اور ڈرتے ڈرتے آنی کے قریب سے ہوتا ہوا نکل گیا، آنی بدستور گھور رہی تھی.....

بچ گئے بچے چارپائی پر ڈھیر ہو کر ٹھنڈی سانس لے کر بولا توبہ توبہ یہ آنی بھی ایسے گھورتی ہے کہ بندے کی جان نکل جاتی ہے وہ پھر بڑبڑایا.....اب کیا کروں؟ نیند تو نیند چین بھی نصیب نہیں ہونے والا تب تک سوچوں کے گھوڑے پھر سے آوارہ ہو کر بھاگنے لگے.....تھوڑا باغی پن بھی شامل ہوا کچھ بھی ہو، ابھی چاہیے تو مطلب ابھی چاہیے.....اور میں کچھ بھی کر کہ ابھی حاصل کر کے رہونگا ہاں.....اچانک جیسے کسی نتیجے پر پہنچا ایک جھٹکے سے اٹھا جوتے پہنے اور باہر نکل گیا باہر تیز انگارے برساتا سورج اور گرم لو لیکن وہ ان سب کی پروا کیے بنا چلتا رہا ٹیکسی کی تلاش میں نظریں دوڑاتا رہا لیکن نظریں مایوسی سے واپس پلٹ آتی.....اچانک قریب ٹیوٹا کرولا آ کر رکی اور فرنٹ سیٹ کا ڈور اوپن ہوا وہ بے طرح خوش ہوا جھٹ سے گاڑی میں بیٹھ گیا شکریہ بھائی جان فوراً گاڑی چلانے والے سوبر سے مرد کو بھائی جان بنا لیا اسکے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نظر آئی کہاں جانا ہے آپ کو اس سخت گرمی میں؟ مطلوبہ جگہ اور کام کا بتایا تو اس آدمی کے چہرے کی مسکراہٹ پل بھر میں معدوم ہوئی یہ تو عورتوں کے کام ہیں مرد یہ کرتے ہوئے اچھے نہیں لگتے.....آپ پڑھتے کیوں نہیں؟ سوچ کے گھوڑے پھر ہنہنانے لگے، عورتوں کے کام ہیں؟

Downloaded from https://paksociety.com

عورتیں تو گھر داری کیلیے ہوتی ہیں نا اور باقی میک اپ وغیرہ کیلیے بھی اور پڑھتا ہی تو ہوں اپنے تعین اس نے بڑا دانشمندانہ جواب دیا.....ہوتی ہونگی لیکن مجھے لگتا ہے مردوں کو یہ زیب نہیں دیتا وہ لاپروائی سے بولا اس دوران اس کی مطلوبہ جگہ آ گئی شکریہ کہتے ہوئے اترا اور تقریبا بھاگتا ہوا پہنچا.....

بھائی ی ی بھائی صاحب مجھے.....؟ ارے فراز تم یہاں اچانک پیچھے کسی نے پکارا اور اس کا حلق تک کڑوا ہو گیا ہاں میں.....یہاں، کیوں میرا یہاں آنا منع ہے کیا؟ پلٹ کر دانت کچکچا کر جواب دیا!! ارے نہیں یار میں تو خوش ہوا تمہیں دیکھ کر ناصر نے دانت نکال کر کہا ویسے کیا لینے آئے ہو ادھر؟ میں یہ ڈائجسٹ لینے آیا تھا اس نے اپنا پسندیدہ ڈائجسٹ دکھاتے ہوئے کہا دکان میں پانی پیتے ایک لڑکے کو اچھو لگ گیا کئی لڑکیاں کھی کھی کرنے لگی ناصر بمشکل قہقہہ دبائے کھڑا تھا تت تو اتنی دور یہ یہ ڈائجسٹ لینے آیا تھا؟ یہ بب بہنوں کا ڈائجسٹ ناصر قہقہے کا گلا گھونٹ کر بمشکل بولا!! ہاں تو؟ وہ غصے سے سرخ پڑ کر بولا.....تو یہ کہ یہ تو زنانہ ہے نا اور اس میں باتیں بھی نری زنانہ ہوتی ہیں تو آپ اس کا کیا کرتے ہیں؟ ناصر شرارت سے اسے تپانے کیلیے بولا.....کھاتا ہوں میرے باپ کھاتا ہوں مسئلہ کیا ہے آپ لوگوں کے ساتھ جسے دیکھو ہمارا مذاق اڑا رہا ہے وہ غصے سے کھولتا ہوا بولا۔

دکان دار مزے سے ان کی باتیں سن رہا تھا دانت نکالے.....آپ کس خوشی میں دانت نکال رہے ہیں دکاندار پر چڑھائی کر دی دکاندار نے جلدی سے دانت اندر کر لیے مبادہ کہیں کتاب سے نشانہ ہی نہ لے لے دانتوں کا۔ ارے غصہ کیوں کرتے ہو یار میں تو مذاق کر رہا تھا ناصر نے اسے غصے میں آتے دیکھا تو فورا سے شانت کرنے کی غرض سے بولا لیکن وہ سنی ان سنی کرتا ہوا ڈائجسٹ ہاتھ میں پکڑے تیز تیز قدموں سے باہر نکل گیا فورا ایک رکشہ روکا اور بیٹھ کر چلا گیا.....ناصر ارے رے کرتا ہی رہ گیا گھر کے سامنے اتر اپر گھر کے بجائے چچا رحمت کی دکان کی طرف قدم بڑھا دیئے، گھر جانا اپنے پاؤں پہ کلہاڑی مارنے جیسا تھا، آنی کی گھوری یاد آئی تو بے ساختہ جھرجھری لی اور چچا رحمت اسے دیکھتے ہی کھل اٹھے آؤ آؤ

Downloaded from https://paksociety.com

برخوردار چچا رحمت پیار سے بولے جھٹ سے ایک گلاس لیمو کا شربت پیش کیا وہ بے طرح خوش ہوا یہ چچا رحمت ہی تھے جو تپتی دوپہر میں ٹھنڈی شام ثابت ہوئے تھے وہ نہ تو مذاق اڑا رہے تھے نہ اس کے آنے پہ منہ بنا تھا بلکہ بہت خوش ہوئے.....شکریہ چچا بہت شکریہ شربت سے تازہ دم ہوا تو بہت خوشی سے بولا یہاں آ کر ہی زندگی کا احساس ہوا، ورنہ گھر میں تو آنی اور امی تو افففف اتنے طعنے دیتی ہیں کہ اللہ کی پناہ بہن شبہ بھی ڈائجسٹ تو لے کر آتی ہے مگر ساتھ ایک درجن طعنوں اور باتوں کی پوٹلی بھی تھما دیتی ہے اب پڑھنے سے شغف ہے تو اس میں میری کیا غلطی ہے، ہے نا چچا؟

چچا سے تائید چاہی کہ اسے پتہ تھا چچا اس کے بات سے متفق ہوتے ہیں ہاں بیٹا نشہ تو نشہ ہے لگ جائے تو چھوٹتا کہاں ہے ؟ چچا بولے.....وہ کچھ مشکوک سا ہوا سوچ کے گھوڑے پھر سرپٹ دوڑنے لگے چند لمحے چچا کے چہرے پہ کچھ کھوجتا رہا پھر جسے معاملے کی تہہ تک پہنچا تو حیرت سے بولا چچا آپ بھی؟ متحیر ہو کر پوچھا چچا نے سر کھجایا ادھر ادھر دیکھا اور زرا شرماتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا وہ چند لمحے حیرت سے گنگ چچا کو دیکھتا رہا اور پھر بے ساختہ منہ سے ایک فلک شگاف قہقہہ نکل گیا اب آئے گا مزہ .....لیکن چچا یہ کب ہوا مطلب کب سے؟ اس نے ہنستے ہوئے اور دلچسپی سے پوچھا جب سے آپ آنی اور امی سے چھپ کر ڈائجسٹ یہاں رکھتے آئے ہیں.....چچا نے جواب دیا وہ بے طرح خوش ہوا پھر تو چچا آپ بھی بڑا بے صبری سے انتظار کرتے ہونگے ہے نا؟

ہاں چچا نے مسکراتے ہوئے کہا اچھا تو میں جلدی جلدی پڑھتا ہوں تا کہ پھر آپ کی باری آئے فراز نے کہا اور یہ سوچتے ہوئے ڈائجسٹ کھول لیا.....کہ، بہنوں کا ڈائجسٹ پڑھنا جرم کیوں ہے؟

آپ ہی بتا دیں.....

راحیلہ بنت مہر علی شاہ.....گاؤں آماخیل تحصیل وضلع ٹانک.....

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

ناول☆زندگی کانچ کا کھلونا ☆(قسط نمبر ا)

تحریر: سار یہ چوہدری

لوگ کہتے ہیں کسی کے جانے سے
زندگی نہیں رکتی
سب کچھ چلتا رہتا ہے
مگر میں لوگوں کو
کیسے سمجھاؤں
اک تیرے جانے سے
بدلا تو کچھ بھی نہیں
مگر.....
میری ذات کی تعمیر جسے تم
ادھورا چھوڑ گئے ہو
وہ خلاء.....باقی رہ گیا ہے
میرے احساس ادھورے رہ گئے ہیں
میری ذات ادھوری رہ گئی ہے.....

وہ بڑے مگن انداز میں راکنگ چیئر پہ جھولتی نظم گنگنا رہی تھی.....ساتھ کلام چل رہا تھا فون پہ "میڈا عشق وی تو میڈ ایا روی تو".....نجانے اب دھیان کلام میں تھا یا غزل میں.....نوری کئی آوازیں دے ڈالیں مگر مجال ہے جو اسکے کان پہ جوں تک رینگی ہو.....نوری نے آگے بڑھ

Downloaded from https://paksociety.com

کے سیل آف کیا تھا کمرے میں سکوت پھیل گیا تھا مگر وہ اب بھی اپنی غزل گنگنا رہی تھی.....نوری نے شرمندگی سے پیچھے کھڑے مہمانوں کو دیکھا تھا اور آگے بڑھ کر اسکے کان میں چیخی تھی.....

پارس.....وہ ہڑبڑا کے سیدھی ہوئی تھی.....

پیچھے کھڑے مہمانوں کے چہروں پہ مسکراہٹ رینگ گئی تھی.....

اسنے سوالیہ نظروں سے نوری کو دیکھا تھا.....نوری اسکی لال انگارہ آنکھیں دیکھ کے پریشان ہوگئی تھی.....اسکا بدلتا رنگ دیکھ کے پارس فوراً خود کو نارمل کیا تھا وہ جانتی تھی زرا بھی چہرے پہ اداسی کی لکیر ہوئی تو نوری سب کے سامنے شروع ہو جانا.....

یہ کچھ مہمان آئے تھیں پارس.....نوری پیچھے کی جانب اشارہ کیا تھا.....وہ ہنوز سیل دیکھتی رہی نظر اٹھا کے نہیں دیکھا۔

جی ویلکم.....مائی ہوم.....کیا خدمت کر سکتی ہوں؟؟؟؟ اسنے سیل میں سر دیئے بات کی تھی نوری کو تاؤ آنے لگا تھا

پارس.....نوری دانت پہ دانت جما کے بولی تھی.....نوری کو ہائپر دیکھ کے وہ سیل پاکٹ میں ڈال چکی تھی انہوں نے پارس نامی لڑکی کو غور سے دیکھا تھا بلیک جینز پہ بلیک لانگ کوٹ پہنے بلیک لانگ شوز.....گلے میں بلیک ہی مفلر باندھے کوٹ کا بیلٹ نکال کے ماتھے پہ باندھ رکھا تھا دھلا دھلایا فریش چہرہ نہ میک اپ نہ کریم سفید سرخ چمکتی رنگت.....یہ پارس حسن تھی

اس سے پہلے کہ پارس جواب دیتی لیلیٰ پھولی سانسوں سے اندر داخل ہوئی تھی.....

پارس.....وہ.....زبان لڑکھڑا رہی تھی خوف تھا جع لفظ ادا نہیں ہو رہے تھے.....

ریلیکس.....ریلیکس.....پارس نے اسے بازو کے حصار میں لیئے حوصلہ دیا

پارس.....باہر سیٹھ تیمور آیا ہے.....تحفظ کا احساس ہوتے ہی اسنے خود کو نارمل کرتے بتایا

Downloaded from https://paksociety.com

تھا جہاں پارس چونکی سیٹھ کی آمد سے وہی پیچھے کھڑے چھ سات لڑکے لڑکیوں کے رنگ اڑ گئے تھے آنکھوں میں خوف ہلکورے لینے لگا تھا.....نوری بھی ساکت تھی.....پارس نے گہری سانس کھینچی تھی۔

اسنے بیلٹ اتار کے کوٹ سے لٹکایا تھا اور لیلیٰ اور نور کو تسلی دیتی انکے بیچ سے نکلتی لاؤنج کی جانب بڑھ گئی تھی.....نوران سب کو تسلی دینے لگی تھی.....

وہ جیسے ہی لاؤنج میں آئی تھی سیٹھ تیمور گردن اکڑائے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے بیٹھا مونچھوں کو بل دے رہا تھا جیسے کلف لگے شلوار سوٹ میں تھا ویسے ہی اس کی گردن میں کلف لگی دکھ رہی تھی.....پارس کو دیکھتے ہی وہ کھڑا ہو چکا تھا۔

اسلام علیکم !!!!

جی وعلیکم اسلام پارس سلام کا جواب دیتی آ کر سائیڈ والے صوفے پہ بیٹھ گئی تھی

جی فرمایئے کیا خدمت کر سکتی ہوں؟؟؟؟ پارس بنا لگی لپٹی رکھنے کے سیدھی بات کی طرف آئی تھی

دیکھیں پارس آپ اس علاقے کی بڑی معزز اور قابل قدر شخصیت ہیں اور یقین جانیں میں خود آپکی بہت عزت کرتا ہوں کیونکہ آپ بہت سٹریٹ فارورڈ اور صاف دل اور انصاف.....

اتنی لمبی تمہید کیوں باندھ رہے ہیں ٹو دی پوائنٹ بات کریں.....پارس سیٹھ کی بات کاٹ کر بولی تھی.....

ھمم.....سیدھی بات اتنی سی ہے آپکی لاڈلی نور.....میرے مہمانوں کو میرے خلاف بھڑکا کے زبردستی ساتھ لے آئی ہے.....میری گزارش ہے میرے مہمانوں کو میرے ساتھ بھیج دیں

.....سیٹھ تیمور نے کب سے زہن میں ترتیب دی بات دہرائی تھی

اووو.....پارس کو اب نور کے ساتھ آئے مہمانوں کی سمجھ آ رہی تھی.....

Downloaded from https://paksociety.com

پارس اٹھ کے اندر کی طرف مڑی تھی کہ سامنے نور کھڑی تھی

پارس جھوٹ بول رہے ھیں یہ.....میں کوئی نہیں انکے خلاف بھڑکایا مجھے تو علم بھی نہیں تھا وہ کدھر سے آ رہے ہیں میں تو بیلا کی طرف سے آ رہی تھی شام ہو چکی تھی یہ لوگ بھاگے جا رہے تھے وہ نیچے جنگلی کھائی کی طرف اگر تھوڑا اور آگے بڑھ جاتے تو پلٹ کے کبھی نہ آتے میں بس راستہ بتایا تھا انہوں نے مدد مانگ لی تو .....میں ادھر لے آئی .....نور اک ہی سانس میں بولتی چلی گئی تھی .....پارس کو پتہ تھا نور جھوٹ نہیں بولتی کم از کم پارس سے تو ہرگز نہیں .....سو خاموشی سے سر ہلا دیا تھا

سن لیا سیٹھ صاحب؟؟؟ پارس ہنوز سنجیدگی سے بولی.....

یہ کھڑے ہیں آپکے مہمان.....پارس کے اشارہ کرنے پہ نور نے دیکھا انکی روح پرواز کرنے لگی تھی آنکھوں میں موت کی پرچھائی صاف نظر آ رہی تھی .....نور شرمندہ سی ہوگئی۔

پوچھ لیں خود جانا چاھتے ہیں آپکے ساتھ؟ پارس کے اگلے الفاظ پہ سب کا رکا سانس بحال ہوا تھا نور کو بھی یہی لگا تھا پارس انکے ساتھ بھیج دے گی.....

کیوں شہزادو کیا خیال ہے پھر؟؟؟ چلیں؟؟؟ ہم خود.....سیٹھ تیمور بذات خود چل کر آپکو لینے آیا ہے.....سیٹھ مکاری سے مسکراتے بولا تھا.....

نہیں .....ہم نہیں جائیں گے.....تم بہت بڑے فراڈ ہو ہمیں پھنسانا چاہتے ہو.....نہیں جائیں گے ہم.....اک لڑکی بڑی دلیری سے بولی تھی بنا لحاظ کے.....باقی لب سیئے کھڑے تھے

سن لیا سیٹھ صاحب؟ یا باقیوں سے بھی باری باری گواہی لیں گے؟ پارس بنا کوئی تاثر دیئے بولی سیٹھ دانت پیس کے رہ گیا تھا.....

پارس آپ بیچ میں مت آئیں.....ہم بات کر لیں گے ان سے.....سیٹھ ضبط کرتے بولا تھا

Downloaded from https://paksociety.com

سیٹھ صاحب بول دیا نہ انہوں نے کہ وہ نہیں جانا چاہتے تو؟؟؟تشریف لے جائیں پلیز.....پارس نے باہر کا راستہ دیکھایا تھا

پارس آپ بہت غلط کر رہی ھیں بہت مہنگا پڑے گا یہ کھیل آپکو.....سیٹھ دھمکی کے.....کے انداز میں بولا۔

افف سیٹھ صاحب افف.....یہ میرا گھر ہے اور آپ میرے گھر کھڑے ہو کر دھمکی دے رہے ہیں.....حد ہے.....چلیں جائیں.....جب تک وہ خود نہیں چاہیں گے آپ کچھ نہیں کر سکتے .....نہ لے جا سکتے ہیں.....پارس بھی غصے سے بولی تھی

پارس آپ.....سیٹھ انگلی اٹھا کے بولا.....

سیٹھ تیمور انگلی نیچے.....میں اپنی طرف اٹھنے والی انگلی توڑ دیتی ہوں اور آنکھ نکال دیتی ہوں.....جاؤ یہاں سے اور جو کرنا ہے کر لو.....پارس تپ کے بولی تھی.....

سب سمیت نور بھی سانس روکے کھڑی تھی کہ بیٹھے بٹھائے کہاں پھنسا دیا پارس کو.....مصیبت انکی گلے اسکے پڑ گئی.....سیٹھ مکا بنا کے دوسری ہتھیلی پہ مارتا پاؤں پٹختا نکل گیا تھا.....پارس بنا ان سب کو دیکھے اندر کی طرف بڑھ گئی تھی.....

اور وہ سکھ کا سانس لیتے دلوں میں ندامت لیئے نور کے ساتھ صوفے پہ آ بیٹھے تھے.....

☆☆☆

بھائی صاحب ایسا مت کریں ہم کہاں جائیں گے؟ ہمارا تو کوئی بھی نہیں جسکے پاس جا سکیں .....دیکھیں ہم آپ کے گھر نوکر بن کر رہ لیں گے خدا کا واسطہ ہمیں اس گھر سے مت نکالیں.....وہ عورت ہاتھ جوڑے گڑگڑاتی واسطے دے رہی تھی.....سامنے فرعون بنے کھڑے دونوں میاں بیوی چپ سے ہو گئے تھے شاید کچھ سوچنے لگے تھے.....پھر بیوی کچھ

Downloaded from https://paksociety.com

سوچتی سر اثبات میں ہلانے لگی تھی.....

ٹھیک ہے آ جاؤ.....اجازت دے کر گویا احسان عظیم کیا گیا تھا.....عورت سہمی بچی کا ہاتھ تھامے اندر آ گئی تھی.....

آج کے بعد تم دونوں وہاں سٹور میں رہو گی.....اور کام سارے کرنے ہونگے ذرا بھی کوتاہی مجھے برداشت نہیں.....سمجھی؟؟؟

اور ہاں.....جاتے جاتے وہ پلٹی تھی

ہر کام وقت پہ ھوورنہ یہاں سے جانے کا بندوبست کر کے رکھنا.....تنفر سے بولتی وہ اندر چلی گئی تھی حکم سنا دیا گیا تھا جواب سننا ضروری نہیں سمجھا گیا تھا وہ عورت دوپٹے سے آنسو پونچھتی بچی کو لئے سٹور میں آ گئی تھی گرد اور جالوں سے اٹا سٹور روم کباڑ سے بھرا ھوا تھا.....عورت نے بچی کو سائیڈ پہ بٹھایا اور کمر کس لی تھی.....شام ہونے سے پہلے وہ سٹور کو کافی حد تک صاف کر چکی تھی دو چارپائیاں بچھا کے اپنا سامان رکھ چکی تھی.....بچی ماں کو مسلسل کام کرتے دیکھ کر چپ تھی حلانکہ بھوک سے بے ہوش ہونے کو تھی.....

جب برداشت جواب دے گئی تو اماں پاس آ کھڑی ھوئی تھی

کیا بات ہے میری جان؟؟؟اسے چپ پاس کھڑا دیکھ کر اماں نے گود میں بٹھا لیا تھا

مما بہت زور کی بھوک لگی ہے۔

وہ آہستہ سے بولی تھی.....

اچھا آؤ.....وہ اسے ساتھ لے کے کچن میں آ گئی تھی.....اسنے فریج میں سے سالن نکالا تھا اور آٹا نکال کے رکھا تھا روٹی بنانے کے لیئے.....وہی عورت پھر سے آ ٹپکی تھی.....اور سالن چھین لیا تھا آٹا بھی اٹھا کے فریج میں رکھ دیا تھا

Downloaded from https://paksociety.com

یہ تم نوابزادیوں کے لیئے نہیں رکھا صبح صبح بچوں نے اسکول جانا ہے اس وقت سالن تمہارا باپ بنائے گا کیا؟؟؟ .....اتنا فالتو نہیں ہے کہ یوں تم لوگ ہڑپ کر جاؤ.....فرعونیت انتہا پہ تھی

یہ لو.....اسنے کئی دنوں کی باسی سوکھ کر لکڑی بنی روٹی آگے رکھی تھی

ادھر سے اچار لے کر کھالو.....آنکھوں میں حقارت لیئے باہر کی جانب بڑھی تھی پھر رک گئی تھی

اور ہاں آئندہ بھی احتیاط کرنا محنت سے کما کے لاتے ھیں درختوں سے نہیں توڑ کے لاتے.....

عورت آنسو پی کے رہ گئی تھی.....اسنے وہی روٹی پانی میں بھگو کے رکھی تھی تھوڑی نرم ھوئی تو اچار کے ساتھ بچی کو بھی کھلائی تھی اور خود بھی چند لقمے زہر مار کیئے تھے.....جب وہ بچی کو لیئے کچن سے نکلی تھی وہ عورت لاؤنج میں بیٹھی کسی سے مخاطب تھی۔

دیکھنا تم کیسا بدلہ لیتی اپنی توہین کا اک اک بدلہ لوں گی یہی زلالت کی چکی میں پیس کے ماروں گی.....وہ روتی ہوئی اللہ سے مدد مانگتی سٹور میں آ گئی تھی.....

مما کیا اب میرے کھلونے اور بکس اور میرا کمرا بھی مجھے نہیں ملنا؟؟؟ بچی نے حسرت سے پوچھا تھا اماں جواب دینے کی بجائے اسے ساتھ لگائے رونے لگی تھی.....اور چھ سالہ معصوم بچی حیرت سے اماں کا منہ تکنے لگی تھی.....

☆☆☆

وہ سب لاؤنج میں بیٹھے باتوں میں مگن تھے نور کچن میں تھی رضیہ بوا اور امینہ خالہ کے ساتھ کچھ پکانے میں مصروف.....انکی باتوں اور ہنسی کو بریک لگا تھا جب دولڑکے لاؤنج میں داخل ہوئے تھے.....

اک تو اچھا خاصہ خوش شکل تھا خوبصورت ہیئر کٹ جینز شرٹ میں ملبوس کانوں میں.....پہنے گلے میں جھولتی زنجیر اور بازو پہ بینڈز چڑھائے.....پنٹ کے بیلٹ سے لٹکتا پسٹل.....وہ کوئی بدمعاش لگ رہا تھا ہیرو نما بدمعاش.....دوسرا اسکی نسبت خاصہ ڈیسنٹ دکھ رہا تھا اسکے بھی بیلٹ سے پسٹل لٹک

Downloaded from https://paksociety.com

رہا تھا مگر اسکی شکل دیکھ کر سب کی سیٹی گم ہو چکی تھی ..... کیونکہ جتنا ویل ڈریسڈ اور ڈیسینٹ دیکھائی دے رہا تھا شکل اتنی ہی ڈراؤنی تھی سیاہ رنگ اور اس پر کرخت تاثرات .....نجانے کیوں انکی سانسیں تک سینے میں اٹک گئی تھیں، ان میں سے اک لڑکی اٹھ کر کچن میں بھاگی تھی .....نور فورا باہر آ گئی تھی .....سمیر ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے صوفے پر بیٹھا تھا نور کو دیکھتے ہی آنکھ ماری تھی .....نور گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگی تھی .....جبکہ وہ مسکرانے لگا تھا، دوسرا کھڑا ادھر ادھر نظر دوڑا کے آگے بڑھا تھا جسکی نظر کو تلاش تھی وہ کہیں نہیں تھی .....

ٹیپو بھائی .....پارس ڈھونڈ رہی تھی آپکو کوئی ضروری کام ہے اسکو آپ سے .....پیچھے سے نور کی آواز سنائی دی تھی وہ رک کر اسے دیکھنے لگا نور سمجھ گئی تھی کیا پوچھ رہا ہے۔

ابھی تو آفس ہیں آجائیں تو مل لینا .....نور بتا کر پلٹی تھی سمیر بھی کھڑا ہو گیا تھا

دو کپ چائے نور چھت پہ بھیج دو .....آگے بڑھ کے نور کے کان میں سرگوشی کی تھی وہ اچانک اسکے قریب آنے پہ اچھل کر دور ہوئی تھی اور کچن میں بھاگی .....سمیر بھی ٹیپو کی طرح ان سب کو اگنور کرتا آگے بڑھ گیا تھا جب کہ وہ سب اک دوجے کو دیکھ کے رہ گئے تھے .....

آج پورے ہفتے بعد پارس گھر واپس آئی تھی پورا ہفتہ اپنے آفس کے کاموں میں الجھی رہی تھی .....اور آج جیسے ہی گھر آئی سمیر اور ٹیپو نے گھیر لیا تھا

یہ کیا ہے مہینہ ہو گیا انکو یہاں بیٹھے اور ابھی تک کوئی حل نہیں نکلا انکے مسئلوں کا؟؟؟ پلیز انکو کہیں فورا کچھ کریں اور جائیں یہاں سے .....سمیر بیزار بیٹھا تھا .....

ہاں میں بھی سوچ رہی ہوں کہ چکر کیا ہے نور منہ اٹھا کے لے آئی ہے اور پتہ ہے ہی نہیں کہ انکو تکلیف کیا ہے .....اور وہ بھی کیسے آرام سے ڈھیر اڈا لے بیٹھے ہیں پارس بھی سوچنے لگی تھی .....

آپ بات کر لیں ورنہ میں بات کی تو آپکو ہی اعتراض ہو گا .....سمیر نجانے کیوں ان سے خار

Downloaded from https://paksociety.com

کھائے بیٹھا تھا

نہیں نہیں تم کچھ مت کہنا میں خود دیکھتی ہوں۔ پارس نے کچھ سوچ کر اسے منع کیا تھا وہ سر ہلانے لگا تھا

پارس نے کب سے چپ بیٹھے ٹیپو کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا اسکی نظر پڑتے ہی نظر جھکالی تھی۔

آپکو کوئی کام تھا مجھ سے؟؟؟ نور نے ہفتہ پہلے بتایا تھا آپکو کوئی کام تھا پوچھ رہیں تھیں آپ

میرا.....اسنے نظر جھکائے پوچھا تھا

ہاں.....وہ تب تم لوگوں کی شکایت ملی تھی ریسٹورنٹ میں پیٹا تم دونوں نے کسی کو.....انہوں نے

پولیس کو شکایت لگائی ایس پی گیا تھا آفس.....پارس کو بھی یاد آیا تو بتانے لگی حلانکہ وہ جانتی تھی

وہ دونوں بنا قصور ہاتھ نہیں اٹھاتے.....ضرور کچھ بات ہوگی ایس پی سے تو بات کر لی تھی مگر ان

سے تب سے ملاقات ہی نہیں ہو پائی تھی.....

خیر چھوڑو وہ مجھے علم ہو گیا تھا جو بھی مسئلہ تھا.....اس وقت اک اور مسئلہ آ گیا ہے مجھے سمجھ بالکل

نہیں آ رہی کہ یہ کون ہے اور کس کی بات ہو رہی ہے.....پارس خود الجھی ہوئی تھی.....وہ دونوں

بھی الجھ کر دیکھنے لگے تھے.....پارس ان کو تفصیل بتانے لگی تھی.....

میں پہلے ہی کہہ رہا تھا مفت میں مصیبت گلے میں ڈال لی.....نکال باہر کریں

انکو.....ساری بات سن کر سمیر غصے سے بھر گیا تھا.....ٹیپو نے اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر

ٹھنڈا رہنے کی تاکید کی تھی

مجھے کچھ اور ہی معاملہ لگ رہا ہے.....تم اتنی جلدی ہائپر نہ ہوا کرو.....وہ دونوں چونک گئے

تھے۔

کیسا معاملہ؟ پارس کو بھی کچھ کچھ شک تھا۔

فی الحال کچھ نہیں کہا جا سکتا.....کوئی اک پروف مل جائے پھر.....ٹیپو نے پرسوچ انداز میں

Downloaded from https://paksociety.com

کہا.....پھر بھی کس پر شک ہے اور کیا معاملہ لگ رہا ہے تمہیں؟؟؟سمیر باضد تھا.....

یار دھمکی ان لوگوں کو واپس لینے کی ہونی چاہیئے تھی وہ الٹا ہم سے پنگے بازی کرر ہے ہیں کیوں؟؟؟ٹیپو نے الجھن ظاہر کی تھی

افففف چھوڑو سب فی الحال کچھ نہیں کہا جا سکتا کیوں کہ مجھے خود سمجھ نہیں آ رہی کیا ہو رہا ہے .....اور اس فون کی ابھی کوئی بات کلئیر نہیں.....اسے خود نہیں پتہ اسکی ڈیمانڈ کیا ہے

.....چھوڑ دو.....پارس نے پیشانی مسلتے سب کچھ ذہن سے جھٹکا تھا صاف نظر آ رہا تھا پریشان ہے

.....ٹیپو نے سمیر کو اشارہ کیا تھا اور کھڑے ہو گئے تھے.....سمیر آگے نکل گیا تھا ٹیپو دروازے تک جا کر پلٹا تھا پارس خاموشی سے تکنے لگی تھی.....

پریشان نہیں ہونا.....بالکل بھی نہیں.....

جب تک میں ہوں.....اپنی بات کہہ کر وہ چلا گیا تھا پارس مسکرا دی تھی یوں جیسے بھاری بوجھ سر سے اتر گیا ہو.....خود کو بیڈ پہ گرا کے گہرے سانس لینے لگی تھی

☆☆☆

انہوں نے بیٹی کو تیار کیا تھا اور دروازے تک چھوڑنے نکلی تھیں

اسے کدھر بھیج رہی ہو؟؟؟زرینہ بھابھی نے غصے سے دیکھتے پوچھا تھا

بھابھی سکول بھیج رہی ہوں.....زرمینہ نے نا سمجھی سے جواب دیا تھا

کیوں؟؟؟سکول کیوں؟؟؟فیس اسکا باپ دے گا آ کر؟؟ہم نے کوئی ٹرسٹ سینٹر نہیں کھول رکھا کہ یتیموں کو مفت میں پالتے رہیں.....اور پڑھ کے کونسا اسنے آفیسر لگنا اپنے ساتھ کام پہ لگا اسے کچھ سیکھ جائے گی.....کل جو بیاہنا بھی ہوگا.....آج ساتھ ہاتھ بٹائے گی تو اسکے لئے کچھ اکٹھا کر پائے گی تو اکیلی کچھ نہیں کر سکتی.....آئی سمجھ؟؟؟چل شاباش لے چل

Downloaded from https://paksociety.com

اندر.....زرینہ نے اک ہی سانس میں سب کچھ واضح کر دیا تھا اور بنا کچھ سنے چلی گئی تھی

.....زرمینے بیٹی کو ساتھ لگائے ساکت سی کھڑی کئی پل ہل ہی نہیں سکی تھی یہ قسمت کس موڑ پہ لے آئی تھی آنسو پیتی پلٹی تو سامنے ہی حسین صاحب کھڑے تھے نظر چرا کے پاس سے گزر گئے تھے انہیں دیکھ کے امید کی جو کرن نظر آئی تھی وہ بھی تاریک ہو گئی تھی.....مگر اگلے ہی دن نجانے کیا ہوا تھا زرینہ نے بیٹی کو سکول .....داخل کروانے کی اجازت دے دی تھی مگر بیکن ھاؤس نہیں جہاں ثمر اور ہارون پڑھتے تھے بلکہ قریبی اک چھوٹے سے مڈل سکول میں گورنمنٹ سکول میں جو تھا تو گورنمنٹ کا مگر وہاں نہ کوئی استاد تھا نہ کچھ سامان جو دو تین استاد تھے دل کرتا تو آ جاتے ورنہ بچے کھیل کود کے چلے جاتے.....زرمینے بیٹی کو صبر شکر کر کے وہی لے گئی تھی.....راستے میں زرمینے کو چکر آنے لگے تھے بیٹی کو تو سکول چھوڑ آئی تھی اب اکیلی تھی اک گھر کی دیوار تھام کے بیٹھ گئی تھی..... جب طبعیت کچھ سنبھلی تو رکشہ پکڑ کے ڈاکٹر نورین کے پاس چلی گئی تھی

زرمینے اس حالت میں اتنی لاپروائی اچھی نہیں اپنا خیال رکھا کرو.....

ڈاکٹر کی تاکید پہ نا سمجھی سے تکنے لگی تھی

کیا مطلب؟ مطلب آپ ماں بننے والی ہیں.....اور اتنی ویکنس .....کچھ کھائیں پیئں.....آپ کی اور بچے کی دونوں کی صحت کے لیئے ضروری ہے.....

ڈاکٹر کی اطلاع پہ وہ تو خوش بھی نہیں ہو سکی تھی چپ چاپ سر ہلاتی پرچی لے کر نکل آئی تھی

.....اک خوف.....اک تنہائی بے سہارا ہونا سب مل کر اسے ڈرانے لگے تھے اسنے یہ بات سب سے چھپا لی تھی مگر کب تک اک دن پتہ چلنی تھی اور جس دن سے ڈرتی تھی وہ دن آ گیا تھا

بتا کمینی کس کے ساتھ منہ کالا کیا ہے؟؟ کس کا گند ہے یہ؟؟ زرینہ پیٹتی جا رہی تھی اور ساتھ بکواس کرتی جا رہی تھی۔

Downloaded from https://paksociety.com

بول کم ذات کہاں سے یہ گناہ کی پوٹلی لائی ہے.....بے غیرت خاندان کی بے غیرت اولاد.....جب مار مار کے تھک گئی تو .....تو اک ٹھوکر رسید کر کے اندر چلی گئی تھی زرمینے وہی بے سد پڑی رہی تھی.....گڑگڑا کر رو کر قسمیں واسطے دے کر بھی وہ زرینہ سے بچ نہیں سکی تھی.....اسکی معصوم بیٹی جو اسی وقت سکول سے آئی تھی دروازے میں چپ چاپ کھڑی خوف سے کانپتی رہی پیچھے سے ہارون اور ثمر بھی آ گئے تھے انہوں نے بھی یہ کھیل آنکھوں سے دیکھا اور اسے دیکھ کر مسکراتے رہے اندر جاتے ہارون نے اک لات زرمینے کو رسید کی تھی تو گڑیا نے بھاگ کے اسے دھکا دیا تھا غضب ہو گیا پھر تو اسنے گڑیا کو بری طرح پیٹ ڈالا تھا اور زرمینے کے اوپر دھکا دیتا اندر چلا گیا تھا.....وہ روتی درد سے دوہرے ہوتی ماں کو بلاتی رہی مگر کون سنتا کون تھا وہاں انکا.....شام کو جب حسین صاحب آئے تو صحن میں یوں زرمینے کو گرے دیکھ کر اور گڑیا کو روتے دیکھ کر دل کانپ گیا تھا انہوں نے آگے بڑھ کر زرمینہ کو اٹھایا اور ہسپتال لے گئے.....مگر شاید دیر ہو چکی تھی زرمینے کی روح پرواز کر چکی تھی وہ روتی بلکتی گڑیا کو ساتھ لگائے ڈیڈ باڈی لیئے گھر آ گئے تھے.....پھر کیا ہوا تھا گڑیا کو کچھ یاد نہیں.....یاد تھا تو اتنا ہارون کی خالہ زاد آئی تھی رخما جو اس سے چھ سات سال بڑی تھی ہارون کی ہم عمر.....اسنے گڑیا کے پاس آ کر کہا تھا

جب تم نے گھر سے بھاگنا ہو نا یا منہ کالا کرنا ہو تو میرے گھر آ جانا بلیو می خالہ جیسا بالکل نہیں کروں گی بہت پیار اور سکون سے رکھوں گی عیش کر لینا.....گڑیا تو معصوم تھی سمجھ ہی نہ سکی مگر وہ خاصی تیز اور چالاک لڑکی تھی وہ تینوں ہاتھ پہ ہاتھ مارتے ہنستے اندر کی جانب بڑھ گئے تھے اور وہ وہی کونے میں دبکی سکڑی سمٹی بیٹھی رہ گئی تھی.....

☆☆☆

اے بے غیرت ماں کی بے غیرت اولاد کب تک سوگ منائے گی اس کیمنی کا اٹھ کام کر چل کے وہ تیرا

Downloaded from https://paksociety.com

باپ کرے گا کیا چل اٹھ زرینہ اسے بازو سے کھینچتی کچن میں لے گئی تھی جہاں برتنوں کا ڈھیر لگا تھا ہر چیز گندی بدبودار ہو رہی تھی.....

چل شروع ہو جا یہ سب صاف کر پھر برتن دھو جلدی کر زرینہ نے حکم دینے کے ساتھ دو دھمکے بھی جڑ دیئے تھے وہ آنسو لیئے آنکھوں میں کبھی برتنوں کو دیکھتی کبھی باہر جہاں سے دوبارہ زرینہ کے آنے کا ڈر تھا آنسو پیتی اپنے نرمونازک ہاتھوں سے ایڑیاں اٹھا کے برتن دھونے لگی تھی ہارون اور ثمر کچن کے دروازے میں کھڑے اسکی گڑیا کھلونے جو اسکا باپ اسکے لیئے لایا تھا دبوچے ہنستے اور مذاق اڑاتے جا رہے تھے.....

ہارون تو باقاعدہ نگران کھڑا تھا زرا سا وہ کمر سیدھی کرنے کو سیدھی ہوتی وہ اسکے بالوں سے پکڑ کر گما دیتا تھا ثمر اور رخما پیٹ پہ ہاتھ رکھے دوہرے ہو رہے تھے.....اور پھر یہ روز کا معمول بن گیا تھا ہارون اپنے سارے کام اس سے کرواتا تھا سکول سے آ کر لیٹ جاتا اور اسے کہتا شوز اتارو میرے.....زرا سی غلطی پر اسے ادھیڑ کر رکھ دیا جاتا تھا.....

.....مگر رب کی ذات تھی کہ اب تک چپ سب دیکھتی تماشہ دیکھ رہی تھی

☆☆☆

فون کی بیپ پہ وہ متوجہ ہوئی تھی اور سر اٹھائے بنا ریسیو کر کے فون کان سے لگا لیا تھا.....مگر دوسری طرف سے جو خبر سنائی گئی تھی پارس فورا کھڑی ہو گئی تھی.....اسنے صارم کو سب سنبھالنے کی تاکید کی اور چابی اٹھا کر بھاگی تھی ریش ڈرائیونگ کرتی ڈیڑھ کی بجائے اک گھنٹے میں وہ مری پہنچ چکی تھی.....اسے دیکھتے ہی سعد نامی لڑکا جسکی منکوحہ اغواء ہوئی تھی ہاتھ باندھے اسکے سامنے کھڑا تھا

پلیز خدا کا واسطہ مجھے میری سحر لا دیں میں آپکا ساری زندگی احسان مند رہوں گا.....

آپکو اللہ رسول کا واسطہ.....وہ مرد ہو کر اک عورت کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا رو رہا تھا

Downloaded from https://paksociety.com

ریلیکس.....ریلیکس.....حوصلہ رکھیں کچھ نہیں ھوگا.....اللہ سب بہتر کرے گا.....پارس اسے تسلی دیتی نور کے پاس صوفے پہ آ بیٹھی تھی اور اس سے تفصیل پوچھنے لگی تھی

یار ہم کرکٹ کھیل رہے تھے روحی نے شارٹ لگائی تھی سحر لینے بھاگی تھی دروازے کی طرف مگر کافی دیر انتظار کے بعد بھی وہ نہیں لوٹی ہم گئے ہر جگہ ڈھونڈ لیا مگر وہ کہیں نہیں ملی.....نور نے تفصیل بتائی تھی

ھممم.....وہ سر ہلاتی کچھ سوچنے لگی تھی.....

سمیر اور ٹیپو کدھر ہیں؟؟؟

وہ تو صبح کے کہیں غائب ہیں میں انکو بہت کال کی مگر نمبر بند تھا.....پھر آ پکو فون تبھی کیا.....نور کے بتانے پر اسنے پھر سے سمیر کا نمبر ملایا تھا جو بند.....آ رہا تھا پھر ٹیپو کا ملایا.....شکر خدا کا کہ وہ آن ملا تھا وہ کال پک کر چکا تھا.....پارس کی اطلاع پہ اگلے ہی کچھ منٹوں میں دونوں گھر تھے.....

پارس اور وہ دونوں باہر نکل چکے تھے.....ان تینوں کا شک سیٹھ تیمور تھا سعد لوگ بھی اسی پہ شک کر رہے تھے کیونکہ جن کے ڈر سے وہ گھر سے بھاگے تھے انکے علم میں قطعا نہیں ھوگا کہ وہ کہاں ہیں .....یہ حرکت سیٹھ کی ہے.....مگر ان سب کے برعکس روحی کا کہنا تھا سیٹھ اٹھاتا تو سب کو لے کر جاتا اک کو نہیں.....ٹیپو بار بار روحی کو دیکھتا تھا نجانے کیوں نظر بار بار اسی پہ جا رکتی تھی.....اسنے پارس سے کہا تھا وہ سیٹھ کو اٹھالاتے ھیں مگر پارس نے منع کر دیا تھا بلکہ اسکا پلان کچھ اور تھا جو وہ ان دونوں سے ڈسکس کرنے لگی تھی.....

☆☆☆

چھ ماہ ہو گئے تھے اسے روز ان ظالموں کے ہاتھوں پیٹتے وہ پیاری سی نازک پھول سی بچی مرجھا کے رہ گئی تھی.....سکول چھڑوا کے روز برتن اور کپڑے دھلوا دھلوا کے ادھ موا کر دیا تھا.....آج بھی اتنی بھاری

Downloaded from https://paksociety.com

کھانے کی ٹرے زرینہ بیگم نے رخما کو تھمائی تھی کچن میں رکھنے کو جو اسنے باہر گڑیا کو دیکھ کر پکڑا دی تھی وہ معصوم چھ سات سال کی بچی اتنی بھاری شیشے کے برتنوں سے سجی ٹرے کیسے اٹھاپاتی دھڑام سے گری تھی اور سب چکنا چور ہو گیا تھا.....ہارون زرینہ سب دھماکے پہ باہر آئے تھے گڑیا ڈر کے مارے باہر درخت کے پیچھے جا چھپی تھی .....مامی تو پاگل ہو رہی تھی ہارون ڈھونڈتا پھر رہا تھا جبکہ ثمر اور رخما کھڑی مسکرا رہی تھیں .....گڑیا نے ادھر ادھر دیکھا اور نظر بچا کے گیٹ سے باہر نکل آئی تھی ننگے پاؤں بھاگتی جا رہی تھی خوف سے مڑ مڑ کے دیکھتی جا رہی تھی .....جب بھاگتے بھاگتے تھک گئی تو سڑک کے اک طرف درخت کے پیچھے چھپ کے بیٹھ گئی تھی .....تھکن کے مارے برا حال تھا درخت سے ٹیک لگائے ہی سو گئی تھی .....کہتے ہیں نیند سولی پر بھی آ جاتی ہے وہ تو پھر معصوم بچی تھی جس نہ نقصان کا پتہ تھا نہ نفع کا بس ڈر سے بھاگتی پھر رہی تھی .....جہاں زرا اطمینان ہوا کہ وہ یہاں نہیں وہ سو گئی تھی .....اور اسکے لیئے یہ سونا قسمت کے کس موڑ پر لے کے جانے والا ہے وہ بے خبر تھی .....

☆☆☆

کام ہو گیا پارس .....ان دونوں نے اندر داخل ہوتے اطلاع دی تھی

گڈ ویری گڈ .....

آپکو کیا لگتا ہے اس طرح وہ اپنا جرم مان لے گا؟؟؟ سمیر نے صوفے پر لیٹتے ہوئے پارس سے پوچھا تھا

ہاہاہا، جرم .....جرم ماننے کو چھوڑو دیکھنا وہ سر کے بل چل کے آئے گا سحر کو لے کے .....پارس کھل کے ہنسی تھی .....

یہ آپکو یقین کیوں ہے اتنا؟؟؟ ٹیپو بھی حیران ہوا تھا .....

یقین؟؟؟ یقین نہیں ایمان ہے میرا .....میں وہی کام کرتی ہوں جس پہ میرا ایمان ہوتا ہے

Downloaded from https://paksociety.com

جہاں بس یقین ہو وہاں بھی میں قدم نہیں رکھتی اعتبار یقین بھی اکثر ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں مگر جو باقی رہنے والا ہے وہ ایمان ہے.....سو تم بھی تب تک کوئی کام مت کیا کرو جب تک اسکے ہونے پر پوری طرح ایمان نہ لے آؤ.....پارس کی بات پر دونوں اک دوجے کو تکتے رہ گئے تھے.....

تم لوگوں نے ان کو کچھ کہا تو نہیں ڈرایا دھمکایا یا مارا؟؟؟ جاتے جاتے اسنے پلٹ کے پوچھا تھا.....

ہاہا ضرورت ہی نہیں پڑی.....ڈراوے کے لیئے شہزادے کی صورت کافی تھی سمیر دل کھول کر ہنسا تھا.....پارس نے ٹیپو کو دیکھا تھا جو کھا جانے والے انداز میں گھور رہا تھا اسے.....

بری بات سمیر.....پارس نے ٹوکا تھا.....

سوری.....مگر یہ جگر ہے اپنا.....برا نہیں مانتا.....سمیر نے اٹھ کے بازو اسکے گلے میں حمائل کیا تھا ٹیپو اس مسکے بازی پر مسکرا کر رہ گیا تھا

اچھی بات ہے.....چلو آؤ انکو دیکھیں.....پارس آگے بڑھتی انہیں بھی آواز دے ڈالی تھی دونوں پیچھے بھاگے تھے.....

وہ دونوں سہمے ڈرے بچے اک کونے میں دبکے بیٹھے تھے.....پارس کے اندر داخل ہوتے ہی .....وہ اسے پہچان گئے تھے.....کیونکہ وہ نمرہ کے سکول میں پڑھتے تھے اور پارس اکثر اسکے سکول جاتی تھی اسکی ریپوٹیشن پوچھنے سو سب بچوں سے دوستی تھی کیونکہ وہ بچوں سے بہت پیار کرتی اور بہت سارے کھلونے اور کھانے کی چیزیں دے کر آتی تھی.....وہ دونوں اسے دیکھتے ہی بھاگ کر اس سے لپٹ گئے تھے.....پارس بچوں کی بے خبری اور معصومانہ پہ مسکرا دی تھی اور صوفے پر بیٹھتی انہیں ساتھ بیٹھا لیا تھا.....

پارس آنی یہ گندے ہیں یہ ہمیں یہاں اٹھا لائے ہیں ہم گھر سے لیٹ ہو گئے .....اب ہم گھر سے لیٹ ہو گئے ہیں ماما بابا پریشان ہونگے.....ہمیں گھر چھوڑ آئیں آپ.....دائیں طرف بیٹھا

Downloaded from https://paksociety.com

شایان اسکا بازو تھام کے بولا تھا اسنے دونوں کو بازو کے گھیرے میں لے لیا تھا۔

آپکے بابا کو بتا دیا ہے آپ ادھر ہو وہ خود آئیں گے آپکو لینے.....آپ پریشان مت ہو یہ بتاؤ کیا کھاؤ گے؟؟ پارس انکو باتوں میں لگا کر بہلا چکی تھی انکو کھانا کھلایا ڈھیروں چیزیں کھلونے منگوا کے دیئے تھے وہ سب کچھ بھولے پارس میں گم تھے ٹیپو بڑی حیرت سے دیکھ رہا تھا کہ کیسے منٹوں میں اسنے بچوں کو اپنا بنا لیا تھا.....بچے کھیل رہے تھے اور وہ سامنے بیٹھی اپنے خیالوں میں اتنی مگن تھی کہ موتیوں کی طرح ٹوٹ کے گرتے آنسوؤں کا بھی احساس نہیں ہو رہا تھا.....وہ کیوں رو رہی تھی ٹیپو ناواقف تھا مگر اس کے آنسو اسے تکلیف دے رہے تھے مگر وہ کیا کر سکتا تھا اٹھ کے باہر نکل گیا تھا.....

☆☆☆

ہیلو!!! شاہد.....میری گاڑی خراب ہو گئی ہے میں ادھر گلشن پارک کے دائیں جانب کھڑا ہوں جلدی پہنچو.....انہوں نے فون بند کر کے گاڑی کا دروازہ بند کیا اور بادلوں سنگ گھرے آسمان تلے ٹھنڈی فضا میں سانس لینے لگے تھے.....جب اچانک نظر درخت سے ٹیک لگائی بچی پہ پڑی تھی شام ہو چکی تھی تاریکی پھیلتی جا رہی تھی موسم بھی خراب ہو رہا تھا اس حال میں اس جگہ بچی کا یہاں سونا.....وہ سوچتے بچی تک گئے تھے.....وہ سو رہی تھی انہوں نے اس بازو سے پکڑ کر جگایا تھا.....

.....اس طرح اچانک اٹھانے پہ وہ ہڑبڑا کر سیدھی ہوئی تھی اور ڈر کے مارے درخت سے چپک گئی تھی.....

بیٹا آپکا گھر کدھر ہے؟ دیکھو رات ہو گئی ہے موسم خراب ہے آؤ گھر چھوڑ آؤں؟؟؟ انہوں نے پیار سے کہا تھا۔

گھر؟؟؟ نہیں وہ مار دیں گے.....بڑی زور سے مارتے ہیں وہ.....وہ معصوم سے انداز میں بولی تھی۔

Downloaded from https://paksociety.com

کون مارتا ہے اتنی پیاری سی پری کو؟ انہوں نے گال چھو کر پوچھا تھا۔

ہارون بھائی, رخما اور ثمر آپی, آنٹی سب مارتے ہیں انہوں نے نا میری مما کو بھی مار مار کے مار دیا مر گئی وہ .....انہوں نے مجھ سے میرے بابا کے لائے کھلونے بھی لے لیئے میرا اسکول بھی, بیگ بھی سن کچھ بڑے گندے ہیں وہ.....وہ سب بتاتی گئی.....اتنی سی بچی پر اتنا ظلم انکا دل کٹ کے رہ گیا تھا۔

اچھا چلو آؤ میرے ساتھ میرے گھر چلو.....انہوں نے اٹھانا چاہا تھا۔

کیوں آپنے بھی مجھ سے برتن اور کپڑے دھلوانے ہیں؟؟؟ اسکی بات پہ وہ چپ سے رہ گئے تھے اس عمر میں اتنی باتیں.....انسانیت کہاں جا سوئی ہے اس دنیا سے.....

نہیں.....بالکل نہیں آپ تو بہت پیاری سی باربی ڈول ہو.....آپکو پیار کریں گے ڈھیر ساری چیزیں دیں گے اور کھیلیں گے بھی.....انکی بات پر وہ کچھ دیر چپ رہی تھی

اچھا تو پھر مجھے ہارون بھائی کے گھر تو نہیں چھوڑ کے آئیں گے نا؟؟ آپ مجھے ان سے چھپا لیں گے نا؟؟؟ معصومیت سے بولتی انکو بہت پیاری لگی تھی۔

ہاں بالکل چھپا لیں گے.....بلکہ اسکے ہاتھ بھی توڑ دیں گے جو آپکو ہاتھ بھی لگائے.....اسے تسلی اور پیار کرتے وہ گاڑی تک لے آئے تھے جہاں ڈرائیور کھڑا انکا انتظار کر رہا تھا.....

(بقیہ آئندہ ماہ انشاءاللہ)

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

افسانہ☆باری☆

تحریر: سارا احمد

ان چاروں کی ملاقات اتفاقیہ یا حادثاتی نہیں تھی بلکہ ان کا شوہر مع تصاویر غائبانہ ہر ایک کا تعارف کرا چکا تھا_ملاقات کے لئے انہوں نے جان بوجھ کر یہ جگہ منتخب کی تھی ورنہ شہر میں پارک اور قہوہ خانے کم نہیں تھے_

نسیمہ نے اپنی کہانی ان تینوں کی اجازت سے سب سے پہلے سنانا شروع کی،"جیسا کہ تم سب دیکھ ہی رہی ہو میں کتنی حسین اور شوخ وچنچل ہوں....."یہ کہہ کر اس نے اپنے گورے ہاتھوں کی مخروطی انگلیوں میں پہنی مختلف رنگ کے پتھروں کی انگوٹھیوں کو باری باری گھمایا اور اپنے پتلے پتلے ہونٹوں کی مسکراہٹ کھینچ کر گالوں تک لے گئی .....باقی تینوں خواتین نے ادھر ادھر نظر دوڑا کر اس کی اس بات میں عدم دلچسپی ظاہر کی.....نسیمہ ریلوے اسٹیشن کی اس بھیڑ بھاڑ کو نظر انداز کر کے بولی،"ہاں تو منور سے شادی سے پہلے مجھے ایک لڑکے سے اس شدت کی محبت تھی کہ اپنے کندھے پر میں نے اس کا نام بھی کھدوایا تھا اور پھر اس کی بیوفائی کے بعد اتنی جگہ جلا کر وہ نام چھلسا دیا تھا۔ ماضی کے ان لمحوں کا درد اس کے چہرے سے مترشح ہوا۔

نسیمہ کے خاموش ہوتے ہی منزہ جلدی سے بول اٹھی جیسے اگر وہ ابھی نہ بولی تو کچھ دیر کی اور خاموشی اس کی قوتِ گویائی سلب کر لے گی۔"سوتیلی ماں کی آنکھ کے اشارے پر ہر حکم بجالا کر بھی میرے دل میں خواہش جاگتی کاش ایک بار وہ سگی ماں کی طرح مجھے اپنے سینے سے لگا لے۔ایک اپنائیت بھرے لمس کی حسرت مجھے اس لڑکے کے قریب لے گئی۔اس لڑکے نے مجھے کوئی دھوکہ نہیں دیا،اس کے گھر والے اپنی برادری کے باہر رشتہ کرنے پر راضی ہی نہ تھے....."،منزہ نے اپنی نظریں پلیٹ فارم کے فرش پر ٹکا دیں اور ذرا توقف کے بعد گویا ہوئی،" مگر جتنی بار ہم ملے ایسا لگا جیسے ہمارے جسم مٹی اور دل محبت کے نور سے گندھے ہیں۔ذات پات کا تو کہیں وجود ہی نہ تھا....."،اتنا کہہ کر سانولی سی منزہ اپنے ہونٹوں کو دانتوں سے کچلتے ہوئے اپنی سسکیاں روکنے لگی....."ایک ہفتہ ہوا وہ لڑکا مر گیا،اپنے پیچھے ایک بچی اور بیوہ چھوڑ کر۔اس کی بات مکمل ہونے پر اس کی آزردگی کی وجہ سامنے آئی تو باقی تینوں نے بھی ایک لمحے کی خاموشی اختیار کر لی۔

Downloaded from https://paksociety.com

نسیمہ اٹھ کر جوس لانے چلی گئی۔ مسافر گزرتے ہوئے ایک نگاہ ان پر ڈالتے اور پھر اپنے سامان کی فکر اور منزل پر پہنچنے کی دھن ان کے قدموں کو آگے بڑھا دیتی، رکنے والی ٹرین کی کھڑکیوں کے آگے چائے والے اور دوسرے خوانچہ فروش آواز لگاتے ہوئے گزرتے جاتے۔ نسیمہ نے ان تینوں کو جوس لا کر دیئے پاس سے گزرتے ہوئے ایک قلی نے ان کے بینچ کے آگے پیچھے نگاہ دوڑائی، سامان کے نام پر جب کچھ بھی نظر نہ آیا تو اپنے کندھے اچکاتا ہوا دوسرے مسافروں کی طرف بڑھ گیا۔

منزہ نے چادر کے پلو سے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے جوس کا خالی ڈبا اپنے پاؤں کے پاس نیچے رکھ دیا، ان چاروں کے جوس کے خالی ڈبے ان کے پاؤں کے پاس اکٹھے ہو گئے۔

سروقد فرزانہ کے چہرے پر کبھی نوجوانی میں نکلنے والے دانوں کے نشان مدھم سے سوراخوں کی صورت باقی تھے

"_میری منگنی میرے تایازاد سے طے تھی اور ان کی مرضی کے جہیز کا بندوبست نہ ہونے پر شادی تک بات نہ پہنچ سکی لیکن میرا تایازاد مجھے وہاں تک لے گیا جہاں سے واپسی دن پر بھی کالک پوت دیتی ہے اور پتھر صرف لڑکی کے حصے میں آتے ہیں۔" فرزانہ نے اپنی بات ختم کر کے ان تینوں سے نظریں چراتے ہوئے ان میاں بیوی پر اپنی نظریں جما دیں جو اپنے بچوں کی فوج کو چوزے سمجھ کر گھیرتے اور قابو

کرتے ہوئے ٹرین میں چڑھ رہے تھے، مسکراہٹ کے نام پر ایک ٹیس اس کے سینے میں اٹھی، پلیٹ فارم پر رش بڑھ گیا تھا۔ سیٹی کی آواز اور رینگتی ہوئی ٹرین سفر اور منزل کا سنگم تھی مگر ان چاروں کی منزل نامعلوم اور سفر گروی تھا۔

"غم آنسو حسرتیں،

زندگی کی عنایتیں

تو ہے اتنی مختصر

کیا کریں شکایتیں"

کشور کی گنگناہٹ کسی کنوئیں سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔ وہ تینوں اپنے اپنے خیالوں سے نکل کر کشور کی طرف متوجہ ہوئیں جو درمیانے قد اور بھرے بھرے جسم والی خوش شکل خاتون تھی۔ اپنی بات کے دوران اس نے اپنے

Downloaded from https://paksociety.com

پرس میں سے سیاہ چشمہ نکال کر لگا لیا" غربت مجھے ہر خواہش اور نعمت سے محروم رکھنا چاہتی تھی مگر میرا بچپن باغی تھا ۔جس کسی نے پسند کی چیز کا لالچ دے کر مجھے اپنے پاس بلایا اور اس چیز کی جو قیمت انہیں مناسب لگی لیتے گئے اور میں دیتی گئی۔ میں نے کھلونے اکٹھے کئے اور انہوں نے مجھے کھلونا بنایا۔زندگی کھیل بن گئی، ماں کی مار نے پہلے مجھے ڈھیٹ بنایا اور پھر وہ بھی ڈھیٹ ہوگئی۔گھر کی کئی ضرورتیں پوری ہونے لگیں، ابا سمجھتا اس کی کمائی میں برکت بڑھ گئی ہے۔" کشور نے اپنی بات ختم کردی۔باقی تینوں چشمے کے پیچھے اس کی نم آنکھیں محسوس کرسکتی تھیں۔

منور نے ان چاروں خواتین سے شادی اپنی پارسائی کا ڈھونگ رچا کر کی تھی اور ان کا حق مہر دوسروں سے وصول کر کے اپنا اور ان کے نان نفقہ کا بندبست کرتا تھا، یہ چاروں منور کی شرعی بیویاں تھیں اور مختلف شہروں سے تھیں۔ ماں باپ کے سَر سے بوجھ کی طرح اتریں اور پھر گزرتے وقت اور مجبوریوں نے

بیٹیوں کو ان کے دل اور ذہن دونوں سے اتار دیا۔

ان چاروں میں سے نسیمہ نے ہمت کر کے پوچھ ہی لیا کہ منور رات کس کے ساتھ رہتا ہے کیونکہ ان تین سالوں میں نسیمہ کی باری ایک رات بھی نہیں آئی تھی، حیران نظریں گواہ تھیں کہ باری تو باقی ان تینوں میں سے بھی کسی کی نہیں آئی تھی۔

" مگر اب کون پہلی باری لے گا....."

کشور نے چشمہ اتار کر ان تینوں کی طرف دیکھا۔

"میرا خیال ہے مجھے ہی پہل کرنا چاہیے.....میں نے اپنی خواہشوں کی قیمت تم سب سے زیادہ ادا کی ہے۔"

کشور نے ریلوے پٹری کی جانب اپنے قدم بڑھا لئے۔نسیمہ، منزہ اور فرزانہ نے بھی اس کی تقلید کی، ہر سو ملگجا اندھیرا پھیلا ہوا تھا مگر ریلوے اسٹیشن برقی قمقموں سے روشن تھا۔

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

ناول☆تیرے بن جی نہ سکے☆

(قسط نمبر 5)

تحریر:نعیم سجاد

خلاصہ:

ایشاء جو گھر کے حالات سے تنگ تھی ایک شہری لڑکے کے ساتھ بھاگنے کا پلان کرتی ہے،لیکن وہ اس کو دَغا دے جاتا ہے۔اس کی پھوپھو زبیدہ اپنے بھائی سے بہت محبت کرتی تھیں اور اس میں کسی کو حائل ہونے کی اِجازت نہ تھی۔اس کا ٹکراؤ دائم سے ہوتا ہے جو اس کو گھر لے آتا ہے۔ایاز خان مکروہ شخصیت کے مالک ہیں ان کے دو بیٹے صائم اور دائم ہیں۔بیوی وفات پا چکی ہے۔ان کی ملاقات فارینہ سے ہوتی ہے جو نسٹر کی بیٹی ہے۔ان کا ٹیکسٹائل انڈسٹری میں ایک بڑا نام ہے۔صائم ایشاء کی طرف پیش رفت کرتا ہے۔دائم ایشاء کو اس کے گھر والوں سے ملانے کا کہتا ہے جس پر وہ ڈر جاتی ہے لیکن دائم اس کو سمجھا کر راضی کر لیتا ہے۔دائم جب ایشا کو لے کر اس کے گھر جاتا ہے تو راستے میں ایک لڑکی ان کو عجیب القابات سے نوازتی ہے۔ایشا کے گھر والے سخت غصہ میں ہوتے ہیں اس کے ابا اس کو کبھی دوبارہ یہاں نہ آنے کا کہتے ہیں۔

اس خوبصورت وادی میں پلوشہ اپنے اماں،ابا،بھائی گل جان کے ساتھ رہتی ہے۔ان دِنوں اپنے کزن شہریار کو وادی دِکھانے میں مصروف ہے جو ہفتہ بھر قیام کے لئے آیا ہوا ہے۔وہ اس کی ملاقات اپنے خالا خالو سے کراتی ہے جو شہریار سے بڑی محبت سے پیش آتے ہیں۔پلوشہ شہریار کو بتاتی ہے کہ میری ایک کلاس فیلو ہاتھ دیکھا کرتی تھی اور کہتی تھی میں جو کہوں 90% درست ہوتا ہے۔میں اپنا ہاتھ اس کو نہیں دکھانا چاہتی تھی لیکن باقی کلاس فیلوز کے اصرار پر دکھا دیا،اس نے مجھے بتایا کہ کوئی تم کو دل سے چاہے گا،لیکن تم کو خبر نہیں ہوگی اور جس کے پیچھے تم بھاگو گی وہ تم کو توجہ نہیں دے گا۔مزید کہ تم دل برداشتہ ہو کے خودکشی کی کوشش کرو گی اور میں نے اس کو پتہ ہے کیا کہا،میں نے کہا ہاں وہ جو ہنزہ کا سب سے پُرانا،ہزاروں سال پُرانا قلعہ (Altit fort) ہے ناں میں اس پر سے کود کر جان دے دوں گی۔اور شہریار کو اپنا بزنس شروع کرنے کا کہتی ہے جس کے بارے میں وہ سنجیدگی سے

Downloaded from https://paksociety.com

سوچتا ہے۔اور پلوشہ شہریار کے کہنے پر اس کی پورٹریٹ بناتی ہے۔بالآخر شہریار واپس چلا جاتا ہے۔

راعنہ کوڈبے میں بند چاکلیٹ اور سُرخ گلاب کسی انجان کی طرف سے ملتے ہیں۔سہیلیوں کو بتانے پر وہ اس کا مذاق اُڑاتی ہیں۔بعد میں یونیورسٹی میں بھی اس کی طرف ایک رُقعہ پھینکا جاتا ہے جو موبائل نمبر ہوتا ہے لیکن اس کا آخری لفظ حذف ہوتا ہے۔کومل سے یونیوارسٹی میں ایک لڑکا بدتمیزی کرتا ہے وہ بدلے کے طور پر اس پر پانی پھینک دیتی ہے۔لڑکا کھُل کر میدان میں آنے کو کہتا ہے۔ساشے کومل کا مذاق اُڑاتی ہے۔ان کی یونیورسٹی سرگیلانی جانے والے ہیں اور ان کی جگہ ان کا بیٹا عازب بیرونِ ملک سے آنے والا ہے۔

کائنات اپنی خالا اور اماں کے ساتھ ایک پُرانے محلے میں رہتی ہے،جو اس کو بالکل پسند نہیں۔خالا کا ذہنی توازن درست نہیں۔کائنات کالج میں پڑھتی ہے۔محلے میں ایک بابا اس کو اپنے قدم سیدھے رکھنے کا کہتے ہیں مگر وہ خاطر میں نہیں لاتی۔اس کی ملاقات کالج سے واپس آتے ہوئے ایاز خان سے ہوتی ہے ان کے لائف اسٹائل سے کائنات بہت متاثر ہوتی ہے۔نزہت کی شادی ہونے جارہی تھی کہ عین شادی کے دن لڑکے نے انکار کردیا جس کا نزہت کو سخت صدمہ ہوا۔نزہت کی چھوٹی بہن کے لئے بھی انکار کردیا گیا۔نزہت میں انتقام کا جوش مزید بڑھ گیا وہ اس کی تکمیل کے لئے ایاز خان کے گھر کام کے سلسلے میں جاتی ہے تو وہاں اس کی مُلاقات ایاز خان کی بیوی' نور فاطمہ سے ہوتی ہے جو ایاز خان سے سخت نالاں رہتی ہے۔

جوزی اور جوزف کٹر قسم کے عیسائی تھے،اپنے مذہبی فرائض میں کوئی غفلت برتنا ان کا شیوہ نہ تھا ان کے ماں باپ نے ان کو بہترین عیسائی بنا کر اپنے حصہ کا کام کردیا تھا۔دونوں بچپن کے دوست تھے۔اور اپنے مذہب کے خلاف سننا ان کے لئے ناقابلِ برداشت تھا،جوزی کے فادر ان لوگوں کو ان کے بچپن میں ہی داغِ معارفت دے گئے تھے،جبکہ مادر حیات تھیں،۔جوزی سے پانچ سال چھوٹا ایک بھائی مائیکل تھا جو جسم میں کسی قسم کے disorder کی وجہ سے حتی المکان معذور تھا وہ اپنے سارے غم جوزف سے شیئر کرتی تھی،جوزف اپنے ماں باپ کا اکلوتا تھا،اور والدین حیات تھے، بینک میں ایک اچھی پوسٹ پر تھا۔جوزی نے intermediate کے بعد ایک پرائیویٹ فرم میں جاب شروع کردی تھی۔جوزفین کی ماں اکیلی تھی مائیکل سال بھر کا تھا،جب اس کا باپ وفات پا گیا تھا اس وقت جوزی کی ماں کو صرف جوزف کی ماں کرسٹینا نے ہی سہارا دیا تھا۔جوزی' نیناں کے بُرا بھلا

Downloaded from https://paksociety.com

کہنے جاب چھوڑ دیتی ہے جس کی وجہ سے سکندر بہت پریشان ہے جوزی کا آفس چھوڑ دینے کی وجہ کا سکندر کو علم نہیں ہوتا نیناں جہانگیر' (ہما جہانگیر علی) سکندر عرف رحیم بخش کی کزن ہے۔ سکندر کو اس کی بڑی بہن زبیدہ نے پالا ہے' جو اس کا بہت خیال رکھتی ہیں۔ وہ سکندر کی شادی چاہ رہی تھیں کیوں کہ ان کو پتہ تھا کہ ان کی شادی کے بعد سکندر کا کوئی خیال رکھنے والا ہو۔ زبیدہ کے گھر سے چار گھر چھوڑ چچا چچی کا گھر تھا۔ نیناں' چچا جہانگیر کی اکلوتی بیٹی تھی چچا اور چچی دونوں حیات تھے۔ چچا نرم مزاج جبکہ چچی کا مزاج مرچ تھا۔ سکندر باس کے کہنے پر جب جوزی کو تنخواہ دینے جاتا ہے تو وہاں اس کی ملاقات جوزی کے بھائی سے ہوتی ہے جو سخت بُری حالت میں ہوتا ہے واپس آتے ہوئے اس کا ٹکراؤ اس کے کزن جوزف سے ہوتا ہے جو اسے سب سچ سچ بتا دیتا ہے کہ جوزی نے جاب کیوں چھوڑی۔ سکندر غصہ میں واپس گھر آتا ہے اور زبیدہ کو نیناں کو بُلانے کا کہتا ہے۔ اور نیناں کو سخت سست سناتا ہے جس سے وہ سکندر سے بالکل مایوس ہو جاتی ہے۔

(اب آپ آگے پڑھیے)

پانچویں قسط:

اور وہ دن پلوشہ کے لئے سخت اذیت کے تھے جب احسن بابا اس جہاں سے کوچ کر گئے ان کے اس طرح ساتھ چھوڑ جانے پر گلِ نین بھی بستر سے لگ گئیں اور صرف چند دِنوں کے وقفے سے وہ بھی اس جہاں فانی سے اپنا جمع جتھا لے کر روانہ ہو گئیں۔ یہ یکے بعد دیگرے شاکس پلوشہ کے لئے نا قابلِ برداشت تھے نا صرف پلوشہ کے لئے بلکہ رحیم تایا اور زرنین بی کے لئے بھی سخت اذیت سے کم نہ تھے ایک گھر ویران ہو چلا تھا اتنی جلدی اور اچانک اپنوں کا صدمہ کہاں برداشت ہوتا ہے' سب بالکل تنہا رہ گئے تھے دس دِنوں کے بعد لوگوں کا ہجوم بھی کم ہونے لگا تھا زرنین بی اور رحیم تایا نے بھی اپنے آپ کو اپنے اپنے کاموں میں مصروف کر لیا تھا اور گل جان سکول جانا شروع ہو گیا جبکہ پلوشہ ان کی یادوں کو لئے ہی اپنے شب و روز گزارنے لگی۔

رحیم تایا نے ہی پلوشہ کو بتایا کہ وہ فون کر کے شہریار اور نعمان کو بتا دے شہریار اور نعمان وہاں آئے اس واقعے نے سب کو ہی ہلا کر رکھ دیا تھا۔ شہریار اور نعمان نے ان کو بہت تسلی اور سہارا دیا نعمان چچا دُکانوں کی دیکھ

Downloaded from https://paksociety.com

بھال کرتے تھے۔شہریار کو بھی انہوں نے ہارڈ ویئر کی شاپ ڈال دی تھی۔اس نے بھی اپنے آپ کو کام میں مصروف کرلیا تھا۔ ہفتہ بھر رہ کر وہ لوگ پھر چلے گئے تھے گل جان' ذرنین بی' اور رحیم بابا کو ان کے آنے سے تسلی ملی تھی ان کے جانے کے بعد باقی تو اپنے اپنے کاموں میں غلطاں' اور پلوشہ بولائی بولائی پھر رہی تھی۔

''بابا۔ہم گلِ نین بی اور احسن بابا سے اتنی محبت کرتے تھے وہ کیوں ہم کو چھوڑ کر چلے گئے۔''پلوشہ نے ایک سوال داغا۔

''بیٹا یہ تو قانونِ قدرت ہے' سب نے یہاں سے جانا ہے اب سے میں بھلا ہم بندوں کا اختیار کہاں ۔''بابا نے سرد آہ بھرتے ہوئے کہا احسن ان کے لئے بھائی جیسا تھا۔

''اتنی جلدی وہ ہم کو چھوڑ کر چلے گئے ابا یقین ہی نہیں آ رہا۔ابا وہ ہم کو چھوڑ کر کیوں چلے گئے۔''پلوشہ کا دل دکھی تھا وہ جو پلوشہ ہی کو اپنی اولاد کہتے تھے اس طرح اس کی پرواہ کیے بغیر کیسے جا سکتے تھے۔

''بیٹا ان باتوں پر بحث نہیں کرتے۔جو چلے گئے سو چلے گئے' بس ان کے لئے ایصالِ ثواب کی دُعا کیا کرو ۔ان کو ہماری باتوں سے کوئی فائدہ نہیں پہنچنے والا اور ہماری تکلیف ان کی تکلیف میں بدل جائے گی' سو بہتر ہوتا ہے کہ ہم ان کے لئے ایصالِ ثواب کی نیت سے کچھ کیا کریں قرآن پاک پڑھوا ان کو بھیجو۔درود شریف اور مسنون دعائیں پڑھ کے ان کو بخشو۔''رحیم تایا نے پلوشہ کو سمجھانے کی کوشش کی

''اللہ ہمارے پیارے بندوں کو ہم سے کیوں چھین لیتا ہے۔''پلوشہ اس بات کو چھوڑ نہ پا رہی تھی

''یہ بھی اس کے آزمانے کا ایک طریقہ ہے ایک انداز ہے۔وہ دیکھتا ہے کہ اس کی بے بہا نعمتوں سے جب وہ کچھ لے لے تو اس کا بندہ صبر کرے گا۔سو جو صبر کرے گا تو اللہ اس کو مزید سے نوازے گا۔''رحیم بابا مسکرائے۔

''ہاں یہ بات تو ہے بابا۔اللہ نے ہم کو بے شمار نعمتیں عطا کی ہیں اگر ساری زندگی سجدے میں بھی گزار دیں تو بھی احسان نہیں جھکا سکتے۔''پلوشہ بالآخر جان گئی تھی۔

''بے شک بیٹا۔بس ہم انسان ہی نافرمان ہیں کہ اس کے کاموں کے پیچھے چھپی منطق کو نہیں سمجھتے۔ہم کو بڑی سے بڑی مُشکل پر بھی صبر کرنا ہوگا اور اللہ بے شک ایسے بندوں سے خوش ہو کر ان کو مزید سے نوازتا ہے۔''پلوشہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

Downloaded from https://paksociety.com

اگر تم مل جاؤ زمانہ چھوڑ دیں گے ہم
تمہیں پا کر زمانے بھر سے رِشتہ توڑ دیں گے ہم

خوبصورت انداز میں پیش کرتے طلبا نہایت پُرلطف کیئے دے رہے تھے آج سرگیلانی کی فیئر ویل پارٹی دے گئی جس کا بھرپور اہتمام کیا گیا۔تمام طلبا وطالبات خوبصورت پیراہن میں سجے پارٹی کے رنگوں کو آتشیں کرنے یونیورسٹی میں جمع تھے۔ایسے میں کومل راعنہ اور ساشے بھی کسی سے کم نہیں لگ رہی تھیں کومل پروگرم کی اناؤنسمنٹ کررہی تھی۔راعنہ نے ہرے رنگ کا فراک پہنا ہوا تھا جب کہ ساشے اور کومل نے خوبصورت میکسی پہن رکھی تھی جب پر خوبصورت ایمبر ائڈری کا کام ہوا تھا اور ساتھ ہم نقش کلچس بھی تھے۔تمام پروگرامز کے بعد غیر متوقع طور پر اس نے یہ اعلان کردیا۔

"یقیناً ہمارے تمام ٹیچرز اور فیلوز پارٹی کو انجوائے کررہے ہوں گے اب میں جس پارٹی سپینٹ کو دعوت دینے لگی ہوں وہ ہماری کلاس کی ہونہار اسٹوڈنٹ ہیں جی ہاں میں دعوت دیتی ہوں داون اینڈ اونلی کومل کو کہ وہ اسٹیج پر آئیں اپنی خوبصورت آواز میں کوئی سا نگ سنا کر ہمیں لُطف اندوز کریں۔"

"کیا ساشے یہ اس نے کیا کردیا کمینی چڑیل۔۔" کومل کا دل چاہا راعنہ کا جا کر منہ نوچ لے۔

"ارے کہہ دیا ہے تو کیا ہوا جاؤ کردو پرفارم.....اچھا کوئی اچھا سا سانگ گانا یہاں بہت سے لڑکے ہیں کیا پتہ کسی کی نظر تم پر ٹھہر ہی جائے۔"

"بہت بدتمیز ہوں تم.....مروتم لوگ اور یہ راعنہ میرے ہاتھوں سے تو آج نہیں بچے گی میں تو آج اس کے دو ٹکڑے کروں گی دیکھنا تم۔" کومل کے سر پر بجھی تھی،

"اچھا اچھا ابھی تو جاؤ ناں،دیکھو آدھے سے زیادہ لوگوں کی نظریں تمہاری طرف ہیں۔" ساشے نے سرگوشی کی۔

"اللہ نہ کرے میرے علاوہ ایسے کم ظرف دوست کسی اور کو ملیں۔" کومل نے دُعا کی۔"کیا کروں۔۔"
کومل الجھی الجھی اسٹیج کی طرف بڑھی اسے تو ابھی کچھ بھی ذہن میں نہ تھا کیا کرے اسٹیج پر جا کر کھڑی ہوئی۔گہری

Downloaded from https://paksociety.com

سانس لی۔

لفظ کتنے ہی تیرے پاؤں سے لپٹے ہوں گے
تُو نے آخری خط میرا جب جلایا ہوگا
تُو نے پھُول کتابوں سے نِکالے ہوں گے
دینے والا بھی تُجھے یادتو آیا ہوگا۔

سامنے مشتاق بیٹھے تھے۔اور سنانے والی کی سانس رُکی ہوئی تھی۔

تیری آنکھوں کے دریا کا' اُترنا بھی ضروری تھا
محبت بھی ضروری تھی' بچھڑنا بھی ضروری تھا
ضروری تھا کہ ہم دونوں طوافِ آرزو کرتے
مگر پھر آرزؤں کا بکھرنا بھی ضروری تھا
تیری آنکھوں کے دریا کا' اُترنا بھی ضروری تھا۔

ساتھ ہی آنکھیں بند تھیں یک دم کہیں اور سے آواز آنا شروع ہوگئی۔کومل نے آنکھیں کھولیں۔ایک لڑکا اسٹیج پر کھڑا وہی سانگ آگے کنٹینیو رکھے ہوئے تھا

بتاؤ یاد ہے تم کو وہ جب دِل کو چُرایا تھا
چُرائی چیز کو تم نے خُدا کا گھر بنایا تھا
وہ جب کہتے تھے میرا نام تم تسبیح میں پڑھتے ہو
محبت کی نمازوں کو قضا کرنے سے ڈرتے ہو
مگر اب یاد آتا ہے وہ باتیں تھیں محض باتیں
کہیں باتوں ہی باتوں میں مُکرنا بھی ضروری تھا
تیری آنکھوں کے دریا کا' اُترنا بھی ضروری تھا۔

سب نے پارٹی انجوائے کی تھی مگر اس بار سب کو لُطف آ گیا تھا۔ساشے بھی ساتھ ساتھ گنگنا رہی تھی۔

Downloaded from https://paksociety.com

وہی ہیں صورتیں اپنی وہی میں وہی تم ہو
مگر کھویا ہوا ہوں میں، مگر تم بھی کہیں گُم ہو
محبت میں دغا کی تھی'' سو کافر تھے سو کافر ہیں
ملی ہیں منزلیں پھر بھی
مُسافر تھے مُسافر ہیں تیرے دل کے نکالے ہم کہاں بھٹکے کہاں پہنچے
مگر بھٹکے تو یاد آیا بھٹکنا بھی ضروری تھا
تیری آنکھوں کے دریا کا' اُترنا بھی ضروری تھا
ضروری تھا کہ ہم دونوں طوافِ آرزو کرتے
مگر پھر آرزؤں کا بکھرنا بھی ضروری تھا
تیری آنکھوں کے دریا کا' اُترنا بھی ضروری تھا۔

لڑکے نے ساتھ ساتھ گنگنا دیا یہ پورا مصرعہ کومل اور لڑکے نے ردھم میں گایا تھا۔ ختم ہونے پر سب نے تالیوں سے ان کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ کومل نے شکر کیا اور بھاگ نکلی جبکہ لڑکا ابھی مزید کے موڈ میں تھا۔

کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے
جاگے جاگے کوئی سوتا ہے
بن چاہے کہیں کھوتا ہے
کہیں ایسا نہ ہو جائے
کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے
جاگے جاگے کوئی سوتا ہے
بن چاہے کہیں کھوتا ہے
کہیں ایسا نہ ہو جائے

سب کے چہروں سے واضح تھا کہ وہ پارٹی کے اس حصہ کو واقعی انجوائے کر رہے ہیں۔ کومل نے نیچے آتے

Downloaded from https://paksociety.com

ہی سانشے کو زور سے کہنی ماری۔

نظر سے نظر ملی، نظر سے نظر ملی
تو دیکھیں گی آنکھیں سپنا
جو یوں کوئی ساتھ چلے
جو یوں کوئی ساتھ چلے وہ لگنے لگے گا اپنا
کب ارماں مچلیں گے کس کو ہے یہ پتہ
کب موسم بدلیں گے کس کو ہے یہ پتہ
پیار ہو جاتا ہے کیسے جانے نجانے دل تیرا
نظر سے نظر ملی، نظر سے نظر ملی
تو دیکھیں گی آنکھیں سپنا
جو یوں کوئی ساتھ چلے

"کیا ہے۔۔"

"کچھ نہیں۔۔"

"اچھا ایک بات تو سنو یہ لڑکا تمہارا پیچھا کرتے کرتے یہاں آ گیا ہے کیا وجہ ہے ہمارے ڈیپارٹمنٹ کا تو ہے نہیں۔"

"کیا یہ وہی لڑکا تھا۔؟" کومل نے اب اس لڑکے کو بغور دیکھا۔

جو یوں کوئی ساتھ چلے وہ لگنے لگے گا اپنا
باتیں جو کریں گی بات بات میں
خواب ہی خواب ہونے لگے ساری رات میں
ہوگا جب پیار تجھے ہوگا جب قرار تجھے
تو یہ سوچ لے

Downloaded from https://paksociety.com

آ گیا وہ پاس کہ جو دور ہے مان جا کہ ہونا یہ ضرور ہے وہ جو دل تو دیوانہ ہے

کب کہاں مانا ہے

''ہاں کیوں تم نے دیکھا نہیں کیا۔''

''نہیں تو میری تو خود جان پہ بنی تھی اس خبیث نے مجھے بتائے بغیر میرا نام انا ؤنس کر دیا۔''

''اچھا ویسے اس لڑکے کی وائس اچھی ہے۔'' ساشے نے تعریف کی۔

تو یہ سوچ لے

نظر سے نظر ملی، نظر سے نظر ملی

تو دیکھیں گی آنکھیں سپنا

جو یوں کوئی ساتھ چلے

جو یوں کوئی ساتھ چلے وہ لگنے لگے گا اپنا

کب ارماں مچلیں گے کس کو ہے یہ پتہ

پیار ہو جاتا ہے کیسے جانے نجانے دل تیرا

نظر سے نظر ملی، نظر سے نظر ملی

تو دیکھیں گی آنکھیں سپنا

جو یوں کوئی ساتھ چلے

تالیوں کی ایک زوردار گونج نے سنگر کو خراجِ تحسین پیش کیا۔

سر گیلانی کو آخر پر اسٹوڈنٹس کو اپنے خیالات کا اظہار کرنے کا کہا گیا۔

''دیکھو بچو! آپ ہمارا آج ہو، کل ہو اور مستقبل ہو۔ ایک نئی صبح کی اُمید ہو، خوشیاں ہو، ساتھ ہو۔ کامیابی ہو، جشن ہو۔ اور ہماری یہ ساری خواہشیں اور حسرتیں تبھی پوری ہوں گی جب تم لوگ کچھ کر دِکھانے کا جذبہ رکھتے ہوں گے۔ زندگی چند لمحات کی ہے، ہم بے فکر ہیں۔ زندگی آگے بڑھتی ہے ہم آگے بڑھتے ہیں ہم کو معلوم نہیں درحقیقت ہم اپنی زندگی کو کھو رہے ہیں۔ اپنی منزل پر پہنچ رہے ہیں۔ یاد رکھو ہمیشہ متحد رہو، متحد رہو گے تو کوئی تم کو نقصان نہیں

Downloaded from https://paksociety.com

پہنچا سکتا قرآن کریم میں بھی فرمایا گیا ہے آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ اور تفرقات میں نہ پڑو۔ انسان کامیابیاں تو سمیٹنا چاہتا ہے لیکن کسی کا سچا ساتھ نہیں۔ انسان خود تو اچھائی چاہتا ہے کہ ہر ایک اس سے بھلائی کرے' خود دوسروں کے ساتھ جو مرضی کرتا پھرے۔ کوئی احساس نہیں' اب آخر یہ بات اتفاق سے رہو نفاق سے نہیں۔ خوش رہو شاد رہو۔ لیکن ہمیشہ we رہو کیوں کہ we رہنے میں ہی تمہاری بھلائی ہے I ہمیشہ اکیلا رہتا ہے اور کسی بھی طوفان و مصیبت میں اکیلا ہی رہتا ہے۔ we بنو' I نہ بنو کیوں کہ ایک' ایک جبکہ دو گیارہ ہوتے ہیں ۔ اس پارٹی کا اہتمام کرنے والے تمام فیلوز کا اسپشلی تھینکس اور تمام ٹیچر اسٹاف کا بھی کہ انہوں نے اتنی محنت سے یہ پروگرام ترتیب دیا۔ اللہ آپ سب کو کامیابیوں سے نوازے۔ آمین۔'' پورا آڈیٹوریم تالیوں سے گونج اُٹھا۔

''کمینی میں تم کو چھوڑوں گی نہیں تم نے مجھے کیوں بُلایا اسٹیج پر۔' کومل پارٹی ختم ہوتے ہی راعنہ پر چڑھ دوڑی۔

''تو کیا ہوا بھئی تم نے اور اس لڑکے نے اتنی اچھی پرفارمنس دی۔ سوچو تو مجھے تو لگتا ہے اللہ تم دونوں کو بار بار ملا رہا ہے دیکھو لائبریری' پھر پانی گرانا پھر کینٹین اور اب گانا بھی ساتھ گالیا۔ گانے ہی گانے میں دل کی کیفیت بھی کہہ لی۔'' ساشے نے راعنہ کی سائیڈ لی اور راعنہ ساتھ ساتھ سر ہلاتی جا رہی تھی۔

''زہر لگتے ہیں مجھے ایسے چھچھورے لڑکے۔۔'' کومل نے حقارت سے سر ہلایا۔

''اچھا یار ویسے کھانا مزے کا ہے چلو جلدی پھر پکس بنائیں گے، ختم کرو اس بحث کو۔ کومل ویسے تم اس لڑکے کے ساتھ جچ رہی تھیں۔ ہاں کیا نام تھا اس کا ہاں صائم کے ساتھ۔'' ساشے نے کومل کو مزید چڑایا۔

''اس بدتمیز کو اسٹیج پر چڑھنے کس نے دیا۔ یاد نہیں تم لوگوں کو کیسے کینٹین میں وہ ہم کو وارن کرنے آیا تھا۔ اور ویسے بھی یہ لڑکا تو کیمیکل انجینیرنگ کا ہے نیوکلیئر میں اس کا کیا کام۔۔''

''محترمہ اگر آپ عقل سے پیدل نہ ہوں تو وہ کچھ کلاسز نیوکلیئر ڈیپارٹمنٹ میں بھی لیتا ہے۔'' راعنہ نے کومل کے نالج میں اِضافہ کیا۔

''اچھا تمہاری بڑی نظر رہی اس پر کہو تو بات چلاؤں۔ اچھا بات چلانے سے یاد آیا ساشے تمہارے بھائی کی شادی کب ہے۔؟''

Downloaded from https://paksociety.com

''جلد ہوگی ابھی ڈیٹ ڈ سائیڈ نہیں ہوئی شادی فروری کے اینڈ تک۔'' ساشے سوچتے ہوئے بولی۔''شکر ہے پیپرز وغیرہ سے جان چھوٹ جائے گی۔اچھا بتاؤ تم کب منگنی کررہی ہو۔'' کومل نے پوچھا۔

زرد دھوپ پھیلتی جارہی تھی۔پرندے گھروں سے نکل آئے تھے۔چیں چیں کی آواز درختوں کے اُوپر سے آتی تھی اور ساتھ ساتھ لوکاٹ توڑتے اس کو کھاتے یا کچھ کو کھینچ کر توڑ کر پھینک کر بھاگ جاتے۔

''کیا مطلب منگنی۔۔؟'' ساشے نے اچھنبے سے کومل کے طرف دیکھا۔

''ارے بھئی تمہاری منگنی کرن بھابھی کے بھائی سے نہیں ہونے والی تھی۔'' دونوں نے ساشے کو بغور دیکھا۔

''نہیں میں نے انکار کردیا۔'' ساشے آرام سے بولی۔

''انکار۔واہ نخرے تو دیکھو محترمہ کے۔کیوں کیا انکار اتنے اچھے تو ہیں ارسل بھائی۔'' راعنہ بھی اس کی اس بات پر سٹپٹائی تھی انہوں نے تو یہی سنا تھا کہ اس کی ہونے والی بھابھی کے گھر والے کرن بھابھی کے چھوٹے بھائی کے لئے ساشے کا رشتہ طلب کررہے تھے لیکن ساشے اس طرح انکار کردے گی ان کو بالکل دھچکا لگا تھا۔

''میں اس سے شادی نہیں کرسکتی تھی۔'' ساشے نے لاپرواہی سے کہا۔

''کیوں یہ کیا بات ہوئی اتنے اچھے ہیں ہینڈسم ہیں اور پھر تمہارے دیکھے بھالے۔'' کومل نے بھی حیرانگی کا اظہار کیا۔

''اچھا تو تمہارے کہنے کا مطلب ہے کہ کو دیکھا بھالا ہو ہینڈسم ہو میں اس سے شادی کرلوں۔'' ساشے نے کومل سے پوچھا۔

''نہیں یہ تو صرف یہ کہہ رہی ہے کہ ہر کوئی ارسل نہیں ہوتا۔'' راعنہ نے کومل کا دِفاع کیا۔

''وہ میرا آئیڈیل نہیں ہے میرا ہم سفر اس جیسا نہیں ہوسکتا'' ساشے کے اس بات پر دونوں ہی چونکی تھیں۔

''چلو جی ساشے بی بی تو گئیں کام سے بوڑھی ہوجاؤ گی،کوئی بیاہے گا نہیں تم کو۔یہ جو نخرے دِکھاتی ہو۔چار پانچ سال گزرنے دو۔یہ جلد جب بوڑھوں کی طرح لٹک جائے گی آنکھوں کے پپوٹے آنکھوں پر آگریں گے پھر کرنا شادی۔دادی اماں بنی پھرو گی جب۔'' کومل نے اس کو مستقبل کی خطرناک جھلک دِکھائی۔

Downloaded from https://paksociety.com

''اسٹاپ اِٹ یار چھوڑو اس بحث کو۔تو کیا تم نے واقعی انکار کر دیا ساشے۔۔؟'' راعنہ کو ساشے کی اس بات پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

''ہاں یار میں جھوٹ کیوں بولوں گی میرا آئیڈیل ارسل نہیں ہو سکتا وہ تو اور ہی انداز کا ہو گا جس کے کہیں پہنچنے سے ہوائیں مہکنے لگیں گی' اس کے چلنے سے دل کی دھڑکن تھم جائے اس کے تنے ہوئے مغرور ابرو اس کی گھور آنکھوں سے باندھ کر رکھ دیں اس کا دراز قد' ہستی پر چھا تا نظر آئے اس کی ایک ایک بات یاد رکھنے کے قابل ہو' اس کی ایک ایک عادت اپنانے کے لائق ہو۔اور اس کو دیکھنے کی تاب نہ ہو مگر دل صرف اسی ایک ہی کی تمنا کرتا چلا جائے۔ویسا ہے میرا آئیڈیل اور پتہ ہے راعنہ مجھے یقین ہے میرا آئیڈیل مجھے ضرور ملے گا۔اور یہ بھی بتا دوں میں اپنا آئیڈیل کسی کے پاس نہیں چھوڑوں گی چھین لوں گی اس سے اگر کسی کے پاس ہوا تو' کیوں کہ وہ صرف میرا ہے صرف میرا۔۔'' ساشے کے مصمم اِرادے بھانپ کر کومل اور راعنہ بھی کانپ گئیں۔

''بس بس بہت ہو گیا کیوں ڈرا رہی ہو ہم کو۔چلو چلتے ہیں سرگیلانی سے مل آئیں۔اور پکس بھی بنانی ہیں۔'' کومل نے ان کو ڈیسک سے اُٹھنے کا کہا۔

سرگیلانی کے گرد کافی اسٹوڈنٹس کا گھیراؤ تھا وہ بھی سرگیلانی سے ملیں۔اور ان کے ساتھ یادگار لمحات اپنے کیمروں میں مُقید کیے۔سرگیلانی آج ساری پارٹی میں مسکراتے ہوئے ملے تھے ہاں بالکل کچھ لوگوں کو دیکھ کر لگتا ہے کہ اس پر ہر وقت غصہ ہی سوار رہتا ہے اور ان کو صرف غصہ کرنا ہی آتا ہے لیکن جب وہ مسکرائیں تو یہ پتہ چلتا ہے کہ ان کی مسکراہٹ شاید نایاب ہے جو وہ ہر کسی پر لوٹانا نہیں چاہتے۔تینوں نے مسکراتے ہوئے سر کو الوداع کیا اور سرگیلانی نے بھی ان کو نیک دُعاؤں سے نوازا۔بالآخر پارٹی اختتام پذیر ہوئی اور یونیورسٹی ایک عظیم استاد سے محروم ہو گئی۔

☆☆☆

''ویسے ابا ان کے لئے بہت بڑا صدمہ تھا کیسے برداشت کر رہے ہوں گے۔'' شہریار سوچ میں ڈوبا ہوا تھا' نعمان بٹ سے گویا ہوا۔

''ہاں بیٹا۔سب سے بڑا نقصان کسی بندے کا ساتھ چھوڑ جانے کا ہوتا ہے باقی چیزیں تو آنی جانی ہیں۔

Downloaded from https://paksociety.com

احساس اور رِشتے سے ہی انسان کی پہچان ہوتی ہے۔''نعمان بٹ کے دل میں بھی ہوک اُٹھتی تھی۔''ان کی کوئی اولاد بھی نہ تھی پلوشہ کو بہت عزیز رکھتے تھے وہ اور انہوں نے جس پیار کا اِظہار مجھ سے کیا تھا۔وہ مجھے کبھی نہیں بھُولے گا۔''شہریار بھی دُکھی تھا کسی کے ساتھ زندگی بِتا دو تو بھی کیا پتہ بندے کا احساس نہ ہو' مگر کُچھ لوگ ہوتے ہیں جن کے ساتھ لمحے بیتیں' تب بھی وہ دِل میں ایک وسیع جگہ بنا لیتے ہیں۔

''ہاں بالکل میرا وہاں آنا جانا بہت کم رہا لیکن ان سب کا اخلاقی کردار بالکل مثبت ہے۔سب اتنے اخلاق سے پیش آتے ہیں کہ اس سے اپنائیت کا احساس دیر پا رہتا ہے پہاڑ پر بسنے والے لوگ پہاڑ ہی کی طرح ہوتے ہیں بلند حوصلہ۔مگر اندر سے روئی کے گالوں کی طرح۔ان کا اخلاقی کردار ہمارے شہریوں کے اخلاق سے کہیں گُنا بہتر ہوتا ہے۔مہمان دیکھ کر ان کے چہرے پر جو خوشی اور تپاک ہوتا ہے آنے والے کو خوش کر دیتا ہے اور ہم اگر کوئی مہمان آ جائے تو بس یہی دُعا کرتے ہیں کہ کب جائے گا اور جان چھوٹے گی میں یہ نہیں کہہ رہا کہ سب ایسے ہوتے ہیں ہمارے میں بھی اچھے لوگ موجود ہیں۔بس اچھے بُرے لوگ تو ہر جگہ موجود ہوتے ہیں۔''

''اچھا ابا اب ہم کب جائیں گے ان کو وفات پائے دو مہینے ہو گئے ہیں۔''شہریار پھر جانے کے لئے تیار تھا

۔

''ہاں پھر جاؤں گا سب کا پتہ کرنے تم میری مانو تو اب چھوڑو نہ جاؤ دُکان کو دیکھو نیا نیا کاروبار ہے' دھیان دو دیکھو شروع سے ہی اندازہ ہوتا ہے کہ کام اچھا نکل رہا ہے ویسے تم کو یہ عقل کا مظاہرہ کرنے کو کہا کس نے۔میں تو برسوں سے کہہ رہا تھا مگر تمہارے کانوں پر جوں بھی نہیں رینگ رہی تھی۔اور بالکل آوارہ گردی چھوڑنے کے حق میں نہ تھے۔پھر یہ کایا پلٹ کیسے۔''نعمان بٹ نے جاننے کی کوشش کی۔

''بس بابا مجھے احساس ہو گیا کہ اب نکما نہیں بیٹھنا چاہیے۔کچھ کام کرنا چاہیے تا کہ آئندہ زندگی سکھ سے گزرے۔''پلوشہ کا نام لینے سے اس نے حتی المقدور اجتناب کیا تھا کیوں کہ اس صورت میں شہریار کو ذدو کوب کیا جاتا۔

''ہاں ٹھیک ہے نا اپنا کماؤ اپنے ہاتھ کا کمایا جتنا لطف دیتا ہے کسی اور کا کمایا کھانے میں وہ لُطف حاصل نہیں ہوتا۔''

Downloaded from https://paksociety.com

''جی ابا اچھا اب میں دُکان پہ جاؤں کیا پتہ کوئی گاہک آیا ہو۔''شہریار اُٹھ کر جانے لگا۔

''ہاں جاؤ ویسے میں سوچتا تھا کہ پلوشہ کا رشتہ مانگ لوں اچھی بچی ہے محنتی ہے تمہاری کیا رائے ہے۔''
شہریار کی آنکھوں میں دیئے جلنے لگے۔

''جی ابا آپ جو مناسب سمجھیں کریں یقیناً آپ اچھا ہی کریں گے۔''شہریار سے رُکنے نہ پایا جا رہا تھا۔
کہیں دِل کی داستان لبوں سے نکل نہ جائے یا کوئی نشانی ہی نہ نظر آ جائے ابا کو۔

''اچھا چلو ٹھیک ہے اس بار جاتا ہوں تو بات کرتا ہوں ان سے۔''شہریار کے من میں پھول کھلنے لگے
۔پلوشہ کے خواب تو اس نے جاگتے سوتے دیکھے تھے اور اگر قسمت مہربان ہو کر پلوشہ کو اس کے نصیب میں لکھ رہی ہے تو انکار کیوں کر ممکن تھا۔

''OH YES''چہرہ خوشی سے کِھل اُٹھا وہ جلدی سے اُٹھ کر باہر نکل گیا کہیں چور پکڑا نہ جائے۔

☆☆☆

''میں نے آپ کو پہلے ہی کہا تھا کہ میں نہیں جاؤں گی وہاں۔دیکھ لیا ناں آپ نے۔ ۔''ایشاء روتے ہوئے گھر کے اندر داخل ہوئی۔

''اچھا ناں پریشان نہ ہوں۔اب ان تک یہ خبر تو پہنچ گئی ہے ناں کہ تم خیریت سے ہو ٹھیک ٹھاک ہو۔بے شک جو مرضی ظاہر کریں یہ تو بہر حال ان کو فکر تھی کہ تم کدھر گئیں اب وہ نارمل ہو جائیں گے وقتی غصہ تو ان کا حق بنتا ہے ناں تمہاری حرکت ٹھیک تھی کیا تم بتاؤ۔۔''دائم اس کے ساتھ ساتھ چلا جا رہا تھا۔

''مجھے پتہ ہے میں نے غلط کیا ہے مگر آج ابا نے دوسری دفعہ میرے لئے ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں انہوں نے اتنا سخت مجھے کبھی کچھ نہیں کہا تھا۔''ایشاء مسلسل رو رہی تھی۔

''ایک بار میری بھی سن لو تم نے خود کہا تھا کہ محلے کا ایک لڑکا تم کو تنگ کرتا تھا۔تم اس کی بدتمیزیاں چھپاتی رہیں اور وہی باتیں جو تم کو اپنے والد کو بتانا چاہئیں تھیں تمہاری پھوپھو نے تمہارے والد کو مرچ مسالے کے ساتھ بتائیں تمہاری پھوپھو کے منہ میں جو آیا وہ بولتی رہیں اس لڑکے نے تمہاری پھوپھو کے سامنے تم پر خط پھینکا اور انہوں نے اس کی کلاس لینے کی بجائے تم کو ہی سنانی شروع کر دیں اور تمہارے والد کو جلدی شادی کر دینے کا کہا۔

Downloaded from https://paksociety.com

اوران سب حالات کے علاوہ تمہارا موبائل پر ایک لڑکے سے رابطہ رہا جس نے تم کو گھر سے بھاگ آنے کا کہا اور خود کم ظرف لوگوں کی طرح کہیں اور جا نکلا۔ جس کا تم کو حقیقی نام بھی نہیں پتہ اس نے تم کو اپنا نام بتایا ہوگا مگر اصل نہیں' اتنا مجھے یقین ہے شکر کرو وہ آ نہیں گیا کیا پتہ وہ کون تھا کہاں کا تھا۔ تم اسے جانتی نہیں تھیں' دیکھا نہیں تھا۔ آج کل کے زمانے میں ہمارے نوجوانوں کا سب سے بڑا مسئلہ یہی ہے کہ جس کو جانتے ہی نہیں' میسجز پر' کال پر فیس بک پر' اور واٹس اپ پر دن رات لگے رہتے ہیں اور حقیقی رشتوں کو وقت دینے کے بجائے ان کی توجہ ان دوستوں میں اٹک جاتی ہے۔ یہی سب تمہارے ساتھ ہوا اس سب میں بتاؤ تمہارے گھر والوں کا کیا قصور نکلتا ہے تمہاری پھوپھو تمہارے والد کے ساتھ کسی کو برداشت نہ کر پائیں اسی لئے پہلے آپ کی امی اور پھر دوسری عورت سے بھی ان کی جلدی جان چھوٹ گئی۔ اب تم ٹھنڈے دماغ سے سوچو یہ بہت کم ہے کہ انہوں نے تم پر غصہ کیا جب اس لڑکے نے تم کو تنگ کرنا شروع کیا تھا تو تم اسی وقت اپنے والد کو بتاتیں وہ بہتر حل ڈھونڈ لیتے۔ فون پر کسی اجنبی سے تو تم کو بالکل بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔ یہ تھی تمہاری دوسری غلطی اور سب سے بڑی غلطی تم نے گھر سے نکل کر کی' لیکن شکر کرو کہ اس کا خمیازہ تم کو نہیں بھگتنا پڑا۔ ورنہ یہاں چپے چپے پر کیسے کیسے لوگ موجود ہیں تم تصور بھی نہیں کر سکتیں۔۔ اب حوصلہ کرو آنے والے وقت و حالات کا مُقابلہ کرو۔ انشا اللہ سب بہتر ہو جائے گا۔ پریشان نہ ہوں میں نے یہ سب تم کو تمہاری کوتائیاں بتانے کے لئے ہی نہیں دوسروں کی باتیں' جو برداشت کیں تم نے اپنی غلطی کی وجہ سے کیں' یہ بتانا مقصد تھا میرا یہ مقصد نہیں کہ تم میرے سامنے شرمندہ ہوں۔ اب جو ہونا تھا ہو چکا' گزر چُکا۔ اب اپنے آپ کو سیدھے راستے پر لے آؤ۔ نماز پڑھا کرو' قرآن مجید کی تلاوت کیا کرو اور صبر کرو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔'' دائم اس کے سامنے کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

''میں آپ سے سخت شرمندہ ہوں آپ کو میری وجہ سے اتنی باتیں سننی پڑیں۔'' ایشا' نظریں نہ اُٹھا پا رہی تھی

۔

''نہیں شرمندہ ہونے کی کوئی بات نہیں' وہ بزرگ تھے' غصہ میں تھے میں ان باتوں کا بُرا اس لئے منا تا کہ وہ مجھ میں ہوتیں اور وہ سارے جہاں میں پرچار کر رہے ہوتے۔ رفتہ رفتہ ان کو سب سمجھ میں آ جائے گا۔'' دائم نے مسکرا کر ایشا' کی خفت کم کرنے کی سعی کی۔

Downloaded from https://paksociety.com

''آپ کا بہت شکریہ مگر اب میں وہاں نہیں جاؤں گی۔۔'' ایشا گھبرا گئی تھی۔

''اچھا نہ جانا ٹینشن نہ لو۔خوش رہو۔،اب آرام کرو تم۔کچھ کھانا پینا ہوا تو ملازمین میں سے کسی کو کہہ دینا۔ جو چاہیے ہو اتم کو لا دیں گے۔اوکے۔'' جواباً ایشا بھی مسکرائی وہ اس کا کتنا خیال رکھتا تھا یہ اجنبی۔کیا دُنیا میں ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو کسی فائدے کے بغیر کام کرتے ہیں۔

ایشا سوچتی گئی اس کا دل عجب لَے میں دھڑک رہا تھا دائم اس کو اچھا آدمی لگا تھا' اس نے دل کو ڈپٹا بھلا اس کا اور دائم کا کیا جوڑ۔وہ دائم کو کن نظروں سے دیکھنے لگی ہے اور وہ تو اس سے صرف ہمدردی کرتا ہے۔میں کہاں وہ کہاں۔۔مگر جو ہونا تھا وہ ہو چکا تھا مگر اس نے اپنے آپ سے اب یہ عہد کر لیا تھا کہ اب مزید اپنی وجہ سے وہ دائم کو آئندہ کسی مشکل میں نہیں ڈالے گی۔

☆☆☆

''چلو جی فیئر ویل پارٹی تو گزر گئی اب نئے سر کے لئے تیار رہو کہ وہ ہمارے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہیں۔'' ساشے منہ بنا کر بولی تھی۔''یہ ٹیچرز پتہ نہیں کن سیارچوں سے تعلق رکھتے ہیں کہ اسٹوڈنٹس کے احساسات کا ان کو تو کوئی اندازہ ہی نہیں ہوتا۔'' ساشے سخت مایوس تھی'' کیا میں ہی بولے چلی جاؤں گی تم بھی تو بولو دونوں۔''

''پڑھ پڑھ کر ان کا دماغ احساسات سے بالکل پیدل ہو جاتا ہے۔شاید اسی لئے۔'' راعنہ نے اپنے خیالات سے آگاہ کیا۔

وہ تینوں راہداری میں سے جا رہی تھیں۔

''اور اُوپر سے ٹیچر کوئی لڑکا ہو تو وہ تو مغروریت کی آخری حدود کو چھو لیتا ہے' بلکہ ان سے بھی آگے۔'' کومل نے بھی اپنی نظریات سے نوازا۔

''آج تو نئے سر آ رہے ہیں ناں دیکھتے ہیں کیسے ہیں تم بتاؤ ساشے تم کو کوئی اطلاع نہیں ملی ان کے آنے کے بارے میں۔'' راعنہ نے ساشے کی طرف نگاہ کی۔

''نہیں مجھے اس بارے میں کوئی اطلاع نہیں ملی،کومل راعنہ پیچھے دیکھو۔'' ان دونوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو

Downloaded from https://paksociety.com

ان کی سانس رُک گئی اور دل تیزی سے دھڑکنے لگے۔ ''اومس صالحہ مُنیر۔ اُفف بھاگو کہیں دیکھ نہ لیں'' تینوں نے مضبوطی سے اپنی بکس اور بیگز کو تھاما اور راہداری میں آگے کی طرف بھاگنے لگیں۔ ساشے اور کومل آگے تھیں جبکہ راعنہ پیچھے۔ جوں ہی موڑ آیا ساشے اور کومل مڑ گئیں جبکہ اس کے ساتھ ہی راعنہ کو ہلکی سے چیخ سنائی دی۔

''راعنہ آگے دیکھو۔۔'' مگر راعنہ جو بھاگتی آ رہی تھی سامنے نہ دیکھا اور کسی تختے سے بُری طرح ٹکرا گئی ۔اوسان خطا ہو گئے۔نظر اُٹھا کر دیکھا' کسی کی شکل پہلے دھندلی نظر آئی پھر کچھ دیر میں وہ دیکھنے کے قابل ہوئی سامنے ایک لڑکا کھڑا تھا سوٹڈ بوٹڈ اور راعنہ پر ہی نظریں جمائے ہوئے تھا۔ ''دیکھ کر نہیں چل سکتے آپ۔''

''اگر یہی بات آپ کو کہی جائے تو۔۔ گولی کی طرح تو آپ آ رہی ہیں جیسے کوئی بھینس دیکھ لی ہو۔''

''غلط موڑ پر آپ کھڑے تھے میں سیدھے راستے سے آئی ہوں۔'' راعنہ نے اپنی صفائی پیش کی۔

''سیدھے راستے سے جب موڑ کاٹو تو ایسے ہی ہوتا ہے اچھا آپ کو چوٹ تو نہیں آئی۔'' ازرہ ہمدردی لڑکے نے اس سے پوچھ لیا۔

''نہیں کچھ فرق رہ گیا ہے کیا تم سارے لڑکے ایک ہی کیٹیگری سے تعلق رکھتے ہو۔لڑکیوں کے ساتھ ٹکرانا تو تم لوگوں کا پیشہ ہے خیر ابھی تو میں مُشکل میں ہوں پھر بات کرتی ہوں میں تم سے۔'' راعنہ آگے بھاگ نکلی۔

''کون تھا یہ پہلے تو نہیں دیکھا۔'' ساشے نے پوچھا۔

''تو کیا میں نے اس سے انٹروڈکشن لیا ہے کیا؟ مجھے کیا پتہ کون ہے۔۔'' راعنہ نے منہ بنایا۔

''اچھا ہے باتیں تو تم خوب کر رہی تھیں اس کے ساتھ۔'' ساشے کے لہجے میں شک لہرایا۔

''جو باتیں میں کر رہی تھی تو تم بہری تو نہیں تھیں سن لیتیں.....چلو آڈیٹوریم کے ساتھ والے گراؤنڈ میں جا کر بیٹھتے ہیں۔''

''ہاں چلو۔۔اچھا راعنہ تمہارا وہ نمبر والا مسئلہ حل ہوا کہ نہیں۔'' کومل نے پوچھا

''کہاں..... مجھے اتنی فرصت نہیں کہ میں پزلز سالو کرتی رہوں۔خود بتا دے کون ہے' اور نہ پتہ ہے کہ یہ سب کیوں کر رہا ہے تو میں کیسے فضول کاموں میں پڑ جاؤں۔'' راعنہ نے مکھی اُڑائی۔

''کیا پتہ کسی کو تم سے محبت ہو گئی ہو۔'' ساشے شرارت سے بولی۔

Downloaded from https://paksociety.com

''پاگل ہو تم بالکل۔محبت کے اظہار کا یہ کون سے طریقہ ہے سیدھا آئے مجھے کہے کہ میں تم کو پسند کرتا ہوں اور اگر مجھے پسند آ گیا تو ہاں کہہ دوں گی نہیں تو صاف انکار۔اس میں پہلیاں بجھانے والی کون سے بات ہے۔''

''اچھا دیکھو سر گیلانی کے بیٹے کی کلاس کا وقت تو نہیں ہو گیا۔'' کومل نے نیچے گراؤنڈ پر بیٹھتے ہوئے ساشے سے پوچھا۔

''نہیں ابھی دس منٹ باقی ہیں۔'' تینوں گراؤنڈ میں بیٹھ گئیں۔

''مس صالحہ مُنیر سے آج بے عزتی تو لازمی تھی کہی دن سے ان کی کلاس ہم اٹینڈ نہیں کر رہے۔''

''سچی یاران کی کلاس میں جا کر نیند ہی آ جاتی ہے جن کو سونے کا شوق ہوتا ہے وہ مس صالحہ مُنیر کی کلاس میں چلے جاتے ہیں۔لیکچر ہی دیئے چلی جاتی ہیں اور اسٹوڈنٹس سونے کا شوق خوب پورا کر لیتے ہیں۔جو رات پوری جاگ کر فیس بُک' کال پیکجز اور دوسری چیزوں میں مصروف رہ کر ان کے ذہن میں ہی نہیں رہتی۔'' کومل نے ساری بات کی تشریح کی اور اہم حقائق سامنے لائے۔

''لیکن کل سے چلتی ہیں یار ورنہ بڑی بے عزتی کریں گی'' ساشے نے منہ لٹکایا۔''کیوں کہ ہر منگل کو ٹیسٹ ہوتا ہے نازش سے ٹیسٹ پوچھ لیں گی صحیح ہوا تو کچھ نہیں کہیں گی اگر غلط ہوا تو سارے لڑکوں کے سامنے خوب درگت بنائیں گی۔اور ایسی حالت میں تو لڑکیوں کی بے عزتی سننے کے لئے تو لڑکے گہری نیندوں سے بھی جاگنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔'' تینوں اس بات پر بہر حال متفق تھیں

☆☆☆

سُرخ لمبی روش پر وہ آگے چلی جا رہی تھیں یہ عمارت میرون اور سفید رنگوں سے مزین تھی اور تین منزلہ تھی۔یہ نیوکلیئر ڈیپارٹمنٹ تھا جہاں انہوں نے کلاس لینے جانا تھا جنوری کے اوائل سردی کی شدت کو بڑھا گئے تھے مگر مسلسل تین دِنوں سے بادل نہ ہونے کی وجہ سے موسم میں خنکی صرف صبح کے اور شام کے وقت ہی بڑھتی۔دن کو موسم زیادہ شدت لئے ہوئے نہ ہوتا۔

وہ کلاس میں داخل ہوئیں ابھی دس طالب علم ہی موجود تھے سر ابھی نہیں آئے تھے اس تینوں نے فرنٹ سیٹس سنبھال لیں۔پرس گود میں رکھے اور جرنلز سائیڈ ٹیبل پر بنی جگہ پر اور بیگز میں پینسل تلاشنے لگیں۔

Downloaded from https://paksociety.com

''یا اللہ کوئی اچھے سے سر ہوں۔سر گیلانی چلے گئے ہیں ناں۔یہ تو جائیں گے بھی نہیں۔'' ساشے اندر اندر سے ڈر بھی رہی تھی۔

''تم تو بڑی چہک رہی تھیں کہ نئے سر میری دل کی دھڑکن ہوں گے۔ان کو متاثر کر کے چھوڑوں گی یہ وہ۔'' کومل نے ساشے کو یاد دِلایا۔

''ہوں تو میں نے کب انکار کیا ہے لیکن بندہ تھوڑا ڈیسنٹ سا ہونا چاہیے ناں۔'' اسٹوڈنٹس کلاس روم میں جلدی سے آنا شروع ہو گئے تھے یہ بات اس طرف اِشارہ کرتی تھی کہ سر تشریف لا رہے ہیں۔راعنہ کی پینسل ہاتھ سے پھسلی اور گھومتی ہوئی کرسی کے نیچے چلی گئی۔

''اسٹوڈنٹس کے آنے کی وجہ سے اس بات پر راعنہ نے توجہ نہ دی شاید اسٹوڈنٹس نے ایک دوسرے کو سلام کیا ہے مگر سب کے ایک ساتھ کھڑے ہوتے دیکھ کر وہ بھی سیدھی ہوئی۔

''راعنہ وہ دیکھو۔'' ساشے جھکی۔

''کیوں کیا ہوا پینسل تو اُٹھانے دو۔'' راعنہ نے اسکیل سے پینسل کو آگے دھکیلا اور پینسل باہر آ گئی صاف کی اور سامنے دیکھتے ہوئے اُٹھ کھڑی ہوئی۔لمحوں میں سانس کیسے رُکتی ہے اس کا ادراک اس کو آج ہوا تھا۔ تمام اسٹوڈنٹس نے دوبارہ سیٹس سنبھال لیں۔

''میں ہوں آپ کا نیا سر۔پروفیسر عازب گیلانی،یہ تو آپ کو انٹروڈکشن ہو گا کہ میرے والد رضا شاہ گیلانی جو سبجیکٹ آپ کو پڑھاتے رہے ہیں میں آپ کو وہی سبجیکٹ پڑھاؤں گا میں نے قائداعظم یونیورسٹی سے ایم ایس سی کی اور پھر M.Phil. PhD. کے لئے انگلینڈ چلا گیا۔اور اب آٹھ سالوں بعد میں واپس آیا ہوں مجھے امید ہے میرے پڑھانے کا طریقہ آپ کو پسند آئے گا کہیں بھی کوئی مسئلہ وہ تو مجھ سے ڈسکس کر لیجئے گا۔کیوں کہ زیادہ تر لیکچرز ملٹی میڈیا پر ہی دیئے جائیں گے اس طرح میں آپکو وہ لیکچرز بھی دے سکتا ہوں تا کہ آپ تیاری کر سکیں اور کلاس میں مجھے ایک اسسٹنٹ اسٹوڈنٹ کی ضرورت ہو گی تا کہ کبھی میں نہ آؤں تو وہ آپکو انفارم کر دیں اور اس کے ساتھ ساتھ لیکچرز بھی ان کے حوالے کر دوں تا کہ آپ ان سے لیکچرز کو لیکٹ کر سکیں میرا انٹروڈکشن تو ہو گیا آئم سنگل نا ٹ میریڈ اینڈ آلسو سنگل ون ودھ نو برادر اینڈ سس۔اب آپ سب اپنا ون بائے ون انٹروڈکشن کرائیے۔

Downloaded from https://paksociety.com

"

I am Benish, Favourite subject is Nuclear Radiation.

باقی اسٹوڈنٹس نے بھی باری باری اپنا اپنا انٹروڈکشن کرایا اب راعنہ کی باری تھی جو سوچ میں مبتلا تھی۔

"آپ بھی اپنا انٹروڈکشن کرادیں یقیناً اب آپ جلدی میں نہیں ہوں گی۔"

"جی میں راعنہ ہوں۔۔راعنہ خالد۔"

"اور فیورٹ سبجیکٹ کون سا ہے آپ کا۔" "نیوکلیئر ریڈیشن سے ریلیٹڈ سب سبجیکٹس۔۔" راعنہ نے نظریں جھکا لیں۔

"اوا چھا اب تو آپ سے انٹروڈکشن ہو چلا پلیز ٹیک سیٹ۔نیکسٹ۔" اس طرح ساشے اور کومل نے بھی اپنا اپنا تعارف کرایا۔راعنہ کا دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا،ایک ٹیچر سے اتنی بدتمیزی اس نے تو کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔وہ پانی پانی ہو کے دے رہی تھی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کیا کرے سر نے ظاہر تو نہیں کیا تھا۔مگر اسے احساس تھا آنکھوں میں آنسو سمٹنے لگے اس نے تو کبھی بھی کسی ٹیچر سے بدتمیزی نہیں کی تھی۔تو آج انجانے میں وہ اتنے سخت الفاظ بول گئی تھی کہ دماغ میں ہلچل مچ گئی تھی مگر وقت تو ریت کی مانند ہاتھ سے پھسل چکا تھا' باقی کلاس میں وہ گم سم ہی رہی۔ سر نے بھی اس کو نہیں پکارا کیا وہ اس سے نالاں تھے وہ ایک لفظ بھی نہ لکھ سکی نہ سمجھ سکی ایسی شرمندگی کہ اسے گردن نہیں اُٹھانے دے رہی تھی اور اس سب کی وہ خود ذمہ دار تھی۔

☆☆☆

"یار ویسے سر تو بڑے مزے کے ہیں۔" ساشے مزے لے کے بولی۔

"کون سے تم کو کب سے ٹیچرز اچھے لگنے لگے۔" کومل نے منہ چڑایا۔

"یار سر عازب کی بات کر رہی ہوں۔" ساشے جھنجھلائی۔

"چلو جی اب یہاں بھی تمہاری رال ٹپکنے لگی۔کسی کے لئے بھی کچھ چھوڑو۔" کومل نے اس کا مذاق اُڑایا۔

"جی نہیں اچھے خاصے ہیں اچھی خاصی لڑکی پھسل جائے،ویسے تو میں بھی خاص ہی ہوں۔" ساشے نے خود پسندی کی انتہا کر دی۔

Downloaded from https://paksociety.com

''اچھا اچھا زیادہ باتیں نہ بناؤ۔ میں ٹیسٹ پری پئیر کر رہی ہوں۔'' راعنہ نے اس دونوں کو ٹوکا۔

''بھاڑ میں جاؤ۔'' ساشے ''بھاڑ'' کو قدرے لمبا کر کے بولی۔

''تم کو بھی ساتھ ہی لے کر چلو گی یاد رکھنا۔'' راعنہ نے بھی اگلا جواب تیار رکھا تھا۔

☆☆☆

اسی طرح دن گزرتے گئے پڑھائی کے دن شروع ہو گئے۔ پیپرز ہونے کو تھے۔ سب طلبا و طالبات پڑھائی میں مگن رہتے تھے سر شائل بھی سر گیلانی کے پرتو تھے کبھی کبھی نرمی بھی دکھا دیا کرتے تھے وہ تینوں گروونڈ کے بینچ پر بیٹھی تھیں موسم ہلکا ہلکا سرد سا تھا۔ جنوری کے وسط تھے وہ تینوں بھی اسٹڈیز کر رہی تھیں۔

''کومل مجھے بتاؤ یہ لکی نمبر کیسے معلوم کیے جاتے ہیں۔'' میجک نمبرز کو دیکھ کر ساشے کو لکی نمبرز یاد آ گئے۔ ''لکی نمبر.....'' کومل نے سر اُٹھا کر ساشے کے طرف دیکھا، ''تمہارے ناقص دماغ میں یہ بات کہاں سے سما گئی۔''

''بس ایسے ہی بتاؤ ناں۔'' ساشے بضد تھی۔

''خود بھی پڑھو ہم کو بھی پڑھنے دو۔ پیپرز کے بعد دیکھنا۔'' کومل نے بک کے اوراق پلٹے۔

''بتاؤ ناں بہن نہیں ہو۔ بتاؤ ورنہ دماغ کھا جاؤں گی میں تمہارا۔'' ساشے نے التجا کے ساتھ ساتھ دھمکی بھی دی جو کارگر ثابت ہوئی۔

''اچھا بابا بہن بھی اور ساتھ ہی دھمکی۔ مجھے صحیح تو نہیں پتہ شاید ڈیٹ آف برتھ سے معلوم کرتے ہیں۔'' راعنہ نے جواب دیا۔

''اچھا مثال کے طور پر میری ڈیٹ آف برتھ 23.03.1994 ہے تو اس حساب سے کیا ہو گی۔'' ساشے نے پھر سوال جھاڑا۔

''ان ہندسوں کو جمع کرو۔''

''21 ہوا۔'' ساشے نے جھٹ سے کیا۔

''ان کو جمع کرو 3 ہوا ناں۔ بس یہی تمہارا لکی نمبر ہے میرے حساب سے آگے۔ اور بھی بہت سے طریقے

Downloaded from https://paksociety.com

ہیں مگر یہ سب سے آسان طریقہ ہے باقی مجھے نہیں پتہ۔ میں ان پہ یقین نہیں رکھتی۔'' راعنہ نے منہ بنایا۔

''اچھا وہ نمبر تو نکالو۔''

''کون سے نمبر۔۔۔؟'' راعنہ نے سر اُٹھایا۔

''وہی جو ایک لڑکے نے پتھر سے لپٹا کے مارا تھا تم کو۔'' ساشے نے یاد دہانی کرائی۔

''وہ اِدھر کیسے آ گیا۔ میں اسے گھر چھوڑ آئی ہوں۔'' راعنہ نے اس بات کو اتنی اہمیت نہیں دی۔

''ارے یار اس کا آخری ڈیجٹ لکی نمبر کی مدد سے ٹرائی کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے مل جائے۔'' ساشے نے حل نکالا۔

''وہ میں گھر چھوڑ آئی ہوں۔''

''تو گھر فون کرو اور اپیل کو کہو وہ بول دے جہاں تم نے رکھا ہے۔'' اب کی بار راعنہ نے سر اُٹھا کر ساشے نے طرف دیکھا۔

''اپیل ابھی سکول ہو گا۔''

''جی نہیں آج فرائیڈے ہے اور اس دن اسکولز میں بارہ ایک تک چھٹی ہو جاتی ہے ابھی تو دو ہونے کو ہیں۔''

''تم سے کوئی نہیں جیت سکتا ساشے۔'' راعنہ آخر ہار مان گئی۔

''میں کسی کو جیتنے ہی نہیں دیتی۔'' ساشے نے گردن اکڑائی۔

''السلام علیکم۔ اپیل۔۔ کیا ہو رہا ہے۔'' راعنہ نے گھر کا نمبر ملایا اور دوسری ٹون پر ہی اپیل نے سیل اُٹھا لیا۔

''آپی بس وہ ہوم ورک کر رہا تھا۔ کوئی کام تھا کیا۔'' اپیل نے پوچھا۔

''ہاں ایسا کرو اپیل میرے بیڈ روم میں جاؤ اور اس میں سائیڈ دراز میں ایک نمبر پڑا ہے وہ مجھے بولو۔''

''اچھا آپی آپ ہولڈ کریں میں بتاتا ہوں۔''

''او کے۔۔'' ساشے نے اِشارہ کیا راعنہ نے صبر کرنے کا کہا۔ ساشے نے پین تھام لیا۔

Downloaded from https://paksociety.com

''جی لکھیں آپی۔۔.....03 لیکن آپی اس کا تو آخری ڈیجٹ ہی نہیں ہے۔'' اپیل نے سوال داغا۔

''تم ،چھوڑو آخری ڈیجٹ مجھے پتہ ہے۔'' راعنہ نے سیل بند کر دیا۔

''بھائی آپ کے لئے خوش خبری۔'' اپیل نے فوراً فون داغا۔

''کیا۔۔'' دوسری طرف سے اکتاہٹ میں ڈوبی آواز تھوڑی پُرتجسس ہوئی۔

''آپی نے یونی میں آپ کا نمبر منگوایا ہے۔''

''اچھا ٹھیک ہے گڈ چلو انتظار کرتے ہیں۔اور تم باہر آؤ کہیں آئس کریم کھانے چلتے ہیں۔''

''بھائی اس موسم میں آئس کریم۔۔'' اپیل اُداس ہوا۔'' کچھ اور۔۔''

''اچھا بابا باہر آؤ جو کہو گے کھلا دوں گا۔''

''یہ دیکھو اب ان ڈیجٹس کو پلس کرو۔'' 45 بنتا ہے اور پھر ان ڈیجٹس کو پلس کرو تو 9 سو اس طرح آخری ڈیجٹ یقیناً نو ہی ہوگا۔''

''اچھا اچھا تم ملاؤ دیکھو کون ہے میرے نہیں اپنے سیل سے ملاؤ۔۔'' راعنہ نے اپنا سیل چھیننے کی کوشش کی

۔

''نہیں میں کیوں کسی کو اپنا نمبر دوں ویسے ہی مفت میں۔'' ساشے نے نفی میں گردن ہلائی۔اور مطلوبہ نمبر میں نو کا اضافی کر کے ڈائل کیا۔ایک ٹون بجنے پر ہی آگے سے ایک لڑکے نے فون اُٹھا لیا۔کومل اور راعنہ ساشے کے منہ کی طرف دیکھنے لگیں اور اس نے ساؤنڈ اوپن کر دی۔بولا۔

''جی ہم آپ کا انتظار ہی کر رہے تھے۔آخر آپ نے ہم کو ڈھونڈ ہی لیا۔''

''ہاں ہم بھی آپ سے صدیوں سے جُدائی پر تھے آپ کی یاد نے ہم کو ادھ موا کر دیا۔'' راعنہ یہ سب برداشت نہ کر پائی۔ساشے نے ساؤنڈ اوپن کی ہوئی تھی اس لئے اس لڑکے کا بولا جملہ واضح سنائی دیا۔راعنہ سرخ ہوگئی۔اور یہ سب اُسے تپانے کے لئے کافی تھا۔

''مجھے دو فون۔'' راعنہ نے آگے بڑھ کر ساشے کے ہاتھ سے موبائل چھینا اور قہر آلود نظروں سے ساشے کی طرف دیکھا ساشے نے کندھے اُچکائے اور کومل کے ساتھ'' چھم چھم۔'' کرنے لگی۔

Downloaded from https://paksociety.com

"جی کون ہیں آپ اور یہ کیا طریقہ ہے کسی سے بات کرنے کا۔"

"ہم سوچتے تھے آپ ناراض نہ ہوں۔" لڑکا گویا ہوا۔

"اب آپ بتائیے کون ہیں آپ اور مجھے کیسے جانتے ہیں۔"

"وہ تو ہم آپ کے سامنے آ کر آپ کو بتانا چاہتے ہیں اگر آپ ناراض نہ ہوں تو۔"

"نہیں ناراض ہوئی، اپنا نام بتائیں۔"

"نہیں ملنے پر اور اس بات کے لئے بہت معذرت خواہ ہوں آپ کو تنگ کرنے پر۔۔ اچھا وہ پتھر آپ کو زیادہ سخت تو نہیں لگا تھا۔" لڑکا سوری کرنے لگا۔

"نہیں تو کسر رہ گئی تھی وہ بھی پوری کر لیتے۔"

"پھول کیسے لگے آپ کو۔۔" لڑکا سراپا سوال تھا جو کچھ راعنہ کے دماغ میں تھا کہ پوچھے گی اڑنچھو ہو گیا۔

"ٹھیک تھے آپ کب ملیں گے۔" بتائیں آپ یونی سے ہیں۔" راعنہ نے استفسار کیا۔

"ہاں میں یونی سے ہوں مگر آج میں نہیں آیا ہوا کل آؤں گا تو ملاقات ہو گی۔"

"کل نہیں آ گے دو دن کی یونی سے چھٹی ہے۔"

"او کے نو پرابلم مگر آپ کی دوستوں کو نہ پتہ چلے۔" اس کے اس طرح کہنے پر راعنہ نے موبائل فوراً سائیلنٹ موڈ پہ لگا دیا۔ کومل کھکھلائی اور ساشے نے راعنہ کو دھکا دیا نتیجتاً راعنہ نے بھی ساشے کو مُکے سے نوازا۔

"اچھا ٹھیک ہے اللہ حافظ۔۔ اپنا خیال رکھیے گا۔ ساتھ ہی راعنہ نے فون بند کر دیا۔

"کیا بدتمیزی ہے یار فون تو سننے دیا کرو ناں تم لوگ۔"

"ارے واہ ابھی تو صرف موصوف کی کال آئی ہے اور حالت دیکھو ابھی تو ملاقات ہونی باقی ہے پھر کیا ہو گا کومل۔۔" ساشے نے راعنہ کو تنگ کیا۔

"پھر ہماری چھٹی اور کیا۔۔" کومل آگے بڑھی اور راعنہ نے نمبر Unknown پر سیو کر لیا۔

"ویسے یہ تھا کون۔۔؟" ساشے نے اس سے جاننے کی کوشش کی۔

"کب مُلاقات ہو گی پھر۔"" کومل نے پوچھا

Downloaded from https://paksociety.com

''یار منڈے کا کہہ رہا ہے خوب درگت کروں گی اس کی'' راعنہ کے عزائم خطرناک تھے۔

''چلو جی آخری کلاس کا وقت ہے اٹینڈ کر کے گھر چلتے ہیں۔'' تینوں نے اپنی چیزیں سمیٹیں اور ڈیمپارٹمنٹ کی طرف چل دیں۔

☆☆☆

وہ لان میں بیٹھی تھی۔ ہوا بہکی بہکی سی تھی۔ پرندے اُڑتے دور تلک جاتے۔ دوپہر سے بعد کا وقت تھا۔ وہ چائے پی رہی تھی اور ساتھ ساتھ پرسوں کا واقعہ پورے جزئیات کے ساتھ اس کی نگاہوں کے چکر کاٹ رہا تھا۔ بظاہر وہ چائے لے رہی تھی مگر توجہ اس کی ابھی تک ان باتوں سے نہ ہٹی تھی۔ چائے کے اُوپر بالائی جم گئی تھی۔ گزشتہ پندرہ منٹ میں اس نے صرف دو سپ لئے تھے اور باقی چائے کپ میں جم سی گئی تھی ٹھنڈی ہو کر۔

''کیسی ہو ایشاء کیا ہو رہا ہے۔۔'' وہ چونکی سامنے صائم کھڑا تھا۔ وہ زیادہ تر گھر سے باہر ہی رہتا تھا یونی جاتا تھا پھر وہیں سے دوستوں کی طرف چلا جاتا یا پھر کمرے میں گھس جاتا جہاں وہ مووی دیکھتا اور دوستوں کے ساتھ چیٹ کر لیتا۔ یا پھر شام میں آؤٹنگ کا پروگرام بنا لیتا، آج چوتھے دِن ایشاء نے اس کو دیکھا تھا' وہ تیار کھڑا تھا۔

وہ ابھی پینٹ شرٹ میں ملبوس تھا۔ دونوں بھائی خوبصورت تھے مگر صائم کی فطرت میں لا اُبالی پن سا دِکھتا تھا جب کہ دائم سنجیدہ اور میچور معلوم ہوتا تھا۔ وہ سامنے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا نہ جانے کیا تھا لیکن جب وہ صائم کو دیکھتی تو ایک ڈر سے دِل میں بیٹھ جاتا۔ جب پہلی بار ہی اس سے سامنا ہوا تھا تو وہی ملاقات ہی اس کے ذہن سے نہیں نکلتی تھی۔ اس نے پیٹیز اُٹھائی اور کھانا شروع ہو گیا۔

''کچھ خاص نہیں بس چائے پی رہی تھی۔۔ آپ کیسے ہیں۔۔'' ایشاء نے پوچھنا مناسب سمجھا۔

''میں ٹھیک ہوں چائے تو برف ہو چکی۔ آپ چائے پی رہی تھیں یا اس کے ingredients guess کر رہی تھیں۔'' صائم نے شرارت سے کہا۔

''نہیں بس ایسے ہی۔ آپ کہیں جا رہے ہیں۔۔۔'' ایشاء نے چائے سامنے میز پر رکھ دی اب ہاتھ میں بھی اُٹھانے کا کوئی فائدہ نہ تھا۔

''ہاں لیکن صرف میں نہیں' ہم جا رہے ہیں۔'' صائم نے گراؤنڈ میں نظر دوڑائی اور پھر اپنی نظروں میں ایشاَ

Downloaded from https://paksociety.com

کا چہرہ فوکس کیا۔

''کون۔۔آپ کے ساتھ جا رہا ہے۔آپ کے ابو اور دائم تو گھر پر نہیں۔۔''

''آپ اور میں ۔مَیں نے سوچا آپ کبھی باہر نہیں گئیں، آپ کو باہر کی سیر کراتے ہیں آج۔۔'' صائم نے ایشاٗ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہم کہاں میں نہیں جاتی۔۔کہیں۔۔''ایشاء جز بز ہوئی۔

''چھوڑیے چلیے آج آپ کو گھماتے ہیں۔۔''صائم اپنی جگہ سے اُٹھا۔

''میں نے نہیں گھومنا۔۔''ایشاء کو اُلجھن ہونے لگی صائم کے بار بار اصرار کرنے پر۔

''ارے جائیں گی کیسے نہیں اُٹھیں فوراً۔چھوڑیں چائے کو آج ہم آپ کو اورڈرنک پِلاتے ہیں۔ اپنی پسند کی چیز۔''صائم مسرور ہوا۔

''کیا ڈرنک۔کیا۔۔''ایشاء سمجھ نہ سکی۔

''شربت کا نام ہے اُٹھو تو۔۔باہر دوست میرا انتظار کر رہے ہیں۔''صائم جلدی جلدی بولا۔

''کیا ذبردستی ہے۔''ایشاء کو غصہ آنے لگا۔

''ہاں چلو کتنے دن ہو گئے ہیں تم گھر سے نہیں نکلیں چلو گھومو پھرو اُٹھو we are getting late شُجاع پر آج پارٹی due ہے''صائم نے مزے لے کر کہا۔

''جی چلیں میں تیار ہو کر آتی ہوں۔''ایشاء کرسی سے اُٹھی اندر جانے کے لئے۔

''کیا تیار ہونا ہے ایسے ہی ٹھیک ہو۔چلو lets move۔''صائم چابیاں گھُماتا گیراج میں کھڑی گاڑی کی طرف بڑھ گیا ایشاء کو بھی ناچار اُٹھنا پڑا۔اور گاڑی میں بیٹھ گئی۔

''اب سناؤ کیا حالت ہے اب تمہارے تایا کی جن کی طبیعت خراب تھی۔''صائم نے گاڑی اسٹارٹ کی اور گیٹ پر ہارن دیا۔گارڈ نے برق رفتاری سے آگے بڑھ کر گیٹ وا کر دیا۔

''جی فون آتا ہے اب کافی بہتر ہیں ہو سکتا ہے کچھ دِنوں تک امی ابو آ جائیں۔''گاڑی باہر سڑک پر دوڑنے لگی۔

Downloaded from https://paksociety.com

''اچھا ٹھیک ہے اور کسی۔۔'' صائم کا موبائل بج اُٹھا۔ ''ہاں علی کدھر ہے یار گدھے کب کا ویٹ کر رہا ہوں تیرا۔۔''

''نہیں میں گیٹ کے سامنے ہوں تُو آ تو۔۔''

''اچھا تم گیٹ پر ہو میں دیکھتا ہوں۔۔'' اور جُنید اور تابش کدھر ہیں۔۔'' ایشاء مکالمہ یک سمتی مکالمہ سن رہی تھی اور ساتھ سامنے دیکھ رہی تھی

''ہاں اچھا ٹھیک ہے میں پہنچ رہا ہوں۔۔''

''میرے دوست ہیں وہ بھی جا رہے ہیں پارٹی پر شُجاع ہمارا انتظار کر رہا ہے۔''

''میں تم لڑکوں کے ساتھ جاؤں گی۔۔؟'' ایشاء نے حیرانگی کا اظہار کیا۔

''وہاں لڑکیاں بھی ہوتی ہیں تم رئیلی وہاں انجوائے کرو گی۔۔'' ایشاء سامنے دیکھنے لگی مصروف سے سڑک پر اس وقت نارمل سے ہجوم تھا۔ گاڑی آگے بڑھ رہی تھی صائم گاڑی چلا رہا تھا اور ساتھ ہی موبائل پر لگا ہوا تھا۔ کُچھ آگے جا کر اس نے گاڑی روک دی۔

''کہاں تھے کمینے اتنی دیر سے تیرا انتظار کر رہے تھے اب تو سارا حلیہ غرق ہو گیا۔'' وہ تین لڑکے تھے پچیس سے ستائیس کے درمیان شاید۔

''یار بس ہو گئی ناں دیر نکلنے میں تیار بھی تو ہونا تھا۔ چلو بیٹھو اب ورنہ اور دیر ہو جائے گی خیر ہے اس کو ویٹ کرنے دو۔'' اس نے ان کو گاڑی میں بیٹھنے کا کہا۔

''یار بڑی مُشکل سے ہاتھ لگا ہے یہ نہ ہو بھاگ ہی جائے وہاں سے۔'' ایک لڑکا بولا۔

''اور یہ کون ہے ینگ لیڈی صائم کیا کوئی تمہاری نئی دوست۔'' دوسرے لڑکے نے کہا تو ایشاء سخت شرمندہ ہوئی۔

''نہیں یار۔ یہ ہماری گھر میں اسٹے کر رہی ہیں بیسیکلی اسلام آباد سے ہے اور اس کے والدین بیرونِ ملک گئے ہوئے ہیں اس کے تایا کی طبیعت خراب ہے اسی لئے دائم بھائی کے ریفرنس سے ہمارے گھر آ گئی۔'' صائم نے ساری بات مختصر کر کے ان کے گوش گزار کی۔

Downloaded from https://paksociety.com

''اچھا تمہارے بھائی.....وہ تو کسی لڑکی کو لفٹ نہیں کراتے انہوں نے گرل فرینڈ کیسے بنالی۔'' تابش نے حیرانگی کا اظہار کیا۔

''ارے یہ ان کی گرل فرینڈ نہیں ان کے کسی جاننے والے کی کزن ہے۔'' صائم نے خفت مٹانے کی کوشش کی۔

''اچھا ہائے آئم تابش اینڈ ہی از علی۔۔'' تابش نے انٹروڈکشن کروایا۔

''اینڈ آئی ایم جُنید۔واٹ از یور سویٹ نیم۔۔'' جُنید کو ایشاء کا نام جاننے میں اشتیاق ہوا۔

''ایشاء.....'' ایشاء نے نرمی سے کہا اور ونڈ سکرین سے پار دیکھنے لگی'' کیسے دوست ہیں ان کے کیسی باتیں کر رہے ہیں' مجھے آنا ہی نہیں چاہیئے تھا۔''

''ان کے کیا اپنے کوئی ریلیٹوز اِدھر نہیں رہتے اور یا پھر یہ والدین کے ساتھ ہی چلی جاتیں ناں۔۔۔'' علی نے سوال گاڑا۔

''دراصل ان کے سارے ریلیٹوز' ایبروڈ ہیں اِن کے پیپرز ہو رہے تھے تو اسی لئے اِدھر اسٹے کرنے کے لئے آ گئیں۔اسلام آباد سے لاہور۔۔کوئی اور بہن بھائی نہیں ۔اکیلی ہیں اچھا یار یہ باتیں چھوڑو یہ سوچو اس اُس گھونچو نے پارٹی میں کیا دینا ہے آج تو اس کی جیب خوب ڈھیلی کرانی ہے۔'' صائم نے رش ڈرائیونگ شروع کر دی۔ اب آگے بازار شروع ہو چکا تھا۔ ایک بار کے سامنے جا کر گاڑی رُک گئی۔

''یہ کیا جگہ ہے۔۔'' ایشاء باہر نکلی تو اس عمارت کو دیکھا اور پوچھا۔عمارت کے سر پر ایک بڑی سی پلیٹ پر لِکھا ''The Rock Bar'' جگمگا رہا تھا۔

''سینیما۔۔'' صائم نے جواب دیا۔

''میں موویز نہیں دیکھتی۔۔'' ایشاء ممنائی۔

''کم آن یہاں صرف موویز ہی نہیں ہوتیں اور بھی بہت کچھ ہے یہاں تم آؤ تو۔پارٹی بھی کر رہے ہیں ہم یہاں۔۔'' صائم نے گاڑی لاک کی اور باقی دوست بھی باہر نکلے شام کے سائے بکھرنے کو بے تاب تھے' وہ پانچوں اندر کی طرف بڑھے۔

Downloaded from https://paksociety.com

''یہ اس لڑکی کو دوپٹہ پہنائے کہاں لے آئے صائم۔ یہ اس ماحول میں بالکل مس فٹ ہے۔''علی نے سرگوشی کی۔

''تم چلو تو۔۔you will really enjoy۔۔'' صائم نے چٹکی بجائی اور چابیاں جیب میں مُنتقل کیں۔ آگے شُجاع ان کا انتظار کر رہا تھا۔ پُر تپاک انداز میں سب سے مِلا اور پھر عجیب سے نظروں سے ایشاء کو دیکھا۔ ایشاء کِھسیائی۔

''پہلے صائم کو پھر اس لڑکے کو دیکھا جو لمبی لمبی گلے میں مالائیں لٹکائے' پتہ نہیں چل رہا تھا اس کے حلیے کو زنانہ سے تعبیر کیا جائے یا فقیرانہ سے۔ جینز گھٹنوں اور دِی سے اُکھڑی ہوئی تھی۔ بال عجب حالت پیش کر رہے تھے اور ہاتھوں پر دس میں سے چھ پر انگوٹھیاں تھیں ،سب سے بُری حالت اس لڑکے کی لگتی تھی۔

''یہ میرے ساتھ آئیں ہیں میرے جاننے والی ہیں ایشاء نام ہے ان کا' اور ایشاء یہ ہے ہمارا دوست شُجاع۔''

''او اچھا۔۔ویلکم......''شُجاع نے فوراً ہاتھ ایشاء کی طرف بڑھایا۔

''شکریہ......'' ایشاء نے حتی المقدور ہاتھ نہ بڑھانے کا سوچا مگر سب ایشاء کی طرف ہی دیکھ رہے تھے ایشاء نے ہاتھ مِلایا اور شُجاع نے شرارت سے دبایا۔

''چلو یار آگے چلتے ہیں سناؤ آج کیا کھلا رہے ہو۔۔''علی چہکا۔

''جو تم دوست کہو۔''سب جا کر میز پر بیٹھ گئے ایشاء نے بھی کُرسی سنبھال لی۔

اندر کا منظر قدرے اندھیر تھا سُرخ اور نیلی لائٹس اِدھر اُدھر بھٹکتی پھر رہی تھیں سامنے پلازما سکرین تھی اور نیچے قالین بچھے تھے۔ سامنے ایک ریسپشن تھا' جہاں کچھ لڑکیاں لڑکے آرڈر کر رہے تھے۔ باقی بھی کافی ٹیبلو پر ینگ لڑکیاں لڑکے موجود تھے۔

''یا اللہ یہ مجھے کیسی جگہ لے آئے ہیں۔۔'' ایشاء گڑبڑائی۔

'' ایشاء تم موی انجوائے کرو ہم کچھ آرڈر کرآتے ہیں......''وہ پانچوں اُٹھنے لگے۔

''میں بھی تم لوگوں کے ساتھ چلتی ہو۔۔''وہ بھی اُٹھ کھڑی ہوئی۔

Downloaded from https://paksociety.com

''نہیں نہیں تم بیٹھو ہم ابھی اُدھر سامنے ریسپشن پر ہیں وہاں دیکھنا ہے کیا کیا ہے ان کے پاس' ہم پہلی بار یہاں آئے ہیں ناں۔تم گھبراؤ نہیں۔چلو یار.....'' ایشاء بے طرح گھبرائی تھی مگر پھر بھی اپنے آپ کو کمپوز کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

''کلثوم یہ ایشاء کہاں ہے۔'' دائم نے ایک بار دروازہ کھٹکھٹایا مگر جواب نہ ملنے پر اندر جھانکا۔

''صاحب وہ تو صائم صاحب کے ساتھ کہیں باہر گئی ہیں۔'' کلثوم کپڑے پریس کر رہی تھی۔

''کیا کیوں کس نے اِجازت دی اس کو ایشاء کو لے جانے کی کہاں گئے ہیں وہ کب گئے۔۔''

''پتہ نہیں جی کِدھر گئے تین بجے کے قریب گئے تھے۔'' دائم نے گھڑی گھمائی۔

''ابھی تو پانچ ہو گئے ہیں مغرب کی اذان ہونے کو ہے کیوں نہیں آئے ابھی تک۔'' اس نے فوراً اضطراب میں فون جیب سے نکالا۔صائم کال نہیں اُٹھا رہا تھا۔

''کہاں ڈھونڈوں اس نالائق کو۔۔'' وہ سخت پریشان ہوا۔

''کیا ہوا دائم بیٹا کیوں اس طرح پریشان کھڑے ہو۔'' ایاز خان سیڑھیاں چڑھے تو آگے دائم کو دیکھا۔ جو راہداری کے بیچوں بیچ کھڑے نمبر ڈائل کر رہا تھا۔

''بس ابو پریشان نہیں بس وہ صائم کو نمبر ملا رہا تھا۔۔''

''اس میں پریشانی کی کیا بات بیٹا تم کو تو پتہ ہے وہ رات کو بارہ ایک سے پہلے گھر میں قدم نہیں رکھتا۔''

''مگر ابا آج وہ ایشاء کو بھی ساتھ لے گیا ہے ابھی تک اسے آجانا چاہیئے تھا آپ اِدھر کیا کر رہے ہیں کسی چیز کی ضرورت تھی تو مجھے بتا دیتے۔'' دائم نے پھر نمبر ڈائل کرتے ہوئے ایاز خان کی طرف دیکھا

''وہ نہیں بیٹا میں تو بس ایسے ہی ٹہل رہا تھا اچھا چلو فون لگاؤ کہو اسے ایشاء کو چھوڑ جائے پھر کرتا رہے آوارہ گردیاں۔۔'' ایاز خان واپس مڑے۔

''چلو صائم گھر چلیں دائم پریشان ہو رہے ہوں گے۔۔'' ایشاء اس منظر سے گھبرائی گھبرائی سے کھڑی تھی ۔سائے لمبے ہوتے جا رہے تھے۔

''ارے جی کچھ وقت تو ہمارے لئے بھی رکھ لو کیا دائم دائم ڈالی ہوئی ہے۔''

Downloaded from https://paksociety.com

''پلیز آپ مجھے چھوڑ آئیں پھر آپ آ جایئے گا دوبارہ۔۔''ایشاء اِدھر اُدھر دیکھنے لگی کہیں سے پتہ چلے ٹائم کیا ہوا۔

''ابھی کہاں اتنی جلدی بھی کیا ہے تم کو پارٹی انجوائے کرو۔'' آرکسٹرا بجنے لگا تھا چہ مگوئیاں ہونا شروع ہو گئیں تھیں۔

صائم نے بالآخر فون اُٹھالیا تھا

''کہاں ہو تم کب کا تم کو ٹرائی کر رہا ہوں ایشاء کِدھر ہے۔۔''

''کہوں بھائی ڈونٹ ڈسٹرب وی آر بزی ان پارٹی۔ کیوں رنگ میں بھنگ ڈالتے ہو بھائی.....''صائم کی مدہوش آواز بہت کچھ سمجھانے کے لئے کافی تھی۔

''کیسی باتیں کر رہے ہو تمیز سیکھو ایشاء کہاں ہے بتاؤ میں ادھر آ جاتا ہوں۔۔''دائم کو صائم کی حالت کا ادراک ہو چلا تھا۔

''میں The Rock Bar میں ہوں مگر ابھی ہماری پارٹی۔ یہ کیا فون بند کر دیا چلو بھائی کو راضی کر لوں گا پہلے ان کو تو راضی کر لوں اور سناؤ ایشاء کیا کیا پسند کرتی ہو۔ وہسکی' وائن یا کچھ اور یہاں سب available ہے۔''صائم گلاس اُٹھائے اس کے سامنے کرسی کھینچ کر لڑکھڑاتا ہوا بیٹھ گیا۔

''پلیز صائم مجھے گھر چھوڑ دو۔''ایشاء نے التجا کی۔

''بند کرو ناٹک اب۔ کتنے پیار سے کہہ رہا ہوں اور اس کو دیکھو۔''

''اچھا میں خود ہی چلی جاتی ہوں۔''ایشاء اُٹھ کھڑی ہوئی۔ صائم نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

''اب کہاں جاؤ گی میرے ساتھ ہی جانا پارٹی رات کو ایک دو بجے ختم ہو جائے گی۔ پھر صبح چلے جائیں گے۔''

''پلیز مجھے چھوڑیں.....''ایشاء کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اس طرح کے حالات سے اس کا کبھی بھی پالا نہیں پڑا تھا۔

''چھوڑنے کے لئے ہاتھ تو نہیں پکڑا۔'وہ بھی اُٹھ کھڑا ہوا'ایشاء کو اندازہ ہو گیا کہ وہ کچھ غلط پی چکا ہے اسی

Downloaded from https://paksociety.com

لئے عجیب عجیب باتیں کررہا ہے۔وہ دروازے کی سمت دیکھنے لگی ایک لڑکا اندر سے لاک کررہا تھا۔

''اس کو آج میں چھوڑوں گا نہیں کیا حق بنتا ہے اس کا کہ وہ ایشاء کو اس طرح سے لے جائے ذرا احساس نہیں اس کو۔'' (دائم صاحب آپ بھی اپنے آپ کو آئینے میں دیکھ لیجئے) اس نے آئینے میں اپنے آپ کو دیکھا(اس کا ایشاء سے کیا تعلق بنتا ہے کوئی ہے تو وضاحت کرو کیوں حساس ہوتے جارہے ہو اس کے لئے کیا وجہ ہے کیا یہ وہی لڑکی ہے جس کو تم چاہتے ہو۔یہی لڑکی تمہارے خوابوں میں آتی تھی.....بے وقوف آنکھیں کھولو خواب نہ دیکھو وہ تمہاری بھی کچھ نہیں لگتی پھر اس کی اِتنی فکر کیوں.....اِتنا احساس کیوں۔'')

دائم نے بے اختیار آئینے سے نظریں ہٹالیں دل پُکار اُٹھا۔

''ہاں دائم انکار نہ کرو اپنے دل کو کھو جو جس میں تمہاری طرف سے ایک خانہ خالی ہے جو صرف ایک ہی بندہ بھر سکتا ہے اور وہ ہے ایشاء.....ہاں ایشاء ؛دائم وہ ایشاء ہے۔تم اس سے محبت کرتے ہو وہ تم کو عزیز ہے' چاہت رکھتے ہو تم اس کے لئے اپنے دل میں تم اسی لئے تو اس کی اتنی فکر کرتے ہو۔''

''ہاں شاید مجھے محبت ہوگئی ہے۔'' وہ سوچ میں پڑ گیا گاڑی آگے بڑھتی گئی۔

''شاید یقیناً تم کو اس سے محبت ہو چلی ہے۔''

''ہاں مجھے اس سے محبت ہو چلی ہے۔'' دائم نے بھی بالآخر اس بات کو مان لیا تھا۔

''یہ دروازہ کیوں بند کردیا ہے اس نے میں نے گھر جانا ہے۔'' ایشاء نے کلائی چھڑانے کی کوشش کی۔

''چھوڑو آج گھر چھوڑو۔آج پارٹی سیلیبریٹ کرتے ہیں۔'' صائم کے گلاس میز پر رکھ دیا۔

''صائم بھائی کیا کررہے ہیں آپ چھوڑیں مجھے.....'' ایشاء کی آنکھوں میں آنسو بھڑ کنے لگے دل بے ترتیب دھڑکنے لگا۔

''بھائی نہیں ہوں میں تمہارا۔کیوں غلطی کرتی ہو چلو ایک کام کرتے ہیں۔''

''جی بولیں لیکن مجھے یہاں سے نکالیں۔'' شور بڑھتا جارہا تھا باہر مغرب کی اذان ہونے کو تھی۔دائم دروازے پر پہنچا۔

''یہ دروازہ کیوں بند ہے۔'' گارڈ نے کندھے اُچکائے اور گویا ہوا۔

Downloaded from https://paksociety.com

''اندر پارٹی ہے کچھ دوستوں کی وہ ڈسٹرب نہیں ہونا چاہتے۔''

''میرا بھائی بھی اس پارٹی میں ہے اس نے کہا کہ اس کی طبیعت خراب ہے اسے کھولو تا کہ میں اس سے مل سکوں۔''

''صاحب یہ اندر سے بند ہے باہر سے کیسے کھلے گا۔'' گارڈ نے بہانہ بنایا۔

''اندر سے لاک ہے تم گارڈ ہو تمہارے پاس بھی چابیاں ہونی چاہئیں، جلدی کرو اس کی طبیعت سخت خراب ہے۔''

''اچھا جی لیکن وہ ناراض ہو گئے تو۔''

''نہیں ہوگا کوئی تم دروازہ کھولو۔'' دائم کچھ اور سننے کے موڈ میں نہ تھا۔

ایشاء سخت مشکل میں پھنس گئی تھی اس نے اللہ سے بے طرح مدد مانگی اور مدد کے تصور کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں دائم کی شکل گھومی۔ ''دائم بھلا ان کو کیسے پتہ چلے کہ میں یہاں ہوں۔ دائم پلیز آ جائیں مجھے بچائیں۔''

''کیا سوچنے لگیں میں کہتا ہوں ہم شادی کر لیتے ہیں ادھر ہی ابھی۔۔''

صائم مشروب زیادہ پینے کی وجہ سے ہوش سے بے گانہ وہ چلا تھا اس کے باقی دوست بھی اِدھر اُدھر لڑکھڑا رہے تھے، میوزک تیز ہو گیا تھا اور آزان سنائی نہیں دے رہی تھی۔

''کیا بات کر رہے ہیں آپ ہوش میں تو ہیں۔'' ایشاء کا دماغ ہی گھوم گیا۔

''کیا کہا ہے میں نے ہوش میں ہی تو ہوں کیوں نہیں کرنی مجھ سے شادی بولو۔ جواب دو کیا میں پیارا نہیں، میں اچھا نہیں بولو۔'' اسنے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر ایشاء کو جھنجھوڑ ڈالا۔

دروازہ ایک دھکے سے کھلا مگر یہاں کے سب نفوس اپنے اپنے حالات میں مگن تھے، یکدم صائم کو کندھے سے پکڑ کر پیچھے کیا اور صائم نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک کڑاکے دار تھپڑ اس کے منہ پر پڑا ایشاء کی سانس بحال ہوئی اس کی دُعا قبول ہی گئی تھی۔

☆☆☆

اس صبح باہر کافی کہرام مچا تھا کافی لوگ سڑک کنارے کھڑے تھے اور نالے میں جھانک رہے تھے کسی نے

Downloaded from https://paksociety.com

پولیس کو بھی فون کر دیا تھا اور پولیس بھی پہنچ چکی تھی۔سڑک کنارے ایک عورت کی لاش پڑی تھی جو کسی حد تک مسخ ہو چلی تھی۔

''کیا اس لڑکی سے کوئی اور چیز برآمد ہوئی۔۔؟؟''

''یس سر اس لڑکی کا پرس۔''

''کیا ہے اس میں۔۔''

''اور اس میں اس کا شناختی کارڈ ہے اس کا نام۔۔۔''

(باقی آئندہ شمارے میں)

☆.....☆.....☆

Downloaded from https://paksociety.com

افسانہ☆زندگی تو ایک بار ہی ملتی ہے☆

تحریر: راحیلہ بنت مہر علی شاہ

میں نے جب شعور کی سیڑھی پر قدم رکھا تب ہی..... ہاں تب ہی مجھ پر ایک حوصلہ شکن انکشاف ہوا اور میں بری طرح ڈگمگا کر رہ گئی لیکن حیرت کے سمندر میں تب غوطوں پہ غوطے کھانے لگی جب مجھے یہ احساس ہوا کہ میں اکیلی نہیں بلکہ ہر دوسرا اس میں مبتلا ہے..... یعنی کہ حیرت ہے لیکن پھر یہ ہوا کہ ہمیں قدم قدم پہ یہ احساس کرایا جانے لگا اور ہم قدم قدم پہ ڈگمگانے لگے مگر مجال ہے جو کبھی گرے ہوں یا کبھی کسی کی بات پر کان دھرے ہوں..... یعنی ہم بھی ڈھیٹ تھے بڑے مزے سے رہتے کھاتے پیتے اور لمبی تان کر سوتے یوں زندگی گزرنے لگی اور ہمارا وزن بھی منوں کے حساب سے بڑھنے لگا ہمارے لیے نصیحتوں کے نت نئے پٹارے کھلنے لگے ہم جیسے ہی کھانے بیٹھتے چاروں طرف ہم پر بمباری شروع ہو جاتی..... یار تھوڑا سا اپنے آپ پر ہی رحم و کرم فرمالو؟ نہیں نہیں بلکہ اس دھرتی پہ رحم فرمالو..... تیرے وجود تلے دھنس جائے گی، گھس جائے گی..... بھائی اتنے منت بھرے لہجے میں کہتے کہ میرا بھی تھوڑا سا دل پسیج جاتا لیکن..... پیٹ! پھر تمام باتوں پر حاوی سا ہو جاتا اور پھر ہم تمام باتوں کو پس پشت ڈال دیتے ایک دن بہن آئی ہوئی تھی مجھے جو یوں کھاتے بلکہ ٹھونستے دیکھا تو حیرت سے بولی یہ یہ..... اتنا کھاتی ہے یہ کھا کیسے سکتی ہے اتنا؟ میں بھی کہوں یہ دن بدن بلڈوزر کیوں ہوتی جا رہی ہے..... ارے ایسے ویسے آپا یہ اتنا کھاتی ہے کہ ہماری سانس رک جاتی ہے..... یار آپا آپ ہی سمجھا دو نا پچھلے ایک ماہ میں دو مرتبہ اس کی کرسی کو مرمت کے لئے لے کر جا چکا ہوں اب تو ترکھانوں سے بھی شرم آتی ہے اس بار جب لے کر گیا تھا تو پتہ ہے اس نے کیا کہا اس نے کہا کہ آپ لوگ بلڈوزر کیوں چلاتے ہو اس کے اوپر بھائی جان مسکین سی صورت بنا کر منمنائے تو سب کی ہنسی نکل گی اور میں سوچنے لگی کہ لوگ کتنے

Downloaded from https://paksociety.com

فارغ ہیں کیسے فضول باتوں میں اپنا قیمتی وقت ضائع کرتے ہیں ایک ہم ہیں جو اپنا قیمتی وقت اپنے آپ کو دیتے ہیں.....ارے کھاتے ہیں بھائی.....اب اس دنیا میں تشریف لا ہی چکے ہیں تو تھوڑا ڈٹ کہ تو جیئں.....یہ سوچتی بھی ہے بہن کی آواز نے مجھے سوچوں کے بھنور سے لا پٹخا اب یہ مت پوچھنا کہ بہن کی آواز میں طاقت ہے؟

پتہ نہیں کیسے سوچتی ہے.....دماغ تو اب تک گوشت کی بوٹی بن چکا ہوگا بھائی سب سے زیادہ جل رہے تھے اور جل جل کر بول رہے تھے میں ان کی باتوں سے لطف اندوز ہو رہی تھی اور ساتھ میں ان کے چیزوں پر ہاتھ بھی صاف کر رہی تھی وہ بول رہے تھے اور میں کھا رہی تھی ،سائرہ ہ.....اچانک امی کی چنگاڑتی ہوئی آواز نے سب کو چونکا دیا جج جی؟؟؟امی یہ کیا ہے اس نے صاف پلیٹس کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا کیا ہے؟؟؟میں انجان ہو کر بولی تو امی کے ساتھ ساتھ سب دانت کچکچانے لگے اور میں نے اچانک زور شور سے رونا شروع کر دیا سب کو حیرت کے جھٹکے لگے یعنی کہ حیرت ہے ایک تو سب کا کھانا کھایا اور روبھی میں رہی ہوں.....اب رو کیوں رہی ہو؟امی کڑے تیوروں سے گھورتی ہوئی بولی سب کہتے ہیں میں موٹی ہوں ،سب ڈانٹتے ہیں کہ میں زیادہ کھاتی ہوں لیکن کہاں زیادہ کھاتی ہوں اور کہاں اتنی زیادہ موٹی ہوں میں نے مگرمچھ کے آنسو بہاتے ہوئے کہا،لیکن کسی پر تھوڑا بھی اثر نہیں ہوا یہ دیکھ کر دل چاہا سب کو اٹھا کر باہر پھینک دوں ہاں زیادہ کہاں کھاتی ہو آپ بلکہ حد سے زیادہ کھاتی ہو اور کس نے آپ کو موٹا کہا وہ تو کرسی واویلہ مچاتی ہے جب آپ اس پر بیٹھتی ہو.....چرچرا کر رہ جاتی ہے ،بیڈ چرچرا کر آہیں بھرتے ہیں کہ یہ وزن سہنے کیلے بڑا دل اور بڑا گردہ چاہیے جو ظاہر ہے ان کے پاس نہیں ہے ہم تو کچھ نہیں کہتے وہ تو بس بے جان چیزیں جان سے جا رہی ہیں آپ کے طوفیل ،بھائی جان نے ماتھے پر بل ڈال کر کہا.....سوکھے سڑے تم تو چھپ ہی کرو اور میرا منہ مت کھلوانا میں نے بھائی جان کو ایک عدد دھمکی سے نوازتے ہوئے کہا تو چھوٹی بہن جس کی نہ مجھ سے بنتی نہ بھائی جان سے جلدی سے

Downloaded from https://paksociety.com

بولی بتادو نا سائرہ آپی کونسی بات ہے جو پردے کے پیچھے ہے ابھی وہ بڑے اشتیاق سے بولی بتادوں ؟میں نے بھائی جان کی طرف دیکھا.....تو وہ بے پروائی سے بولے بتادو وہ نہ پچھلے دن یونی میں بھائی جان کی لڑائی ہو گی تھی دو لڑکوں کے ساتھ وہ تو اچھا ہوا میں موقع پر پہنچی .....اور اور لڑکوں نے جو ایک بلڈوزر کو اپنے طرف آتے دیکھا تو دم دبا کر بھاگ نکلے ہے نا؟؟؟باقی جملہ آپا نے پورا کرتے ہوئے کہا وہ لڑکے تھے کہ گدھے؟ چھوٹی بہن پر سوچ انداز سے بولی کیوں بھائی جان حیرت سے بولے آپا کہ رہی ہے کہ پھر وہ دم دبا کر بھاگ نکلے اس لیے وہ بولی تو سب نے اپنے ماتھے پیٹ ڈالے.....سب کو ایک دوسرے میں الجھتے دیکھا تو جلدی سے کھیر کے دو باول اٹھائے اور سب کی نظر بچا کر، کسک لیے اب آپ ہی بتائیں بھوک لگتی ہے تو کیا کروں اک اکلوتی زندگی ملی ہے اس میں بھی انجوائے نہ کروں کیا؟؟؟

راحیلہ بنت مہر علی شاہ (گاؤں آماخیل تحصیل وضلع ٹانک)

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

قلفہ

اجزاء:

برفی	پانچ سو گرام (مٹھائی والی)
کھویا	دوسو پچاس گرام
بادام	چار بڑے چمچ (موٹا کٹا ہوا)
دودھ	تین گلاس
چینی	آدھا کپ
پستہ	دو بڑے چمچ (موٹا کٹا ہوا)

ترکیب:

دیگچی میں دودھ گرم کریں، برفی اور کھویا ہاتھ سے مسل کر ڈال دیں، ساتھ ہی چینی بھی شامل کر دیں۔ اس دوران چولہے کی آنچ درمیانی رکھیں، اور چمچہ چلاتے جائیں تا کہ نیچے نہ لگے۔ برفی اور کھویا دودھ میں اچھی طرح یکجان ہو جائیں اور جب آمیزہ گاڑھا ہو جائے تو دیگچی چولہے سے اتار لیں۔ اب اس میں بادام۔ پستہ شامل کر دیں۔ آمیزے کو ٹھنڈا ہونے پر ڈھکن والے باؤل (ہوا بند ڈبے) میں ڈال کر فریزر میں رکھ دیں (چاہیں تو قلفی والے سانچے میں ڈال کر اسٹک لگا کر جما لیں)۔ لذیذ قلفہ تیار ہے جم جانے پر ٹکڑیوں کی شکل میں کاٹ کر پیالیوں میں پیش کریں۔

Downloaded from https://paksociety.com

چکن منچورین

چکن بریسٹ ۔۔۔۔۔۔۔1 پیس
چائنیز نمک ۔۔۔۔۔۔1 چائے کا چمچ
کیچپ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔1 کپ
نمک ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔1/2 چائے کا چمچ
کارن فلور ۔۔۔۔۔۔۔۔1 کپ
پسی کالی مرچ ۔۔۔۔1 چائے کا چمچ
شملہ مرچ ۔۔۔۔۔۔۔1 عدد
ادرک بڑا پیس ۔۔۔1/2 انچ ٹکڑا
پیاز ۔۔۔۔۔۔۔۔۔1 کپ
لال مرچ ۔۔۔۔۔۔1 چائے کا چمچ
انڈے ۔۔۔۔۔۔۔۔1 عدد
سرکہ ۔۔۔۔۔۔۔۔2 کھانے کا چمچ
چینی ۔۔۔۔۔۔۔۔1 چائے کا چمچ
سویا ساس ۔۔۔۔2 کھانے کا چمچ
تیل ۔۔۔۔۔۔۔2 کھانے کا چمچ

ترکیب:

ایک باؤل میں چکن ڈال کر کالی مرچ پاؤڈر، سویا ساس اور نمک شامل کر کے اچھی طرح مکس کریں تا کہ نمک چکن کو اچھی طرح لگ جائے، کارن فلور اور انڈا شامل کر کے اچھی طرح مکس کریں تا کہ چکن کے پیس پر اچھی طرح کارن فلور کی کوٹنگ لگ جائے۔ایک پین میں تیل گرم کر کے چکن کے پیس کو الگ الگ ڈال کر فرائی کر لیں۔جب چکن کے پیس گولڈن براؤن ہو جائیں تو اسکو نکال لیں۔پسی لال مرچ اور سرکہ کو اچھی طرح مکس کر کے پیسٹ بنا لیں، ایک پین میں تیل گرم کر کے ادرک کو گولڈن فرائی کر لیں۔اس میں کیچپ، لال مرچ اور سرکہ کا پیسٹ شامل کریں اور مکس کر لیں۔ساتھ ہی چینی اور نمک شامل کر کے مکس کریں اور یخنی یا پانی جو بھی ہو شامل کر کے مکس کریں اور جب ابال آنے لگے تو فرائی چکن شامل کر دیں۔3 منٹ پکانے کے بعد جب اس میں ابال آنے لگے تو شملہ مرچ اور پیاز شامل کر کے تیز آنچ پر ایک منٹ پکائیں۔زیادہ پکانا نہیں ہے، زیادہ پکانے سے پیاز نرم ہو جائے گی۔مزیدار منچورین تیار ہے۔ڈش میں نکال کر چائنیز رائس یا ایگ فرائیڈ رائس کے ساتھ سرو کریں۔

نوٹ: ۱) اگر سرونگ کے وقت گریوی کم ہو جائے تو گرم کرتے وقت 1/2 کپ یا جو مناسب ہو پانی شامل کر دیں۔۲) چکن کے پیس کو بار بار چمچے سے ہلانا نہیں ہے، بار بار ہلانے سے کوٹنگ ٹوٹ جاتی ہے

Downloaded from https://paksociety.com

چکن شاشلک

مرغی کے اجزاء

مرغی کی چوکور بوٹیاں۔۔۔۔1/2 کلو
سفید سرکہ۔۔۔۔2 کھانے کے چمچ
پسا ہوا لہسن، ادرک۔۔ایک چائے کا چمچ
ٹماٹر، شملہ مرچ چوکور کٹی۔۔2,2 عدد
مسٹرڈ پیسٹ۔۔۔۔۔۔۔2 چائے کا چمچ
پیاز چوکور کٹی ہوئی۔۔۔۔2 عدد
کٹی کالی مرچ۔۔۔۔۔1/2 چائے کا چمچ
تیل۔۔۔۔۔۔۔۔تلنے کیلئے

ساس کے اجزاء

ٹماٹو کیچپ، مرغی کی یخنی۔۔۔ایک ایک پیالی
کٹی لال مرچ۔۔۔۔۔ایک چائے کا چمچ
چلی ساس۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایک کھانے کا چمچ
چوپ لہسن۔۔۔۔۔۔۔۔ایک چائے کا چمچ
کھانے کا رنگ۔۔۔۔۔۔۔ایک کھانے کا چمچ
چوپ ہری مرچ۔۔۔۔ایک چائے کا چمچ
کارن فلور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔2 کھانے کا چمچ
سفید سرکہ، تیل۔۔۔2,2 کھانے کے چمچ
فرائیڈ رائس۔۔۔۔۔۔۔۔ہمراہ پیش کیلئے

ترکیب:

مرغی کی بوٹیوں پر تمام اجزاء لگا کر ایک گھنٹے کیلئے رکھ دیں۔لکڑی کی سیخ پر ایک شملہ مرچ، ایک پیاز، ایک ٹماٹر، ایک مرغی کی بوٹی لگا کر اس عمل کو دہرائیں۔اسی طرح سے پورے مصالحے کی سیخیں تیار کر لیں۔فرائینگ پین میں تیل گرم کریں اور سیخیں الٹ پلٹ کرتے ہوئے پکائیں۔ساس پین میں ساس کے اجزاء گاڑھا ہونے تک پکا کر ڈش میں نکالیں۔مزیدار شاشلک ساس اور فرائیڈ رائس کے ہمراہ پیش کریں۔

Downloaded from https://paksociety.com

﴿انٹرویو﴾

شخصیت: طیبہ انصر

ترتیب: علینہ ملک

" میں اس کا نام نہ لوں پھر بھی لوگ پہچانیں
کہ آپ اپنا تعارف ہوا بہار کی ہے"

جی ہاں کچھ لوگوں کا تعارف کروانے کے لئے الفاظ کے سہارے کی ضرورت نہیں پڑتی ،ان کے تعارف کے لئے ان کا نام ہی کافی ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ تعارف نہیں صرف اس بات کا اعادہ ہے کہ آپ اور آپ کی اردو ادب سے محبت ناقابلِ فراموش ہے۔ آپ نے پولیٹیکل سائنس میں ماسٹرز کیا ہے چنانچہ آپ کی ہر تحریر، معاشرے کی ناآسودگی اور ناہمواری پر گہری نظر رکھتی ہے۔ آپ نے بے شمار افسانے تحریر کئے پانچواں دیا، ڈیزائنر سوٹ، ناکام آرزوئیں ،اے ابن آدم، خواہشوں کا دریا، رازِ ہستی ، عجیب بندھن ممتا، دائرہ زیست ، مٹی کا آب خورہ ، بارگراں ،اے عشقا ، مجھے پارس کردے , ،رہا تو محرم راز میرا ، گولڈن سٹار، دسمبر جب بھی آئے گا ، مجھے تم سے محبت ہے ، ٹھنڈا چولہا ، ،اور نہ جانے کتنے شاہکار جو مختلف رسائل و جرائد کی زینت کا بن چکے ہیں ، ماشاءاللہ ......جس طرح سورج کی کرنیں اس راز سے ناواقف ہوتی ہیں کہ ان کا اجالا کہاں تک روشنی پھیلا رہا ہے اسی طرح آپ کو بھی نہیں معلوم کہ آپ کتنے نئے لکھنے والوں کا آئیڈیل ہیں ،افسانہ نگاری اور مضمون نگاری کے میدان کی شہسوار، ہراول دستے میں شامل میدان سخن میں بھی 150 سے زیادہ غزلیات، نظمیں آپ کے خزانے کا حصہ ہیں ۔۔۔ آل پاکستان مضمون نویسی کے فائنل میں جگمگا رہی ہیں اور انشاءاللہ پوزیشن بھی لیں گی۔

ڈائجسٹ کی دنیا کا ایک دمکتا نام ہماری پیاری "طیبہ انصر صاحبہ " جو کہ آج "ست رنگ میگزین" کے اس سلسلہء انٹرویو کی خاص مہمان بنی ہیں ......آپ سب چاہنے والوں کی طرف سے پوچھے گئے سوالات اور ان کے برجستہ اور دلچسپ جوابات آپ قارئین کی نظر ہیں ....

☆......☆......☆

Downloaded from https://paksociety.com

عروشمہ خان: اسلام علیکم پیاری آپی کیسی ہیں آپ ماشااللہ آج کل بہت عمدہ لکھ رہی ہیں، میرا آپ سے سوال ہے کہ آپکی فیملی میں کس نے لکھنے میں آپ کی سب سے زیادہ حوصلہ افزاء کی؟

طیبہ انصر: میری ساری فیملی ہی بہت تعاون کرنے والی ہے، لیکن میرے شوہر کی حوصلہ افزائی سب سے بڑھ کر رہی ہے ان کے تعاون کے بغیر ممکن ہی نہیں تھا کہ میں لکھ پاتی۔

فہمی فردوس: آپ کی تحریروں میں جو شگفتگی اور برجستگی ہوتی ہے اس کا راز کیا ہے؟

طیبہ انصر: فہمی میں آپ کو بتاؤں کہ پہلی بات تو یہ کہ میری ہر تحریر میں شگفتگی نہیں ہے، بہت سنجیدہ اور حساس موضوع بھی زیر قلم آئے، برجستگی تو اللہ کی ہی عطا کردہ ہے۔

فہمی فردوس: لکھنے سے پہلے باقاعدہ سوچ بچار کرتیں ہیں، یا جو بھی قلم کی نوک کے نیچے آ جائے؟

طیبہ انصر: کبھی کچھ موضوعات اس بات کے متقاضی ہوتے ہیں کہ سوچ بچار کی جائے، جیسے بارگراں لکھتے ہوئے سوچنا پڑا، ورنہ عام طور پہ لکھ ہی دیتی ہوں، لیکن پوسٹ کرنے تک دیکھتی ہوں کہ غلطیوں کی گنجائش نہ رہے۔

شاہ رخ نظیر: ہر رائٹر کو اپنی ہر تحریر سے محبت ہوتی ہے۔ کیا آپ کی کوئی ایسی کہانی جو آپ کو سب سے زیادہ پسند ہو؟

طیبہ انصر: پانچواں دیا، اے عشقا مجھے پارس کر دے اور دائرہ زیست، ویسے میں نے سب پہ یکساں محنت کی ہے۔

کنزہ کھوکھر: کیا کبھی ایسا ہوا کہ آپ کا دل شدت سے لکھنے کو کیا ہو وقت بھی ہو لیکن الفاظ ورق پر نہ اتار پا رہی ہو؟ ایسی صورت میں پھر آپ کیا کرتی ہیں؟

طیبہ انصر: ایسا تو کبھی نہیں ہوا کہ وقت بھی ہو تو بھی میں الفاظ لکھ نہیں پاؤں، البتہ ایسا ہوا کہ وقت نہیں ہونے کے سبب میں لکھ نہیں پائی اور بعد میں الفاظ روٹھ کے کسی اور طرف نکل لیے۔

سارا احمد: ادب کی تعریف کیا ہے آپ کے نزدیک؟

طیبہ انصر: ادب دو طرح کا ہے چندا، ایک تو لفظ ادب وہ ہے جس کے لیے میں سب کو لیکچر دیتی رہتی ہوں اب سنجیدگی سے آپ کے سوال کا جواب دوں تو میں ادب کو کسی دائرے میں قید کرنے کی قائل نہیں ہوں، میرے خیال میں ضروری نہیں کہ ادب صرف اس کو کہا جائے کہ جو بھاری بھرکم الفاظ پہ مبنی ہو، یا بالکل بھی شتر مہار تحریر بھی ادب نہیں ہے، ایک معتدل تحریر جو آپ کو بور نہ کرے سادہ الفاظ میں بھی متاثر کن ہو میں اس کو ادب میں ہی شمار

Downloaded from https://paksociety.com

کرتی ہوں، کبھی کبھی نئی بچیاں ایسا لکھتی ہیں کہ طبیعت خوش ہو جاتی ہے۔

نائید کپور: آپ نئی نسل کی تحریری صلاحیتوں کو جانچنے کا پیمانہ کیا رکھیں گی؟ اگر یہ فرض آپ کو سونپ دیا جائے؟

طیبہ انصر: سادگی، پُرکاری، زبان پہ عبور، اور مکالمہ، بیانیہ، منظر کشی کا توازن، زیادہ بے ہودگی سے پرہیز

سخاوت حسین: میرا سوال تھوڑا ادب سے متعلق ہے..... آپ کے خیال میں ادب عمومی ہوتا ہے یا خصوصی؟ اور ہمیں عمومیت سے خصوصیت تک جانے کے لئے کون سے طریقہ ہائے اختیار کرنے ہوں گے، کیونکہ آج کل یہ دیکھنے میں آ رہا ہے سلیس اور تشریح کے نام پر ادب کو پھیلانے کی بجائے سکیڑ دیا گیا ہے، جس کی وجہ سے قاری کم اور لکھاری زیادہ پیدا ہو رہے ہیں..... ورنہ کسی زمانے میں دس دس سال مطالعے کے بعد کسی کی جرات ہوتی تھی کہ وہ ادب کے کسی سلسلے کو چھیڑے..... کیا وجہ ہے مطالعہ کم اور لکھنا زیادہ ہو گیا ہے اور ہم اس سلسلے میں کیا اقدامات کر سکتے ہیں ادب کو سٹینڈرڈ ادب تک لے جانے کے لئے؟

طیبہ انصر: سخاوت بھائی آپ نے خوب کھیلا سوال میں سوالنامہ دے ڈالا یہ آپ کے اچھے تخلیق کار ہونے کی دلیل ہے میں پہلے بھی جواب دے چکی کہ میں ادب کو دائروں میں قید کرنے کی قائل نہیں ہوں مجھے تو جو تحریر متاثر کر دے وہ ادب ہو جاتی ہے یہ میرا ذاتی خیال ہے، خصوصیت تک تو مجھے نہیں لگتا کہ میں خود بھی ابھی پہنچی ہوں یا نہیں کاملیت تو بندے کے لیے مشکل ہے لیکن بہر حال مطالعہ اور مسلسل اچھی کتاب کا مطالعہ ہی پالش کرتا ہے اور عمومیت سے آگے کا سفر طے کرتا ہے جیسے میرے لیے کالم لکھنا آج بھی مشکل ہے اس کے لیے میں بہت پڑھتی ہوں، جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ مطالعہ کم اور لکھنا زیادہ ہو گیا ہے تو اس کے پیچھے شہرت کی خواہش اور جلد از جلد مشہور ہو جانے کی دوڑ ہے، اور میرا بنیادی نقطہ نظر یہی ہے کہ جب دو چار افسانے لکھ کر ہم کتاب پبلش کروانے کی کوشش میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو پھر ادب کے معیار پہ لازم برے اثرات ہوں گے ہمیں بچوں کی جھوٹی تعریف کے بجائے سچ کہنا ہو گا کہ ابھی آپ طفل مکتب ہو، پڑھو بچو، اور پڑھو اور ہر قسم کے ادب کو پڑھو، اردو سے واقفیت کو فروغ دینا ہو گا۔

سارا احمد: میرا دوسرا سوال موتی موتی پرو کر کہانی کی مالا بنانے والی سبھی کی ہر دلعزیز اپیا کے لکھنے کا پسندیدہ وقت کونسا ہے؟

Downloaded from https://paksociety.com

طیبہ انصر: رات کو سکون ہوتا ہے لیکن میری چوائس نہیں ہے وقت، بلکہ جب موقع ملے اور دل مائل ہو لکھتی ہوں، یہ آپ نے بہت پیار کی وجہ سے کہا کہ موتی پرو دیتی ہوں بہت خامیاں ہیں میری تحاریر میں، ہر دلعزیز ہونا میرا کمال نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا کرم اور دوستوں کی محبت ہے۔

سارا احمد: پڑھنے والوں کے دلوں پر راج کرنے والی پریوں جیسی راج دلاری کیا آپ سمجھتی ہیں کہ نئے لکھنے والے اپنے عہد میں ایسے نشان قدم چھوڑ جائیں گے جن کے نقش دلوں پر باقی رہیں گے؟

طیبہ انصر: ان شاءاللہ اس بات میں کوئی دو رائے ہرگز نہیں ہیں، ابھی مقابلے میں نے دیکھا کہ بچے اگر املاء کی غلطیوں پہ قابو پا لیں تو ہر ایک نے الگ موضوع پہ لکھا اور خوب لکھا، مجھے بالکل مایوسی نہیں ہے ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی، بہت باصلاحیت ہے نئی نسل اور پلیٹ فارم بھی بہت ہیں آپ کے لیے ، مایوس نہیں ہونا اور محنت سے جی نہیں چرانا۔

سارا عدن: آج تو بتا ہی دیں اتنے پیارے الفاظ کہاں سے ڈھونڈ کے لاتی ہیں اور سب سے پہلی شاعری کب کیو ں اور کیسے لکھی تھی؟

طیبہ انصر: یہ لکھنے کی پٹاری تو مطالعہ سے مل رہی ہے۔ البتہ پہلی غزل میں نے اخبار جہاں میں بھیجی تھی اور وہ شائع بھی ہو گئی تھی۔

کنزہ کھوکھر: آپ کو کیسے محسوس ہوا، یا کسی اور نے کیا کہ آپ میں لکھنے کی صلاحیت موجود ہے؟ اور سب سے پہلے کیا لکھا؟

طیبہ انصر: مجھے لکھنے کی طرف ابتدا میں کسی نے متوجہ نہیں کیا، میں نے تیسری جماعت سے لکھنے کی ابتدا کی اور یہ بچوں کے میگزین پڑھتے ہوئے محسوس ہوا کہ میں بھی لکھ سکتی ہوں، اور پھر میری بلی، کے نام سے پہلی بار بچوں کے رسالے میں لکھا۔ البتہ بعد ازاں انصر انجم جی نے واپس تحریک دی کہ تم دوبارہ لکھو، کیونکہ کچھ عرصہ میں نے لکھنا چھوڑ دیا تھا لیکن مطالعہ جاری رکھا؟

سباس گل: طیبہ جی کیا ادب کے ذریعہ معاشرے کی اصلاح کا کام لیا جا سکتا ہے؟

طیبہ انصر: سو فیصد، میرا ذاتی تجربہ ہے سباس، کہ میں نے لوگوں کو کہانی پڑھ کر بدلتے دیکھا، کہانی چھوڑ دیں کبھی تو

Downloaded from https://paksociety.com

کوئی مختصر سا اقتباس بھی مجھے خود کسی نیک کام پہ اکساد یتا ہے۔

محمد کلیم: اگر آپ سے کہا جائے کہ خود کو ایک لفظ میں بیان کریں تو وہ ایک لفظ کیا ہوگا؟

طیبہ انصر: خاک، محض خاک۔

سباس گل: آپ کے خیال میں ادب کیا ہے؟ ہمارے ہاں وہ رائٹر جن کی کوئی کتاب شائع نہ ہوئی ہو ان کو ادیب ہی نہیں سمجھا جاتا آپ کے خیال میں کیا یہ سوچ اور رویہ درست ہے؟

طیبہ انصر: ہرگز نہیں، میں یہ غلط روش دیکھ کر دکھی ہوتی ہوں کہ جس کی کتاب شائع ہوگئی وہ سند پا جاتا ہے کہ ادیب ہے جبکہ ایسا بالکل نہیں ہے، بعض کتابوں میں پڑھنے کو کچھ نہیں ہوتا اور کبھی کبھی ایک سٹیٹس چند لائنز کا دل پہ نقش ہو جاتا ہے۔ یہ غلط رویہ اور رجحان ہے۔

کہکشاں صابر: کوئی بھی تحریر کس سوچ کے تحت لکھتی ہیں کے بس لوگ پسند کر لیں یا لکھنے کا کوئی خاص مقصد ہوتا ہے کہ وہ مقصد پورا ہو؟

طیبہ انصر: آپ کی دوسری بات سے متفق ہوں کہ جس مقصد کے لیے لکھا ہے وہ پورا ہو جائے۔

کہکشاں صابر: کبھی ایسا ہوا ہے کہ کچھ بھی لکھنا مشکل ہو جائے سب کچھ واضح ہو کر بھی ادھورا لگے؟

طیبہ انصر: جی، مکمل ناول لکھ رہی ہوں وہ اسی لیے بار بار تبدیلی کا شکار ہو رہا ہے کہ میں مطمئن نہیں ہو رہی زیادہ تر پلاٹ کا دھیان رکھنے کی کوشش کرتی ہوں لیکن قلم بڑا آزادی پسند ہے میرا اپنی مرضی کرتا ہے بلکہ من مانی کرتا ہے۔

کبری نوید: آنی آپ کا انداز تحریر پختہ اور شائستہ ہے آپ مزاح کو بھی بغیر جھول کے پختگی سے لکھتی ہیں یہ بہت بڑی خوبی ہے..... یہ دونوں کوالیٹیز ایک ساتھ کیسے آئیں آپ میں؟

طیبہ انصر: جی کبریٰ یہاں میں آپ کو بتانا ضروری سمجھوں گی کہ بہت ساری چیزیں قدرت کی طرف سے ہوتی ہیں، کہانیوں کے کرداروں میں لطافت کے لیے تو کوشش کر کے ہی پیدا کرنا پڑتی ہے، کیونکہ اس میں ہمیں کردار کے مطابق ہی مزاح کو لکھنا ہوتا ہے اور یہ خیال بھی رکھنا ہوتا ہے کہ کردار کے ساتھ وہ نبھا سکیں لیکن جب نثر پارے لکھتی ہوں تو اس کے لئے کسی کوشش کی ضرورت نہیں پڑتی وہ تو بس ایک ہی نشست میں ڈائریکٹ لکھ رہی ہوں

Downloaded from https://paksociety.com

جیسا کہ آپ پڑھ رہی ہیں۔

ثمن شفاء: ایک اچھا لکھاری کیسے بنا جا سکتا ہے اور نئے لکھنے والوں کو سیکھنے کے لئے کیا کرنا چاہئے؟

طیبہ انصر: بہت سارا مطالعہ، اس کے بعد لکھنے کی ابتداء افسانہ لکھنے سے کریں، ضروری نہیں بہت رعب دار الفاظ کی بھرمار کریں بس مضمون کی طرح مت لکھیں، سادہ الفاظ میں بھی اچھی کہانی لکھی جا سکتی ہے بشرطیکہ لوازمات افسانہ مکمل ہوں، مکالمہ، بیانیہ، منظر کشی سب متوازن رکھیں۔

ریحانہ اعجاز: افسانہ لکھنا زیادہ اچھا لگتا ہے یا ناول؟ اور یہ بھی بتائیں کے ناول لکھنا زیادہ مشکل ہے یا افسانہ؟

طیبہ انصر: جی ریحانہ اعجاز پیاری میرے اپنے ذاتی خیال میں افسانہ لکھنا زیادہ مشکل ہے کیونکہ تھوڑے صفحات میں یا کم سے کم الفاظ میں کسی تحریر کو اس طرح لکھنا کہ وہ دلچسپ بھی ہو سارے لوازمات اور تفصیلات کو ان میں سمو کر ایک بہترین تخلیق بنانا کہ بور بھی نہ کرے اور مقصدیت بھی حاصل ہو جائے انتہائی مشکل کام ہے مصنف کی خوبی اسی میں پتہ چل جاتی ہے اگر تو افسانہ ناولٹ بن گیا تو افسانہ نہیں رہے گا، ہاں زیادہ صفحات بھرنا اور زیادہ لکھنے کی بات کا مسئلہ ہو تو پھر ناول لکھنا بھی کڑی آزمائش ہے اگر اس میں کردار بھی زیادہ ہوں، میرا خیال ہے میری سہیلی کو سمجھ میں آ گیا ہو گا میرا مؤقف سوال بہت اچھا لگا۔

جی تو جناب امید کرتے ہیں طیبہ انصر کا یہ دلچسپ اور برجستہ انٹرویو آپ سب کو بہت پسند آیا ہو گا ساتھ ہی ہم آپ کی رائے کے منتظر رہیں گے۔

اللہ حافظ.....

☆.....☆.....☆

Downloaded from https://paksociety.com

غزل

جیسے ممکن ہو کسی طور گزارہ کرلیں
عشق جھوٹا تھا تو آؤ دوبارہ کرلیں
رات گہری بھی ہے، بھیگی بھی، بے آس بھی ہے
کوئی امید جلائیں اور سہارا کرلیں
زخم جو دل پہ لگیں وہ کہاں بھرتے ہیں
جب بھی چاہیں جی بھر کے نظارہ کرلیں
چوٹ گہری تو نہیں تھی پر لگی ہے بہت
کیوں نا اس بات پہ ہم اُن سے کنارہ کرلیں
عشق وہ ہم سے کریں ساتھ رہیں اوروں کے
اتنے اچھے بھی نہیں ہم کہ گوارا کرلیں
ایک مٹھی میں جمع کر کے سبھی خواب اے گُل
شکل تعبیر کی دیں اور ستارہ کرلیں۔

شاعرہ: سُباس گُل ۔رحیم یار خان

Downloaded from https://paksociety.com

نظم

سرمست ہوائیں رقص کرتی ہیں.....
جب سمندر سے اٹھتی موجیں
قافلوں کی صورت میں
ایک کنارے سے دوسرے کنارے
جا ملتی ہیں.....
تب دور کہیں شجر و گل کے سائے میں
بیٹھی وہ اجنبی لڑکی
ڈری سہمی سی تکتی ہے
کچھ بولنے کی خواہش میں
لبوں کو ہلاتی ہے
پر.....
سمندر کی خوفناک آوازیں
اس کی کمزور آوازوں کو
دبا دیتی ہیں.....
سہانے خوابوں کو
دفنا دیتی ہیں.....
خواہشوں کا قتل کر کے
خوشیوں کی قبر بنا دیتی ہیں
مگر.....
اب ایسا نہیں ہوگا
کچھ بھی ویسا نہیں ہوگا

شجر و گل کے سائے میں
بیٹھی وہ اجنبی لڑکی
ڈری سہمی نہیں ہوگی
اسکے چہرے پر خوشی ہوگی
نہ دو گے حق اگر اس کا
تو تم سے چھین لے گی
تو تم سے چھین لے گی

شاعرہ: آمنہ نثار (اسلام آباد)

Downloaded from https://paksociety.com

﴿غزل﴾

کیسے انسان ہو تم بہت ناشکرے ہو
گناہ بھی کرتے ہو اور دعا کا بھی کہتے ہو

فقط چہروں سے محبت کرتے ہو
خود دلگی کرتے ہو اور ہمیں وفا کا کہتے ہو

میری زندگی کے ہر فیصلے کو اپنے ہاتھوں میں رکھتے ہو
جینے بھی نہی دیتے اور دلرُبا بھی کہتے ہو

ذرا سی دیر جو ہو جائے تیری مدعا سننے میں
سزا بھی دیتے ہو اور اسے اپنی ادا بھی کہتے ہو

جی رہی ہوں زندگی کی اداس راہ میں یوں
زندگی کو جنت اور ہماّ کو سزا بھی کہتے ہو

شاعرہ: ہما جاوید

☆☆☆

Downloaded from https://paksociety.com

﴿غزل﴾

اپنے سارے دکھ سمیٹ کہ دے دو مجھے
آج سے میری زندگی کا ہر لمحہ تیرے نام ہوگا
اٹھائے ہیں بہت میرے ناز نخرے تم نے
اب اگر اٹھاؤں تیرے نخرے، تو یہ بہشت کا جام ہوگا
آنسو بھی نہ دیکھوں اب آنکھ میں تیری
آج سے بس مسکرانا ہی تیرا کام ہوگا
زندگی بھی اگر وار دوں تجھ پہ
اتنا حق ہے تیرا کہ یہ بھی بس عام ہوگا

شاعری: راحیلہ بنت مہر علی شاہ

Downloaded from https://paksociety.com

نظم

راہِ سفر میں

ایسے ہی منزل نہیں ملتی

یہاں کچھ پانے کے لیے

بہت کچھ کھونا پڑتا ہے

بہت سے لوگ ملتے ہیں

بہت سے روگ لگتے ہیں

بہت سے دل تڑپتے ہیں

مگر سمجھوتا کرنا پڑتا ہے

کبھی رستے میں گرتے ہیں

کبھی منزل کو تکتے ہیں

پھر ایک لمحہ ایسا بھی آتا ہے

کہ اک احساس ہوتا ہے

کہ منزل دور ہی سہی

مگر منزل پا ہی لیں گے ہم

اسی اک آس کو لیے

غم و خوشی کو ساتھ لیے

روانہ ہم سفر پر ہیں

بہت سی آزمائشوں سے

گزر کر بھی نہیں بھٹکے

پھر اک دن حوصلہ ہوا

کہ منزل مل ہی جائے گی

ہاں

منزل مل ہی جائے گی---

شاعرہ: آبروِ نبیلہ اقبال (راولپنڈی)

Downloaded from https://paksociety.com